منظوم

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ الحدیث سید عابد علی وجدی الحسینی (قاضی شہر بھوپال)

محمد سیف اللہ قریشی

سیرت النبی

(منظوم)

(حصہ اوّل)

اثرِ خامہ

شیخ الحدیث سیّد عابد علی وجدی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی شہر بھوپال

سیرت النبی

منظوم

(حصہ اوّل)

شیخ الحدیث

سید عابد علی وجدی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی شہر بھوپال

وجدی پبلی کیشنز ۔ امان منزل ۔ اسٹریٹ نمبر ا ۔ ابراہیم پورہ ۔ بھوپال

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱

سرپرست	سید زاہد علی
سرورق عمل	ظفر آرٹسٹ
کتابت	سید عبدالحنان
زرتعاون	
سن اشاعت	۱۹۹۰ء
ناشر	وجدی پبلیکیشنز ابراہیم پورہ بھوپال
طباعت	ناولٹی آفسیٹ پریس دلی

کتاب ملنے کے پتے

- بھوپال بک ہاؤس بدھواڑہ بھوپال
- مدرسہ اسلامیہ عربیہ ترجمہ والی مسجد موتیا پارک بھوپال

وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ

چند سطور

حضرت علامہ وحدی الحسینی کی وفاتِ حسرت آیات کے جاں گداز سانحہ کے بعد ان کے ارادت مندوں و معتقدین کی جو سب سے اہم تجویز سامنے آئی ہے وہ یہی ہے کہ حضرت علامہ کی تمام غیر مطبوعہ تصانیف کو جلد از جلد منصۂ شہود پر لایا جائے تاکہ وہ سب علمی تحقیقی تحریریں کتابی شکل میں محفوظ ہو جائیں۔

اسی ضرورت کے پیشِ نظر "وحدی پبلیکیشنز" اور "مکتبۂ وحدی" کی تشکیل و قیام نیز مسودات کی ترتیب ان کی نقل اور اشاعت کے سلسلہ میں جن مخلص حضرات نے اپنے نیک مشوروں اور عملی تعاون سے سرفراز فرمایا ہے ہم اس کے لیے دل کی گہرائیوں سے اُن کے شکر گذار ہیں اور ابا میاںؒ کے قدر دانوں اور ارادت مندوں نے "وحدی پبلیکیشنز" کی اس تعمیری کوشش کو جس طرح سراہا اور حوصلہ افزائی کی ہے انشاء اللہ امید واثق ہے کہ ان کی کتابوں کی اسی طرح پذیرائی ہوگی۔

سیرت النبیؐ منظوم کا پہلا حصہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو "وحدی پبلیکیشنز" کے زیرِ اہتمام آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بعد سلسلہ وار سیرۃ منظوم کے دو حصے پھر اس کے بعد "اسلام اور ہندو دھرم"، مقاصد القرآن، مقالات و مضامین، رباعیات و قطعات، نظمیں و غزلیں، سفرنامہ، وغیرہ وغیرہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں تعاون کے لیے وحدی پبلیکیشنز جناب ظفر آرٹسٹ جناب پروفیسر فضل تابش، جناب عشرت قادری، جناب بدر احترام صاحب (مدینہ منورہ) جناب اختر علی اختر، جناب عبد الباسط خاں صاحب، جناب نقار الرحمن صاحب، جناب عبد الحنانؔ صاحب، حافظ محمد شمیم صاحب کا شکر گذار ہے۔

سید محمد رضی
ناشر

فہرست عنوانات سیرت النبی منظوم

عنوان	صفحہ
دیباچہ	
سطور تعارف	
حرف مدعا (بحضور مالک ہر دوسرا)	۲۲
حمد وثنا	۲۹
نعت خیرالورا	۳۰
ظہور نور	۳۲
اصحاب فیل کا واقعہ	۳۴
نسب عالی	۳۹
صبح ولادت	۴۱
آثار سعادت	۴۲
عہد طفلی	〃
حلیمہؓ کے آغوش میں	۴۳
مکہ کی واپسی	۴۴
سق صدر	〃
والدہ کی وفات	〃
وفات عبدالمطلب	۴۵
پہلا سفر شام	〃
حرب فجار میں شرکت	۴۶
ظہور برکت	〃

جوانی اور پاک دامنی	۴۷
حضورؐ کی گلہ بانی	۴۸
معاہدہ حلف الفضول	//
دوسرا سفر شام	۴۹
حضرت خدیجہؓ سے شادی	۵۰
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب امین وصادق	//
نزاع کعبہ کا فیصلہ	۵۱
دور جاہلیت	۵۲
آغاز نبوت	۵۳
پہلی وحی	۵۴
قرآن کا دیباچہ	//
السابقون الاولون	۵۵
رشتہ داروں کو دعوت	۵۷
پہاڑی کا وعظ	۵۸
مقام نبوت	//
اسلام کا بنیادی اصول	۵۹
ظلم وستم کا طوفان	۶۰
دعوت توحید	//
حضرت حمزہؓ وعمرؓ کا اسلام	۶۱
ہجرت حبشہ اول	۶۴
حضرت جعفرؓ کی تقریر	//
کفر کی دھمکی	۶۶
بنو ہاشم کا مقاطعہ (بائیکاٹ)	۶۸

نظر بندی، شعب ابی طالب میں	۶۸
حرص وطمع کا جال	۶۹
عام الحزن	۷۰
سفر طائف	۷۰
اہل طائف کی سنگدلی	۷۱
حضورؐ طائف کے باغ میں	۷۲
خصوصی دعا	"
یمن میں اسلام	۷۳
معراج شریف	۷۵
حضور کی شان محبوبی	۷۵
کائنات کی حیرت سامانی	۷۵
روانگی بیت المقدس	۷۶
امامت انبیاء	"
سیر آسمانی	۷۷
مشاہدہ دوزخ	"
نظارہ جنت	۷۸
سیر لامکاں اور باریابی	"
عرش کا تحفہ	۷۹
حقانیت معراج	"
شق القمر کا معجزہ	۸۰
عرب کو عام دعوت	۸۲
بیعت عقبہ	۸۳
حضرت مصعبؓ مدینے میں	"

مدینے کے گھر گھر میں اسلام ۸۴
اتمام حجت ؍؍
قتل کا منصوبہ ۸۵
حکم ہجرت ۸۶
یار غار کی رفاقت ؍؍
ہجرت کی رات ۸۷
ہجرت کے لیے روانگی ؍؍
ہجرت کا ہنگام ۸۸
غار ثور میں ۸۹
راہِ ہجرت پر ۹۱
سراقہ کا تعاقب ؍؍
بریدہ اسلمی کا دستہ ۹۲
ام معبد کا خیمہ ؍؍
مدنی زندگی کا آغاز ۹۳
انتظار ؍؍
ورود مسعود ؍؍
اقامت جمعہ ۹۴
تنظیم ملت ۹۵
مسجد نبوی کی تعمیر ؍؍
ازواج مطہرات کے حجرات ۹۶
اصحاب صفہ/تعلیم امت ؍؍
انصار و مہاجر ۹۷
اسلامی بھائی چارہ ۹۸

اسلامی معاشرہ	۹۸
نفاق کا ظہور	〃
سیاست نبوی	۹۹
تعلیم احسانی	۱۰۰
اخلاقی تربیت	۱۰۲
درس فضائل	۱۰۳
عدل کی حقیقت	〃
اسلامی عبادات	۱۰۴
حقیقت نماز	۱۰۵
الصلوٰۃ معراج المومنین	۱۰۶
آذان کی ابتداء	۱۰۶
تحویل قبلہ	۱۰۷
کعبہ مکرمہ	۱۰۸
روزہ کا فریضہ	〃
حکمت زکوٰۃ	۱۰۹
فریضہ حج کی تردید	〃
کعبہ کی پرانی تاریخ	۱۱۰
اسلامی معیشت	۱۱۱
انسانی قدروں کا احیاء	۱۱۲
کفر کا رد عمل	۱۱۳
بدر صغریٰ	۱۱۴
جہاد کا حکم اور حکمت	۱۱۵
جہاد کی مشروعیت	۱۱۶

غزواتِ اسلامی	۱۱۶
غزوہ بدر	۱۱۷
تجارتی قافلہ	۱۱۸
صحابہؓ سے مشورہ	؍؍
ابوسفیان کی راہِ فرار	۱۱۹

دیباچہ

حامداً و مصلیاً!

حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ و تسلیمات کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ کا سنہرا سلسلہ صبح ازل سے شام ابد تک پھیلا ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کو قرآن حکیم کے اندر مقام شہادت نے خود شاہد مطلق نے پیش فرمایا لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون

جب خود محبوب مطلق نے اپنے برگزیدہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس زندگی کو بصورت قسم یاد فرمایا تو پھر خداوند قدوس کا کونسا مقدس بندہ کونسا مقرب فرشتہ ہو گا جو اس ذات قدسی صفات کے ذکر جمیل سے تر زبان نہ ہو۔

تاریخ انسانیت نے سیرت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصی فضیلت حاصل ہے کہ اس وجود باجود کے ظہور پرنور سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کی زبان حق ترجمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف نہ ہوا ہو، کوئی رسول ایسا نہیں آیا جس نے حضرت خاتم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مژدہ جانفزا نہ سنایا ہو۔

جب اس منبع رحمت مظہر قدرت نے اس خاکدان ہستی کو قدوم میمنت نصیب سے مشرف فرمایا تو ہر منصف مصنف نے حضور پرنور کے ذکر مبارک کے نورانی سلسلہ میں شامل ہونا باعث عزو شرف جانا۔ اور ہر صداقت پسند مورخ نے اپنی تاریخ کے صفحات کو رسول مقبول کے درخشاں تذکرہ سے روشن بنانا باعث برکت قرار دیا۔

انسانی تاریخ اس مرکز عالم، رحمت مجسم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے بغیر نقش

ناتمام اور سوانح عالم کا مرقع حضور پرنور کے اذکار کے بغیر ناقص و ادھورا ہے۔

عرش سے لے کر فرش تک سرکارِ ابد قرار کے نورِ مبارک کی جلوہ آرائیاں ہیں اور زمین سے آسماں تک اسی آئینۂ حقیقت نما کی عکس پیرائیاں۔ یہی حقیقت ہے حضرت حق جلّ مجدہٗ کے ارشاد مبارک وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کی (اے پیغمبر ہم نے آپ کے ذکر مبارک کو بلند فرمایا۔) جب خود حضرت خلاق اکبر کی ذات جامع الصفات (جو پستیوں کو بلندیاں دینے والی اور نگوں ساریوں کو سرفرازیاں عطا فرمانے والی ہے) وہ رفع ذکر کو محقق فرمائے اپنے محبوب مقدس کے لئے تو پھر کائنات کا کونسا گوشہ اور وقت و زماں کا کونسا دور اور عہد ایسا ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف کی گونج اس کے اندر بلند نہ ہوئی ہو۔

ہر زمانے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت عظیمہ کو اچھے انسانوں نے اپنا موضوع ذکر بنایا اور ہر ملک اور ہر قوم کے نبی نے اپنے مقام بعثت کو ان کی یادآوری سے منور فرمایا، ہر نثر نگار نے نثر کے بکھرے ہوئے موتیوں کی تابانی میں ذکر مبارک کی چمک دمک کو دکھانا چاہا اور ہر نظم نویس نے آپ کے تذکار شریف سے اپنی شعر و شاعری کے منظوم ہار کو زیب و زینت بخشی۔ شاعر رسول حضرت حسّان نے سچ فرمایا ہے۔

مَا اِنۡ مَدَحۡتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیۡ ــــ لٰكِنۡ مَدَحۡتُ مَقَالَتِیۡ بِمُحَمَّدٖ

(یعنی میں نے اپنی نظم و قصیدہ کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف نہیں کی بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے اپنی نظم کو قابل مدح و تعریف بنالیا)

صحنِ چمن میں ان کی پاکیزہ موجِ نفس سے بہار آئی اور سطحِ فلک ان کے عکسِ تجلی سے جگمگا اٹھا ہر پھول نے ان کے رخِ منور کی حکایت کی۔ ہر بلبل نے اس گلِ حسن و خوبی کے جمال کا ترانہ گایا۔ سمندروں دریاؤں نے ان کی خطابت سے جوش و روانی کو حاصل کیا۔ پہاڑوں نے ان کی صفاتِ عالیہ میں سے وقار و استقامت کو اختیار کیا۔ صبح ان کے چہرۂ انور کو دیکھ کر مسکرا اٹھی۔ شام نے ان کے گیسوئے معنبر کی نقل اتاری۔

سورج ان کے جلال کو لے اُڑا اور چاند نے ان کے حسن و جمال سے اکتساب نور کیا ستاروں کی نگاہیں ان کے نور سراپا طور سے چمک اٹھیں ہر نخل و شجر ان کی تعظیم کے لئے سر و قد کھڑا ہو گیا اور ہر چرند و پرند ان کی عظمت کے آگے سربہ خم ہوا اور بزم ملائکہ میں صلِّ علیٰ کا زمزمہ بلند ہوا یہ بھی ایک گوشہ ہے رفعنا لک ذکرک کی حقیقت کا۔

پھر دنیا کی قدیم و جدید مشہور زبانوں میں کونسی ایسی زبان ہے جس کے اندر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح مبارکہ قلمبند نہ ہوئی ہوں۔

عربی اور فارسی اور ترکی وہ زبانیں ہیں جنھوں نے خود کو اسلام کی تعلیمات و ہدایات کے لئے اور ہادیٔ اسلام کے فضائل و کمالات کے لیے وقف کر دیا ہے لیکن زبانِ ریختہ یا اُردوئے معلیٰ کی اس فضیلت کے حاصل کرنے میں مذکورالصدر زبانوں سے پیچھے نہیں رہی چنانچہ دکنی اردو کی دوازدہ مجلس مصنفہ ملا باقر سے لے کر اس وقت تک ہزاروں چھوٹی بڑی کتابیں سیرت مبارکہ پر منصۂ اشاعت پر جلوہ گر ہو چکی ہیں اور اس بحرِ بے کراں کی موجوں کا تسلسل نہ ٹوٹا ہے اور نہ قیامت تک ٹوٹنے والا ہے۔

ہماری اردو زبان سیرت کے نثری سلسلہ میں اس قدر آگے بڑھ چکی ہے کہ فارسی و ترکی بلکہ عربی زبان سے بھی آنکھیں ملا سکتی ہے لیکن منظوم گوشہ ہنوز تشنۂ تکمیل اور تکمیل کی انگشتری مرصع نگینہ کی طلبگار ہے ؎

ہویدا تھی مدینہ کی تمنا چشم خاتم سے

حیات مصطفوی کا وہ گوشہ جس کو زندگی کا جلالی پہلو کہا جاسکتا ہے جو غزوات اسلامی سے عبارت ہے اس کو ہند و پاک کے مشہور شاعر حضرت حفیظؔ نے اپنی شعری مہارت سے بام عروج پر پہنچایا اور شاہنامۂ اسلام نے ملک سے خراجِ تحسین وصول کیا۔

وَالْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِيْنَ

لیکن اس بابرکت سیرت کا جمالی گلدستہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی کمالات کی خوشبو دار لپٹیں مشامِ جاں کو معطر اور چمنِ حیات کو معنبر کر رہی ہیں کہ وہی اصلی حیاتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ ہے اس کا بڑا حصہ پیرایۂ نظم میں ملبوس نہ ہو سکا۔

توفیقِ الٰہی اور عشقِ رسالت پناہی کی دست گیری نے اس ہیچ مداں کج مج زباں بے مایہ و بے بضاعت ننگِ خلقت کو اس مقامِ عالی کی طرف رہنمائی کی جو شاعرِ رسالت مؤیدِ بروحِ القدس حضرت حسّان، حضرت کعب اور عاشقِ رسول امام بوسیری (صاحب قصیدہ بُردہ) اور حضرت سعدی و جامی اور خسرو جیسے برگزیدہ اربابِ ولا کے لئے خاص ہے۔

بھلا کہاں یہ بندۂ ذلیل اور کہاں اہلِ صدق و صفا کے مقامِ جلیل اور کہاں یہ ناپاک زباں اور کہاں مدحتِ آقائے دوجہاں۔

لیکن جب ہدہد کی دربارِ سلیمانی میں باز یابی ہوسکتی ہے اور ایک بے مایہ و تہی دست بڑھیا بازارِ مصر میں حسن یوسفی کے خریداروں کی صف میں شامل ہونے کی ہمت کرسکتی ہے تو اس ننگِ وجود کے لئے کاغذ کے سفینہ کو اس بحرِ بے کنار میں ڈالنے کا جواز نکل آتا ہے۔

چنانچہ خدا کا نام لے کر کاغذ کی اس کشتی کو دریا میں ڈال دیا گیا وہی قادرِ مطلق اس کو ساحلِ قبولیت تک پہنچانے والا ہے۔

حضور علیہ السلام کی سوانح شریفہ کے اس لق و دق صحرائے اعظم میں قدرتِ خداوندی کی عجیب و غریب نشانیاں ہیں حوادث و مشکلات کے سنگین پہاڑ محنتوں ریاضتوں اور بے پناہ مشقتوں کے پھیلے ہوئے چٹیل میدان اور بعثت و دعوت کی قبولیت کے نشیب و فراز اور پھر منزلِ کامیابی کے درخشاں آثار ہیں اس دشتِ بے کراں میں شعریت کے چمن کھلانا اور اس کو گل و لالہ کے تختوں سے سجانا اور سبزہ و گل کی روشِ بندی کا التزام کرنا ایک امرِ دشوار ہے تاہم اس عظیم ریگستان میں جابجا دلکش نخلستان آنکھوں کو تراوٹ بخشنے کے لئے نمودار ہوں گے۔ اور اس دشت میں جابجا خوشنما سبزہ زار باغ و بہار اور مناظرِ خوشگوار نظر آئیں گے۔

ناچیز مؤلف نے اس سدا بہار گلدستہ کو کہیں آنسوؤں کے تاروں کے رشتہ سے باندھا ہے اور کہیں دل و جگر میں موج مارتے ہوئے خون کے دھاروں سے گوندھا ہے۔ اس لیے کہیں جوشِ نشاط و سرخوشی میں قلم جامہ سے باہر ہوگیا ہے اور کہیں رنگِ نالہ و فریاد میں محاسنِ نظم کی پابندیوں کو توڑ دیا ہے۔ ؎

نالہ پابندِ نے نہیں ہے   فریاد کی کوئی لے نہیں ہے

فقیر مؤلف نے سیرت النبی منظوم میں امور ذیل کو پیشِ نظر رکھا ہے۔

۱۔ واقعات اپنے اصلی و فطری اور سادہ مگر مؤثر انداز میں نظم کئے جائیں۔

۲۔ واقعیت کی زمین پر تشبیہ و استعارہ کے پھول بوٹوں سے اس طرح سجاوٹ پیدا کیجئے کہ اصلی واقعہ پردۂ شاعری میں گم نہ ہو جائے۔

۳۔ آج جبکہ اردو زبان حیات و موت کی کشمکش سے گذر رہی ہے اور اس کے نشو و نما اور ارتقا کے بجائے اصلِ حیات و بقا کا سوال درپیش ہے زبان کی توسیع کا لحاظ رکھتے ہوئے زبان و شعر کی کڑی پابندیوں اور متروکات سے صرفِ نظر کیا گیا ہے۔

سطورِ تعارف

سید عابد علی ولد سید صابر علی نام وجدیؔ تخلص، حسینی خاندانی نسبت
اس ناکارہ آوارہ نے اگست ۱۹۱۸ء شہر بھوپال میں خواب عدم سے عرصہ وجود میں
آنکھیں کھولیں جبکہ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کی اندھیری رات کی سیاہی چھٹ کر امن وامان
کی صبح اپنا نورانی چہرہ لئے ہوئے نمودار ہوئی۔

ہوش وشعور کے میدان میں جب قدم رکھا تو ریاست میں مشرقی علوم وفنون
آخری بہار دکھا رہے تھے، علمی وادبی مجلسوں، شعروشاعری کی محفلوں میں شمعیں
گردش کر رہی تھیں۔

مدرسہ سلیمانیہ واحمدیہ میں جو علوم مشرقی کے دار العلوم تھے تعلیم حاصل کی۔ مزید
تعلیم کے لئے ازہر الہند دار العلوم دیوبند میں تکمیل کی۔ مشرقی امتحانات کے اندر مرکز العلوم
دہلی میں کامیابی حاصل کی۔

والد ماجد حضرت داغؔ دہلوی کے غائبانہ شاگرد اور امیر مینائی کے دیکھنے والوں میں
تھے اس لئے بچپن سے اردو شاعری کے دلکش نغمے سامعہ نواز ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل
سے پہلے ہی شاعری کا وہ قدرتی چشمہ جو فطرت کی اندرونی تہوں میں دبا ہوا تھا ابل پڑا۔
اپنے جد امجد حکیم عبد الحفیظ صاحبؒ کو کلام دکھایا بنظر پسندیدگی دیکھا جب اس چشمہ
نے زور پکڑا تو علامہ سیماب اکبر آبادی کی اصلاح کے ذریعہ بند باندھا گیا۔

تقسیم ۱۹۴۷ء سے ہندوستان کے مستند رسائل ہمایوں، ساقی، عالمگیر، برہان،

نیا ادب، افکار، ندیم، میں منظومات چھپتی رہیں۔

غزل و نظم کا ایک گلدستہ بنام "قوس و قزح" اور ادبی و علمی و تنقیدی مقالات کا مجموعہ "سازو برگ" کے نام پر تیار ہو گیا جس پر علامہ سید سلیمان ندوی اور احتشام حسین مرحوم نے علی الترتیب چند کلمات لکھے جو ۱۹۵۰ء میں فساد کے اندر قیام امراوتی کے زمانہ میں نذر آتش ہو گئے۔ اب عشق و عاشقی اور سیاسی موضوعات کے بجائے رنگ طبع بدل گیا اور قومی و ملی اشعار ڈھلنے لگے۔

اس وقت بزرگان بھوپال کی تاریخ "مولینا برکت اللہ بھوپالی"[1] گل و ثمر (رباعیات کا مجموعہ) سیرت النبی منظوم، قوس و قزح (مجموعہ غزلیات و نظمیات) مدون ہو کر منتظر اشاعت ہیں۔ بعد فراغت تعلیمی ۱۹۴۰ء سے ۱۹۵۰ء تک جملہ تحریکات ادبی میں بحیثیت خادم اردو کے شرکت میرے لئے باعث فخر ہے

اس وقت کہ صبح پیری نمودار ہو کر منزل کا اشارہ کر رہی ہے لکھنا پڑھنا اور مخلوق خدا کی خدمت ہی زندگی کا عنوان ہے۔ آغاز ہی سے ادب برائے حیات کا قائل اور حریت پسند انقلابی خیالات کا حامل رہا ہوں۔ نمود و نمائش سے طبعاً نفرت ہے اس لئے چھپوانے سے بھی گریز رہا۔

---

[1] "مولانا برکت اللہ بھوپالی" یہ کتاب مدھیہ پردیش اردو اکادمی، اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع کر چکی ہے۔

بحضورِ مالکِ ہر دوسرا

خداوندِ جہاں ! پروردگارِ دوجہاں ہے تو
خداوندا ! رحیم و مہربانِ انس و جاں ہے تو

جہاں کے پردے پر حسنِ ازل کی رونمائی ہے
چمن کے پتّے پتّے سے ہویدا آشنائی ہے

عجب نظّارے ہیں آفاق میں نیرنگِ خلقت کے
نظر آتے ہیں نظروں میں کرشمے تیری قدرت کے

تیرے نورِ ازل کے عکس سورج چاند سیّارے
جہاں میں جلوہ افشاں ہیں تجلی کے یہ فوارے

زمیں ہے فرشِ گردوں لاجوردی شامیانہ ہے
ستاروں سے درخشاں چرخ کا آئینہ خانہ ہے

صحارا سے نمایاں تیری سطوت اور دارائی
تھکا دیتی ہے نظروں کو یہ وسعت اور پنہائی

پہاڑوں سے عیاں تیرا جلال حاکمانہ ہے
تو اپنی ہر صفت میں ذات بے ہمتا یگانہ ہے

ترانے گاتی ہیں دریا میں موجیں تیری مدحت کا
سمندر رائے خدا محکم نشانی زور قوت کا

ہر اک مخلوق تیرے آستاں پر سر فگندہ ہے
تری عظمت کے آگے آسماں بھی سر بسجدہ ہے

زمیں کے فرش پر تو نے چمن کی طرح ڈالی ہے
ہر اک منظر جہاں کا دبستاں ہے بے مثالی ہے

کھلایا ہے چمن میں تو نے رنگا رنگ پھولوں کو
کیا جنگل میں قائم تو نے صف بستہ ببولوں کو

نظر میں کھبنے والی تیری ہر شان جمالی ہے
حسیں شاداب نظروں میں چمن کی ڈالی ڈالی ہے

لیے بیٹھا ہے دل میں داغ الفت لالۂ صحرا
مثالِ آئینہ حیراں چمن میں نرگسِ شہلا

ترے ہی عشق میں ہے زلفِ سنبل کی پریشانی
تری الفت کی خاطر ہے گلوں کی چاک دامانی

تری تعریف میں ہے سرخوشی سے تر زباں سوسن
خیابانِ جنوں میں رہتی ہے رطب اللساں سوسن

دبائے بیٹھے ہیں جوشِ جنوں کو یہ گل و لالہ
ہر اک نخل و شجر تیری محبت میں ہے متوالا

تری قیدِ جنوں سے سرو کب آزاد رہتا ہے
ہمیشہ پا بگل، پابند یہ شمشاد رہتا ہے

تجسس میں تری بادِ نسیمِ صبح آوارہ
کرن ہے صبح کی اس قافلہ کا شوخ ہرکارہ

شفق تیرے طلب میں خون کے آنسو بہاتی ہے
فلک پر اضطرابِ شوق میں لہرائے جاتی ہے

فلک پر برق تیرے عشق میں بیتاب پھرتی ہے
شرارِ شوق سینہ میں لیئے بےخواب پھرتی ہے

یہ ذوق و شوق تو نے جملہ مخلوقات کو بخشا
مگر رازِ امانت، منتخب اک ذات کو بخشا

ہوئے حیران و ششدر مرتبہ پر اسکے افلاکی
بنا مخلوق میں اعلیٰ و افضل آدمِ خاکی

خدایا تو نے مجھکو سوز و سازِ زندگی بخشا
دلِ بیتاب میں میرے مذاقِ بندگی بخشا

ترے احسانِ بے پایاں سے یہ سر اٹھ نہیں سکتا
تری حمد و ثنا کا حق ادا کرنے سے لب بستہ

مجھے پیدا کیا تو نے ذلیل و خوار پانی سے
شرف لیکن عطا فرمایا اپنی مہربانی سے

رکھی ہر دل میں میرے واسطے الفت کی چنگاری
نظر آئی مجھے ہر سو محبت کی ضیا باری

ہوئی صبحِ ولادت تو خوشی کی پھلجھڑی چھوٹی
لبوں پر اہلِ خانہ کے مسرت کی کرن پھوٹی

مرے ماں باپ کے دل میں محبت کی طرح ڈالی
بنایا تو نے اس گلزارِ الفت کا انھیں مالی

کمالِ انس و الفت سے مجھے ماں باپ نے پالا
انھوں نے نیکیوں کے سانچے میں بچپن ہی سے ڈالا

میرے ایامِ بچپن کے ضیا بارِ محبت تھے
میرے والد بہت ہی نیک فطرت پاک طینت تھے

قناعت، سادگی ہر ہر عمل سے ان کی تھی ظاہر
ہمیشہ رنج و راحت میں رہے وہ صابر و شاکر

خصائل میں مروت، وضعداری ان کا شیوہ تھا
ہر اک کے درد و دکھ میں غمگساری ان کا شیوہ تھا

رہی شامل نہ میری تربیت میں پستی و خواری — کہوں کیا؟ والدہ کی پارسائی شانِ خودداری
طبیعت ان کی آدابِ عبادت کی نگہباں تھی — محبت سے خدا کی آشنائے جامِ عرفاں تھی
انھیں کی گود میں میں نے خدا کی ذات کو جانا — یقیں کی روشنی میں جوہرِ ایماں کو پہچانا
مرے جدین دونوں حاملِ شانِ ولایت تھے — ہمیشہ جادہ پیمائے طریقِ استقامت تھے
بہت سی شفقتوں کو بچپنے میں میں نے دیکھا تھا — بزرگوں نے بھی میرے سر پہ اپنا ہاتھ رکھا تھا
دکھایا تو نے نقشہ مجھکو فرح و شادمانی کا — چکھایا کچھ مزہ تو نے بہارِ خاندانی کا
مجھے پھر پیش آئیں منزلیں کچھ اوج و پستی کی — اعزاء، اقربا نے بڑھ کر میری سرپرستی کی
مرے استاد اکثر نورِ عرفانی کے حامل تھے — وہ شوقِ علم میں، ذوقِ عمل میں مردِ کامل تھے
انھیں کے سایہ رحمت میں میں پرورش پائی — انھیں کے فیض سے حاصل ہوئی کچھ عقل و دانائی
بہت تیزی سے گذرا میرا دورِ جہل و نادانی — وطن رہ کر نہ حاصل ہو سکی تسکینِ روحانی
وطن میرا، اگرچہ علم و دانش کا تھا گہوارہ — رہا محروم روحِ علم سے یہ طفلِ بیچارہ
میرے شوقِ طلب نے عزم کو دعوت سفر کی دی — خرد نے دعوت راہِ عمل فکر و نظر کو دی
جنوں نے راہِ صحرا کیلئے ہمت کو اکسایا — سوادِ دشت مجھکو خوشنما گلشن نظر آیا
ہوائے علم کی اب تشنگی آگے بڑھاتی تھی — میری خوابیدہ قسمت کو حیاتِ نو جگاتی تھی
بہارِ علم کی خاطر چمن سے آشیاں چھوڑا — خوشی کے ساتھ اب بلبل نے اپنا گلستاں چھوڑا
وطن کو چھوڑنا سر پر قیامت ٹوٹنا سمجھا — میرے ذوقِ عزیمت نے مگر رختِ سفر باندھا
چلا پھر علم کی خاطر وطن سے بے وطن ہو کر — کھلا یہ غنچۂ دل میرا بیرونِ چمن ہو کر
وطن سے چل کر میں سرچشمہ ایمان و دیں پہنچا — محبت سے بھری اک محفلِ علم و یقیں پہنچا
وہ دلکش خوشنما گلہائے رنگارنگ کا گلشن — جو روحانی شعاعوں سے بنا تھا وادیِ ایمن
وہ علم و معرفت کا اک حیات افروز گہوارہ — وہ گردوں جس میں گردش کر رہے تھے سبعہ سیارہ
وہ رنگیں گلستاں جس میں عنادل نغمہ پیرا تھے — جہاں دیوار و در رشکِ قمر آئینہ سیما تھے
وہ میخانہ جہاں ساغر محبت کے چھلکتے تھے — جہاں ہر وقت پیمانے مودت کے کھنکتے تھے
وہ نورانی دبستاں جس کی شانِ تربیت عالی — بنی یہ تربیت اس کی نشانِ شانِ اقبالی

وہ قلعہ دینِ حق کا جس نے ملت کی حفاظت کی — بنا جو چھاؤنی اربابِ ایماں کی جماعت کی
وہ ایسا مدرسہ جسکو مقدس خانقہ کہئے — علومِ ظاہر و باطن کا ایک دانشکدہ کہئے
وہ جس نے ملک بھر میں صورِ آزادی کا پھونکا تھا — ترانہ حریت کا جس کے بام و در سے گونجا تھا
وہ ذوقِ علم کا مرکز، وہ شوقِ فضل کا محور — جہاں تھے جلوہ فرما دین و ایماں کے مہ و اختر
وہ جذب و عقل کا مکتب وہ علم و عشق کا سنگم — زمینِ دیوبند سے پھوٹ نکلا چشمۂ زمزم
اسی چشمہ سے ہر تشنہ بلب سیراب ہوتا تھا — ہر اک سینہ ضیائے علم سے ضوتاب ہوتا تھا
زمیں سے آسماں تک اس کا تھا ماحول نورانی — چمکتے رہتے تھے ہر گوشہ میں انوارِ ربانی

عجب پر نور تھی دنیا، عجب پر نور تھا عالم
تجلی کے حسیں انوار سے معمور تھا عالم

فیوضِ علم کی خاطر وہاں پھیلا دیا دامن — ہر اک استاد تھا کامل ہر اک ان میں امامِ فن
چمن میں بلبلیں ہر شاخِ گل پر چہچہاتی تھیں — جو کلیاں خفتہ ہو جاتی تھیں وہ بھی جاگ جاتی تھیں
ہر اک شاخِ شجر پر بلبلیں مل کر چہکتی تھیں — فضائیں خوشبوؤں سے علم و حکمت کی مہکتی تھیں
چمن میں ہمنوا جتنے تھے اکثر اہلِ مودت تھے — خلوصِ انس و الفت میں نشانِ آدمیت تھے
بڑوں کی اپنے چھوٹوں پر جو لطف و مہر و شفقت تھی — تو چھوٹوں کو بھی اپنے سب بزرگوں سے عقیدت تھی
جہنم زار دنیا میں یہ بستی باغِ جنت تھی — نہیں تھے آدمی یہ سب فرشتوں کی جماعت تھی
مقدس صحبتوں میں وقت سایہ کی طرح گذرا — بیاضِ صفحۂ خاطر پہ اب تک نقش ہے ابھرا
تصور میں یہی تھا ہے مسرت دائمی اپنی — یونہی روشن رہے گی شمعِ بزمِ زندگی اپنی
حیاتِ علم با صد شادمانی اپنی گذرے گی — بہاروں کے جلو میں زندگانی اپنی گذرے گی
جدائی کا نہ کھٹکا تھا نہ تھا خوفِ خزاں مجھکو — پھلا پھولا نظر آتا تھا صحنِ گلستاں مجھکو
اچانک گردشِ ایام نے اپنا ورق الٹا — میرے کانوں میں گلبانگِ رحیلِ کارواں گونجا
سکوں کی ہے توقع اس جہاں میں سعیِ لاحاصل — مسافر کے لیے ہر دم نیا جادہ نئی منزل
ہوا با چشمِ تر اس مادرِ علمی سے پھر رخصت — در و دیوار کو میں دیکھتا تھا با غم و حسرت
سلام الوداعی کر کے جب باہر قدم رکھا — جہاں کے تلخ و شیریں کا سیاحت میں مزا چکھا

نواحِ ملک میں پھیلی ہوئی مخلوق کو دیکھا
سفر کا سلسلہ کشمیر سے رنگوں تک پہنچا

ہمیشہ ہی رہا سیر و سفر کا سلسلہ جاری
ہوئی تھی ذہنِ ناپختہ میں پیدا جس سے ہمواری

تری قدرت تری حکمت خداوندا نظر آئی
بنا یہ سیرِ گلشن سرمۂ چشمِ تماشائی

نئے ماحول نے وسعت مری فکر و نظر کو دی
چراغِ طبع کو علم و عمل کی روشنی بخشی

مرا ذہنی افق مہرِ یقیں سے جگمگا اٹھا
مرا آئینۂ دل کا نورِ دیں سے جگمگا اٹھا

رہِ علم و عمل سے معرفت کی روشنی پھوٹی
چمکنے سے محبت کی سحر زنجیرِ شب ٹوٹی

محبت کے افق سے اک نیا منظر چمک اٹھا
خیالوں میں حسیں تخئیل کا ساغر چھلک اٹھا

یہ دنیا مجھکو خلدِ گمشدہ معلوم ہوتی تھی
اجالوں سے بھری ساری فضا معلوم ہوتی تھی

زمیں سے آسماں تک حسن کے جلوے برستے تھے
گلستانِ تمنا میں حسیں غنچے مہکتے تھے

نگاہِ حسن میں اک دلکشی محسوس ہوتی تھی
ہر اک جلوہ سے دل میں بیکلی محسوس ہوتی تھی

ہر اک نظارہ مجھکو مدتوں بیتاب رکھتا تھا
میں سوزِ ہجر کی تلخی مزے لے لیکے چکھتا تھا

سحر ہوتے ہی اس کے شوخ نظاروں میں کھو جاتا
جب ہوتی شام رنگ افزا شفق زاروں میں کھو جاتا

چمن میں پھولوں سے کلیوں سے دن میں بات کرتا تھا
کبھی اختر شماری پوری پوری رات کرتا تھا

اشاروں میں گل و لالہ کبھی مجھکو بلاتے تھے
مری باتوں کو سنکر برگ و گل بھی جھوم جاتے تھے

شجر اور نخل کچھ کہتے ہوئے معلوم ہوتے تھے
ہوائیں زمزمے بہتے ہوئے معلوم ہوتے تھے

حجابِ ابر میں تصویریں بوقلموں نظر آتیں
ہزاروں صورتیں بنتی اور بنتے ہی بگڑ جاتیں

سوادِ برق میں اک چہرۂ رنگیں نظر آتا
میرے سینہ پر حرمانِ نظر سے سانپ لہراتا

یہ خواہش ہوتی ہے بلبل بنکے ہر اک پھول پر چہکوں
ہر اک سروِ چمن پر بنکر قمری نغمہ خواں بیٹھوں

امنگ اٹھتی کسی طرح میں اڑ کر چاند تک پہنچوں
حسیں نظارے اس کے آنکھوں سے جی بھر کر میں دیکھوں

جنونِ عشق کے آثار مجھ پر ہو گئے طاری
عجب اک رنگ مستی تھا عجب اک رنگ سرشاری

ہوا تھا یہ قلبِ مضطر اس جنوں سے نذرِ بیماری
مگر کی دستگیری تو نے میری رحمتِ باری

شفا حاصل ہوئی دل کو تری ہی چارہ سازی سے
رہائی ایک عرصہ میں ملی عشقِ مجازی سے

حقیقت نے میرے عقدہ کو کھولا عین مستی میں
ہے لائقِ عشق کے اک ذات ہی بس بزمِ ہستی میں

اسی کا عشق قلبِ زار کی تسکین کا ساماں ہے
وہی بزمِ جہاں میں رازدارِ عشق و عرفاں ہے

اسی کا عشق ہی عشقِ خدا کا پیش خیمہ ہے
زمیں سے آسماں تک ضوفشاں اس کا ہی کلمہ ہے

اسی کا عشق جانِ زندگی ہے جانِ راحت ہے
وہی شامِ الم کے واسطے صبحِ مسرت ہے

وہ ہستی کون ہے جس کے لیے افلاک کا سرخم
بنی ہے جس کے نورِ پاک سے یہ محفلِ عالم

محمد مصطفیٰ، ختمِ رسل، محبوبِ ربانی
ہے جس کی ذاتِ عالی کی جہاں میں نور افشانی

انھیں کے ذکرِ نوریں سے سکونِ باطنی پایا
مجھے اس یادِ شیریں سے مزا ہر بات میں آیا

انھیں کی سیرتِ پاکیزہ تسکینِ دل و جاں ہے
یہ سیرت اہلِ ظلمت کے لیے خورشیدِ تاباں ہے

حضورِ پاک کی سیرت میں دنیا کی بھلائی ہے
اسی میں مشکلاتِ زندگی کی رہنمائی ہے

یہ قرآں اک متن ہے جس کی شرحِ جاوداں سیرت
ہر اک اعمالِ قرآنی کا تفصیلی بیاں سیرت

یہ قرآں اک مجموعہ ہے احکامِ الٰہی کا
مکمل شرح ہے اس کی، عمل رحمت پناہی کا

نبی کا ہر عمل آیاتِ قرآنی کے موافق ہے
نبی کی ذات والا مرتبت قرآنِ ناطق ہے

اسی کے سایۂ رحمت میں، میں نے ہر سکوں پایا
پرو کر اس کو نظمِ گوہریں میں اے خدا لایا

ترے محبوب کی سیرت کا تحفہ لیکے آیا ہوں
تیرے دربار میں چھوٹی سی اک سوغات لایا ہوں

خدایا! تحفۂ ناچیز یہ مقبول ہو جائے
کھلا ہے دل میں جو غنچہ چٹک کر پھول ہو جائے

خداوندا! یہ تیرا بندہ ہے مسکین و بے چارہ
ہے اسکی طبع قاصر، ذہن ناقص فکر ناکارہ

وہ پڑھ لکھ کر بھی قیدِ جہل سے ابتک نہیں چھوٹا
طلسمِ دورِ غفلت دل سے ابتک بھی نہیں ٹوٹا

وہی غفلت، وہی عصیاں، وہی ہے جہل و نادانی
گناہوں کے سمندر میں وہی ہے جوشِ طغیانی

بزرگوں کی گو صحبت کا شرف اس کو ہوا حاصل
"تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل"

ابھی تک اس کے دل میں ذوقِ عرفانی نہیں پیدا
ابھی تک عشق کا سینے میں سے چشمہ نہیں ابلا

نہ اس کو زعمِ علمی ہے نہ دعوائے سخندانی
نہ اس کو نظم کا ہوکا نہ سودائے غزل خوانی

بزرگی کا نہ نعرہ ہے نہ شہرت کی ہوس اسکو
ہوئی ہے جامِ تقویٰ تک نہ ابتک دسترس اسکو

نہ ہے اعلانِ رفعت کا نہ ہے اظہارِ عظمت کا
سہارا تیرے بندہ کو ہے تیری چشمِ رحمت کا

عبادت کا اسے غرہ نہ خدمت کا اسے دعویٰ　　وہ ہے مشتاقِ دیدار جمالِ جلوۂ تقویٰ
تری ان نعمتوں کے شکر سے ابتک رہا قاصر　　اس اپنے بندہ عاجز کا تو ہی حافظ و ناصر
بجائے صبح سہجت شامِ غم کی رخ کشائی ہے
میرے مالک دہائی ہے میرے مالک دہائی ہے

حمد وثنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

ہر اک تعریف کی ہے مستحق وہ ذاتِ بے ہمتا	کہ ہر ہر بول جس کی حمد کا ہے گوہرِ یکتا
ہمہ حمد و ثنا زیبا فقط اس ذاتِ عالی کو	دکھاتے مہر و مہ ہیں اس کے اوصافِ کمالی کو
نمایاں پتہ پتہ سے ہے اس کی شانِ ربانی	ہویدا قطرہ قطرہ ہے ہمہ انوارِ یزدانی
سزاوارِ حکومت ذات ہے اس کی زمانے میں	اسی کا سکہ چلتا ہے جہاں کے کارخانے میں
اسی کی بادشاہت خاص کر ہوگی قیامت میں	وہاں شرکت کسی کی کبھی نہ ہوگی بادشاہت میں
حقیقت کا وہاں نظارہ ظاہر برملا ہوگا	ہر اک انسان نورِ معرفت سے آشنا ہوگا
فقط تیری عبادت کرتے ہیں ہم مالک و مولا	تجھ ہی سے مانگتے ہیں ہم اعانت دل سے اِنْ ماً
چلا تو ہم کو سیدھی راہ پر ہر گام دنیا میں	انھیں کی راہ پر جن پر ہوا انعام دنیا میں

بچا تو ان کے رستہ سے کہ جن پر ہے غضب تیرا
جو بھٹکے ہیں اسی رستہ سے جو رستہ ہے رب تیرا

نعت خیر الورا

سلام اے سرورِ عالم

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

سلام اے سرورِ عالم سلام اے شمعِ حقانی — سلام اے نازشِ آدم رسولِ نوعِ انسانی
سلام اس پر کہ جس کا ہر عمل ہر قول لا ثانی — مجسم خلقِ قرآنی سراپا نورِ عرفانی
سلام اس پر کہ حق نے فاتحیت سے سراہا تھا — نبوت کے لیے سب سے ہی پہلے اسکو چاہا تھا
سلام اس پر خدا نے جامعیت جسکو بخشی تھی — ہمہ اوصاف انسانی کی خلعت جسکو بخشی تھی
سلام اس پر ہو جسکو کاملیت سے سنوارا تھا — کمالاتِ خداوندی کا وہ روشن منارا تھا
سلام اس پر ہو جس کو خاتمیت کا شرف بخشا — سرِ اقدس پر تاجِ دعوت و تکمیل کا رکھا
سلام اس پر عمل کی زندگی، پیغامِ عام اس کا — جہادِ حق کے جادہ پر رہا ہر وقت گام اس کا
سلام اس پر کہ عالم میں ہے تاریخی مقام اس کا — رہے گا خاک سے افلاک تک ذکرِ دوام اس کا
سلام اس پر جلالِ ذات سے جسکو نوازا ہے — شعاعِ مہر جس کے روئے نورانی کا غازہ ہے
سلام اس پر کہ جس کا رخ ہے حسنِ حق کا آئینہ — اسی کے عکس سے روشن ہوا مہتاب کا سینہ
سلام اس پر ہوا شرحِ صدر کی جسکو فضیلت دی — سلام اس پر ہوا رفعِ ذکر کی جسکو بشارت دی
سلام اس پر کہ بارِ وحی جس پر ہو گیا ہلکا — کلامِ حق اسی کے ساغرِ لبریز سے جھلکا
سلام اس پر کہ ہے جس کی رسالت تا ابد باقی — رسالت کی صداقت پر ہے حجت تا ابد باقی

سلام اس پر عطا فرمایا جس کو معجزہ زندہ — کہ لوحِ حافظہ پر نقطہ نقطہ جس کا ہے کندہ
وہ زندہ معجزہ قرآن جس کا نام نامی ہے — ہدایت نوعِ انساں جس کا پیغام گرامی ہے
وہ قرآن جو ہے احکام و حکم کا ایک گلدستہ — نہاں ہیں جس کی ہر اک سطر میں اسرارِ سربستہ
وہ قرآن جس کے ہر اک قصے میں ہے درس لافانی — اسی آئینے میں ہے جلوہ گر تقدیر ربانی
اسی آئینے میں حالاتِ ماضی جلوہ افشاں ہیں — اسی آئینے میں احوالِ مستقبل نمایاں ہیں
وہ قرآں جس کی تشبیہات سے تاباں حقائق ہیں — وہ قرآں جس کی تمثیلات میں پنہاں حقائق ہیں
وہ قرآں جو معارف اور فضائل کا ہے مجموعہ — وہ قرآں جو مسائل اور دلائل کا ہے مجموعہ
سلام اس ذات پر جو دہر میں قرآن ناطق ہے — لقب جس کا زمانے امین ہے اور صادق ہے
سلام اس پر ہو جس کی سیرت کامل مکمل ہے — اسی میں جملہ انسانی مسائل کا کھلا حل ہے
سلام ان پر خدا کے عشق کا پرچم کیا اونچا — خدا کے رمز الفت کا چمن میں کر دیا افشا
سلام ان پر ہو دو دو روز جو فاقے سے رہتے تھے — ہدایت کے لیے مخلوق کے ہر رنج سہتے تھے
سلام اس پر زمیں جس کے لیے عمدہ بچھونا تھا — وہ جس کا قصرِ شاہی حجرۂ مسجد کا کونا تھا
سلام اس پر کلاہِ فخر جس نے فقر پر رکھی — وہ جس کی بندگی نے مسکنت کو منزلت بخشی
سلام ان پر غمِ امت میں جو راتوں کو روتے تھے — لڑی سے عجز کی اشکوں کے جو موتی پروتے تھے
سلام اس پر بنایا حق نے جس کو ساقی کوثر — گنہگارانِ امت کے لیے ہے شافع محشر
سلام اس پر شفاعت کے لیے جس کا قبالا ہے — ہماری پردہ پوشی کے لیے اک کملی والا ہے

ظہورِ نور

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُـــوْرٌ

سلام! اے صدرِ بزمِ انبیاء قندیلِ رحمانی
ملی ہے نور ہی سے ان کے ہی مہر و مہ کو تابانی

سلام اس نور پر آدم کی روشن جس سے پیشانی
سلام اس ناخدا پر جو بنا پھر آدمِ ثانی

سلام ان پر ہو! جس کے نور سے گلشن ہوا روشن
بنی ہے جس کے جلووں سے یہ دنیا وادیٔ ایمن

سلام اس ذات پر نغموں سے جس کے گونج اٹھی دنیا
صداقت کی بہاروں سے گلستاں بن گئی دنیا

سلام اس ذات پر جس نے حیاتِ جاوداں بخشی
کہ جو مردہ تھے ان میں پھر سے روحِ زندگی پھونکی

مِیْثَاقُ النَّبِیّٖنَ

سلام ان پر ہوئی صبحِ ازل کی جب کہ تابانی
جہاں میں ہوگئی نورِ محمد کی درخشانی

بنی آدم کی روحوں کو اکھٹا کر کے میداں میں
نئی محفل سجائی پھر خدا نے بزمِ امکاں میں

افق پر ہو رہی تھی نور کی بارش زمانے میں
شعاعیں پھوٹتی تھیں ہر طرف آئینہ خانے میں

نوائے غیب سے ہنگامۂ دلکش ہوا برپا
'اَلَسْتُ' کی صدا سے گونج اٹھے دشت اور دریا

سلام ان پر ہوئی جنکی بدولت یہ فضا پیدا
لبِ اقرار سے گونجا 'بَلٰی' کا جانفزا نعرہ

خدائے پاک نے پھر عہد کی تجدید فرمائی
ہوئی سب انبیا کی عرش پر اک بزم آرائی

پیمبر صف بصف حاضر تھے دربارِ الٰہی میں
مودب دست بستہ تھے حریمِ بادشاہی میں

ضیاءِ مہر سے عالم ہوا تھا سارا نورانی
کہ سیلابِ تجلی کی نظر آتی تھی طغیانی

خدا کے خاص بندوں سے ہوئی پھر خاص سرگوشی | کہ توڑی ہر نبی نے اپنے لب کی مہرِ خاموشی
کیا اقرار سب نے دل سے حضرت کی رسالت کا | خدا کی ساری مخلوقات پر ان کی سیادت کا
سلام ان پر خدا نے عہد و پیماں جن کا خود باندھا | ہر اک سے انکی نصرت کا لیا پھر جانفزا وعدہ

بَشَائِرِ اَنبِیَاء

سلام ان پر کہ جن کا مژدہ دینے انبیاء آئے | ولادت کی بشارت لے کے سارے اصفیا آئے
سلام ان پر ہو، آدم کے لبوں پر جن کا نام آیا | سلام ان پر ہو جنکو نوحؑ نے بھی یاد فرمایا
سلام ان پر ہو، کعبہ جن کے استقبال کو آیا | خلیل اللہ نے جن کے لیے دامن کو پھیلایا
سلام ان پر، کلیم اللہ نے جن کا کیا چرچا | لیا پیماں سب سے آپ پر ایمان لانے کا
سلام ان پر ہو، جن کے زمزمے داؤد نے گائے | سلیماں نے بھی غزل الغزل میں نغمات برسائے

نوید عیسیٰ مریم نوید شادمانی ہے
پیام احمدؐ مرسل پیام زندگانی ہے

اصحاب فیل کا واقعہ

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ

سلام ان پر ہو، جب ہنگام دورِ جانفزا آیا
خداوندی کرشموں نے نیا نظارہ دکھلایا

بھری تھی دشمنی شاہِ یمن کے دل میں کعبے کی
کھٹکتی تھی نصاریٰ کی نظر میں شان مکے کی

یمن کے ملک پر جب ابرہہ کی حکمرانی تھی
مٹادے نام کعبہ کا یہ اس نے دل میں ٹھانی تھی

جوابِ کعبۃ اللہ اِک کلیسا اس نے بنوایا
مکمل ہوگیا جب اس نے حکمِ عام فرمایا

عرب کے لوگ سالانہ یہاں حج کے لیے آئیں
مکلف دعوتیں کھائیں مناسک بھی بجالائیں

بہت چاہا کلیسا کو قبول عام ہوجائے
خدا کے گھر کے بدلے کعبہ اس کا نام ہوجائے

عرب میں دین نصرانی تھا پھیلانا غرض اسکی
علم اپنی حکومت کا تھا لہرانا غرض اسکی

بنایا حق نے مکہ میں تھا کعبہ روزِ اول سے
ملا تھا مرکزِ عالم کا رتبہ روزِ اول سے

قبولیت نہ حاصل ہوسکی جب اس کلیسا کو
کہ دیکھا آنکھوں سے مٹتی ہوئی اپنی تمنا کو

اسی اثنا میں مکہ والوں کا اک قافلہ آیا
انھوں نے قافلہ نزدِ کلیسا اپنا ٹھہرایا

جلائی آگ پھر کھانا پکانے کے لیے شب میں
کیا تیار سب سامان کھانے کے لیے شب میں

پکایا، کھایا، سوئے پھر روانہ ہوگئے سارے
پڑاؤ پر مگر باقی رہے تھے چند انگارے

ہوا کے تیز جھونکوں سے یہ انگارے بھڑک اٹھے
سحر ہونے سے پہلے یہ شرر پارے بھڑک اٹھے

وہ شعلے بن کے پھیلے اور کلیسا جل گیا سارا
عذابِ ناگہانی بن گیا ہر ایک انگارا

ملی جب ابرہہ کو یہ خبر ظالم بھڑک اٹھا
مزاجِ ظالمانہ اس کا غصّے سے بھبھک اٹھا

عرب کے لوگوں پر دل میں بہت غصہ بھڑک اٹھا
بھڑکنے سے غضب کے شعلوں سے سینہ دہک اٹھا

کہا غصے سے یہ سب مکے والوں کی شرارت ہے
کلیسا سے انھیں نفرت ہے اور ہم سے عداوت ہے

نہ جب تک لوں گا بدلا چین سے ہرگز نہ بیٹھوں گا
خود اپنے ہاتھ سے ان کا مقدس کعبہ ڈھاؤں گا

کیا تیار لشکر اور چلا پھر جانبِ مکہ
لیا ہمراہ اپنے ہاتھیوں کا خاص اک دستہ

فلک پر چھا رہے ہوں جیسے بادل ہر طرف کالے
وہ بڑھتے اور چڑھتے آ رہے تھے ہاتھیوں والے

قبائل کے لیے حیرت فزا تھا ان کا نظارہ
نہ تھا یہ حوصلہ ہوں ابرہہ سے معرکہ آرا

بڑھی جب ابرہہ کی فوج ساری جانبِ مکہ
دلوں پر اہلِ مکہ کے لگا اس امر سے دھکا

ارادہ کچھ قبائل نے کیا تب ان سے لڑنے کا
ہوا اندیشہ پیدا سب کو کعبہ کے اجڑنے کا

مزاحم ہو گئی تھیں ٹکڑیاں کچھ راہ میں ان کی
دکھائیں بے اثر سرگرمیاں کچھ راہ میں ان کی

یہ فتنہ ہاتھیوں کا جانگسل اک آزمائش تھی
خدا کے گھر پہ مر مٹنے کی ورنہ سب کی خواہش تھی

برابر ابرہہ کی فوج خود سر بڑھتی جاتی تھی
بہت تیزی سے مکے کے محاذی چڑھتی جاتی تھی

کیا مکہ کے باشندوں نے سارے شہر کو خالی
پہاڑوں میں چھپے کرنے لگے صرف اپنی رکھوالی

بنی ہاشم نے لیکن کعبہ کا دامن نہیں چھوڑا
خدا کے گھر کے فرضِ تولیت سے منہ نہیں موڑا

رہے سردار عبد المطلب مکے ہی میں لیکن
نہ تھا کعبہ کو خالی چھوڑنا ان کے لیے ممکن

یہ فوجِ ابرہہ میدان میں عرفات کے آتری
عرب میں جس سے خوف و رعب و دہشت کی فضا پھیلی

ہنکا کر اونٹ عبد المطلب کے لے گئے ظالم
ملا جو بھی اسی پر زیادتی کرنے لگے ظالم

یہ قصے فوج کے ظلم و ستم کے ہر طرف پھیلے
عرب کے رہنے والوں نے مصائب ہر طرح جھیلے

خبر اونٹوں کی عبد المطلب کے کانوں تک آئی
تو نیت ابرہہ سے ملنے کی حضرت نے فرمائی

ہوا معلوم جونہی ابرہہ کو ان کی آمد کا
خیال آیا اسے اربابِ مکہ کی خوشامد کا

بہت عزت سے عبد المطلب کو اس نے بلوایا
پہنچنے پر وہ ان کے پیشوائی کے لیے آیا

وجاہت ان کی دیکھی اور چہرہ کی درخشانی
بنا آئینہ حیرت جو دیکھا نورِ پیشانی

بٹھایا تخت پر تعظیم دی بڑھ کر کے حضرت کی
بہ اندازِ تکبر پیشکش کی اپنی خدمت کی

رئیسِ مکہ نے یہ ابرہہ سے شکوہ فرمایا
تمہارا آدمی ستّو اونٹوں کو میرے ہنکا لایا

میں اپنے اونٹوں کو لینے تمہارے پاس آیا ہوں
تمہاری بارگاہِ عدل میں درخواست لایا ہوں

سنی جب بات عبدالمطلب کی تو ہنسا کافر
طلب کرنے پہ اونٹوں کے اچنبھے میں پڑا کافر

کہا یہ ابرہہ نے تم کو میں لیڈر سمجھتا تھا
سپہ سالارِ مکہ قوم کا رہبر سمجھتا تھا

تمہارے نورِ پیشانی سے سرداری جھلکتی تھی
تمہارے چہرہ نوریں سے دانائی ٹپکتی تھی

تمہارے اونٹوں کی اس مانگ سے مجھکو ہنسی آئی
یہ کیا گھٹیا سی چیزوں کی طلب تم کو یہاں لائی

میں سمجھا تھا کہ دھمکی دوگے مجھکو مارنے کی اور مرنے کی
سفارش تم کروگے کعبہ پر حملہ نہ کرنے کی

خدا کے گھر پہ حملہ کرنے سے مجھکو ڈراؤ گے
خدائے کعبہ کی شانِ جلالی تم بتاؤ گے

کروگے پھر اس کی درخواست نرمی سے محبت سے
مجھے پر چھاؤ گے تم اپنے اندازِ سیاست سے

تمہاری عزت وعظمت نہیں باقی رہی دل میں
کہاں ہوتی ہے دولت کی محبت مردِ عاقل میں

یہ سنکر بات عبدالمطلب نے اس سے فرمایا
خدائے کعبہ پر ہے کتنا ایماں اسکو بتلایا

ہوں اپنے اونٹوں کا مالک حفاظت انکی ہے مجھ پر
ہر آفت اور مصیبت سے صیانت انکی ہے مجھ پر

خدا کا گھر ہے کعبہ اور وہی ہے کردگار اس کا
حفاظت پر اسی مالک کے ہے دارومدار اس کا

خدا اس گھر کا مالک ہے وہی اسکو بچائے گا
مقابل جو بھی آئے گا وہ اسکی مار کھائے گا

ارادہ جو کرے گا اس خدا کے گھر کو ڈھانے کا
خدائے وحدہٗ سے زور و طاقت آزمانے کا

تباہی اور بربادی کا طوفان اس پہ آئے گا
خدا کے قہر سے بچکر کہیں جانے نہ پائیگا

یہ سنکر بات ہکا بکا ہوکر رہ گیا کافر
بہت غصہ میں دل ہی دل میں بل کھانے لگا کافر

سبھی سردار اس کے چیخے بپھرے اور چلائے
اور عبدالمطلب اونٹوں کو لیکر مکہ میں آئے

ارادہ ابرہہ نے کرلیا اب لڑنے مرنے کا
معاذاللہ بیت اللہ کو برباد کرنے کا

نقابِ تیرگی جب شب نے اپنے چہرہ پہ ڈالا
غلافِ کعبہ کی صورت ہوا سارا جہاں کالا

سوادِ شب میں اک رنگ ویرانی برستا تھا
اندھیرا ناگ بنکر جیسے انسانوں کو ڈستا تھا

عجب اک ہو کا عالم تھا عجب وحشت کا نظارا
ہوا خالی حرم والوں سے خود صحنِ حرم سارا

یہ عالم دیکھ کر چاند اور ستارے ڈر سے تھرائے
خدا کی بے نیازی دیکھئے کیا رنگ دکھلائے

مگر تھی ایک ہستی خانۂ کعبہ کے آنگن میں
خدا کی رحمتوں کے جھیلنے کو اپنے دامن میں

حرم کے صحن میں وہ ذات محوِ اشکباری تھی
کہ عبدالمطلب پر کیفیت اک خاص طاری تھی

لڑی میں انکسار و عجز کے موتی پروتے تھے
بہت الحاح وزاری سے خدا کے آگے روتے تھے

دعا بنکر یہ فقرے ان کے ہونٹوں سے ٹپکتے تھے
دعا کے فقرے کلیوں کی طرح دل میں چٹکتے تھے

الٰہی! کعبہ تیرا گھر ہے تو ہے کردگار اس کا
ہمیشہ تیرے ہاتھوں میں رہا عز و وقار اس کا

اسی گھر کی بدولت تو نے رازِ معرفت کھولا
بنایا اسکو ابراہیم اور اسماعیل نے مولا

بہت لوگوں نے چاہا قبضۂ بیجا کریں اس پر
تصرف اور تغلب جبر نازیبا کریں اس پر

ہمیشہ ظالموں کے پنجوں کو تو نے مروڑا ہے
ستمگر، زور آور طاقتوں کو تو نے توڑا ہے

قریشی خاندان کو اسکی خدمت کی سعادت دی
ہمیشہ خانۂ کعبہ کی تو نے ہی حفاظت کی

تری قوت تری طاقت ہی کا مجھکو سہارا ہے
تری قدرت زمیں سے آسماں تک جلوہ آرا ہے

سمندر کی طرح چڑھتا ہوا دشمن کا ہے لشکر
تو ہی ہے سب سے طاقتور تو ہی ہے سب سے زور آور

اگرچہ فوجِ دشمن کی نظر آتی ہے بے پایاں
تری تیغِ جلالی ظالموں پر ہو شرر افشاں

بچالے ظالموں سے اپنے گھر کی شانِ عظمت کو
مہیا غیب سے فرمادے سامانِ حفاظت کو

عجب وقتِ دعا تھا اور عجب ماحول تھا طاری
نظر آئی فلک پر سے اترتی رحمتِ باری

ادھر مشرق کے ساحر نے مٹایا رات کا جادو
سحر کا چہرہ چمکا کر دکھائے زر فشاں گیسو

سحر کی روشنی سے سارا عالم جگمگا اٹھا
تو فوجِ ابرہہ سے شور و شر کا غلغلہ اٹھا

بپا یا کرنا اب فوج کے آگے بڑھانے کو
چلا وہ کر و فر کے ساتھ اب کعبہ کے ڈھانے کو

تھا آگے آگے لشکر ان سبھوں کے ہاتھیوں والا
کوئی بدمست سرکش اور کوئی ہاتھی تھا متوالا

مہاوت ہاتھیوں کو مار کر آگے بڑھاتے تھے
کبھی آنکس لگاتے تھے کبھی جھڑکی بتاتے تھے

بڑھا جب ہاتھیوں کا قافلہ میدان بطحا میں
عجب نظارہ آیا سامنے چشمِ تماشا میں

اتر کر آرہی ہوں آسماں سے بدلیاں کالی
بیاباں میں نکل آئی ہوں بھتنیاں کالے

بہت شور و شغب برپا ہوا مکہ کی وادی میں
دھماکہ بن کر اک طوفاں اٹھا مکہ کی وادی میں

سفیدان ہاتھیوں میں ایک تھا مہمود نام اس کا ہر اک ہاتھی ہوا تھا تابع فرمان عام اس کا
مقابل کعبہ کے آیا تو گھٹنے ٹیک کر اس نے جھکایا سر برائے سجدہ گھٹنے ٹیک کر اس نے
قطار اندر قطار صف ہاتھیوں کی سجدہ فرما تھی یہ حالت سارے لشکر کے لیے ہی حیرت افزا تھی
عجب نقشہ عجب طرفہ تماشا جلوہ گر دیکھا غرور ابرہہ کو سر بسر زیر و زبر دیکھا
یہ عالم دیکھکر غیظ و غضب میں بھر گیا ظالم خدا کے قہر سے فوجوں کو ٹکرانے لگا ظالم
وہ چیخا اور چلایا بڑی شدت سے پھنکارا غضب آلود ہو کر افسروں کو اس نے للکارا
اتر کر ہاتھیوں سے بڑھ چلو اب کعبہ ڈھانے کو سنبھالو اپنے اپنے گرز دیواریں گرانے کو
زباں پر اس کے جاری تھی عجب بیہودہ گفتاری کہ بجلی بن کے چمکی آسماں سے قدرت باری
یکایک سمت جدہ، غول چڑیوں کا نظر آیا ذرا سی دیر میں وہ ابرہہ کی فوج پر چھایا
دبائے تھیں وہ چڑیاں منہ میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں یہ کنکریاں نہ تھیں، قہر خدا کا تھا کوئی طوفاں
گریں جس پر وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا وہ اپنے نخوت پندار کا سرمایہ کھو بیٹھا
یہ سب بدبخت اپنے ہاتھیوں کے ساتھ بیدم تھے یہ ننھی کنکریاں تو کیا تھیں جوہری بم تھے
پڑی تھیں جتنی لاشیں سڑ رہی تھیں سارے میداں میں یہ منظر دیکھنے کی تاب کب تھی چشم انساں میں
عجب نظارۂ پرہول یہ قدرت نے دکھلایا دلوں میں اپنے گھر کا نقشِ عظمت ثبت فرمایا
اشارہ تھا کہ عظمت دین کی پھر ہوگی دو بالا خدا کا نور ہے پھر اس زمیں پر پھیلنے والا
یہی قانون فطرت ہے یہی آئین ربانی شب تاریک سے ہوتی ہے پیدا صبح نورانی
طلوعِ خسرو خاور سے پہلے صبح ہوتی ہے رخِ ظلمت کو نورانی سحر کر نور سے دھوتی ہے
ترستی ہے زمیں جب بدلیاں رحمت کی آتی ہیں ہوائیں اس سے پہلے مژدہ فرحت سناتی ہیں
خزاں کے ساز پر فصلِ بہاراں گنگناتی ہے ربابِ غم پر فرحت اور خوشی کے گیت گاتی ہے
اشارہ تھا کہ دنیا میں مسرت آنے والی ہے گھٹا اللہ کا لطف و کرم برسانے والی ہے
جو آتی ہے مصیبت عیش کی تمہید ہوتی ہے ہجومِ ناامیدی سے پہلے پھر امید ہوتی ہے

اشارہ تھا کہ اب شانِ محمد رونما ہوگی
ولادت باسعادت سے یہ دنیا پرضیا ہوگی

حاشیہ ۱۔

نسبِ عالی

قد جاءکم رسول من انفسکم

سلام ان پر اعطا فرمایا حق نے ہر شرافت کو
کہ ہر اک نسل میں قائم رکھا شانِ نجابت کو

خدا نے سب سے بہتر شکل میں اس نور کو رکھا
کمالِ نور سے ہو کر مجلاّ آئینہ چمکا

وہ نورِ پاک، پیشانی میں آدمؑ کے نظر آیا
وہاں سے شیثؑ پیغمبر کے سینے میں اتر آیا

یونہی وہ منتقل ہو کر جنابِ نوحؑ پر اترا
مسلسل پاک روحوں سے خلیل اللہؑ تک پہنچا

امامت کا درخشاں تاج حق نے ان کو پہنایا
خلیل اللہؑ سے یہ تاج اسماعیلؑ تک پہنچا

ذبیح اللہ کا پایا لقب دربارِ یزداں سے
ہوئے کون و مکاں روشن ضیائے نورِ عرفاں سے

ذبیح اللہؑ کو اس نورِ تاباں کا شرف بخشا
انھیں کی نسل سے اس روشنی کا سلسلہ پھیلا

عرب کی سرزمیں پر پھر انھیں کی ذریت پھیلی
مشقت اس بیاباں میں سبھی اولاد نے جھیلی

خدا نے انکو بخشی اپنے گھر کی عزتِ خدمت
بنے سارے عرب کی سرزمیں پر صاحبِ شوکت

بنو جرہم نے طاقت سے کیا کعبہ پر پھر قبضہ
اکھاڑا انکی شان و شوکت و اجلال کا خیمہ

رہی تھی تھوڑی مدت تک انھیں کی برتری قائم
سوادِ مکہ میں ان کی رہی تھی سروری قائم

خزاعہ کے قبیلے نے عرب میں زور پھر پکڑا
بنو جرہم کو دھکے دیکے بیرونِ عرب پھینکا

رہا تھا ایک مدت تک انھیں کا غلغلہ برپا
عرب سے مٹ گیا اولاد اسمٰعیلؑ کا چرچا

معدؔ عدنان کے بیٹے سے پھر شاخِ شجر پھوٹی
کرن نور خدا کی مثل تنویر سحر پھوٹی

انھیں سے فہرؔ جیسا مردِ عاقل اک ہوا پیدا
کیا حکمت سے اس نے نسلِ اسمٰعیلؑ کو یکجا

دوبارہ حرمتِ کعبہ کو پھر زندہ کیا اس نے
نقوشِ عظمتِ رفتہ کو تابندہ کیا اس نے

قریش اس کا لقب سارے عرب کے درمیاں ٹھہرا
وہ عدنانی قبائل کا امیرِ کارواں ٹھہرا

قصیؔ کو پھر کھڑا کر کے خدا نے شہرِ مکہ میں
نیا غنچہ کھلایا اب فضا نے شہر مکہ میں

دوبارہ تولیت کعبہ کی ان کے ہاتھ میں آئی
نئے سر سے نظامِ نو کی پھر تشکیل فرمائی

قریشی خانداں کا پھر ستارہ جگمگا اٹھا
یہ پژمردہ چمن لے کر بہاریں لہلہا اٹھا

مقدس شہر مکہ کی نئی تعمیر فرمائی
نئی تدبیر سے سوئی ہوئی تقدیر چمکائی

قصیؔ نے اپنے کاموں سے مجمع کا لقب پایا
علم اسکی سیادت کا ہر اک گوشہ میں لہرایا

خدا کی روشنی آخر اسی گھر میں سمٹ آئی
قریشی خانداں ہی میں سیادت پھر پلٹ آئی

وہ نورِ لم یزل کا شانۂ ہاشم میں جب پہنچا
خدا کی برکتوں سے یہ گھرانہ جگمگا اٹھا

ہوئے جب اس نوائے حق کے عبدالمطلب حامل
سفینہ آلگا اس طرح نزدِ دامنِ ساحل

یہ کشتی نور کی جب جوئے عبداللہ تک پہنچی
خدائی بیکراں رحمت برسنے کے لیے اتری

فضائے کعبہ روشن ہو گئی صبح منور سے
امانت آمنہ کو مل گئی خلاق اکبر سے

صبحِ ولادت

سلام ان پر ہوئی صبحِ ولادت جب افق آرا
تو برسانے لگا جلووں کی بارش حسن نظارا

شفق کی طرح پھوٹی تھیں شعاعیں شوخ رنگوں کی
سمندر کی طرح پھیلی تھیں لہریں خاص جلووں کی

نسیمِ صبح کے پیغام سے غنچے چٹکتے تھے
معطر خوشبوؤں سے سارے ویرانے مہکتے تھے

وفورِ کیف و مستی سے چمن میں پھول کھلتے تھے
شجر صحرا کے خوش ہو کر گلے آپس میں ملتے تھے

بہارِ جانفزا سے سب گلستاں لہلہاتے تھے
سحر کی روشنی سے دشت و صحرا جگمگاتے تھے

مسرت سے پرندے جنگلوں میں چہچہاتے تھے
یہ عالم تھا کہ مستی میں خوشی کے گیت گاتے تھے

محیطِ بحر میں پیدا ہوا، جوش و خروش اس دم
خوشی میں چومتی تھی دامن ساحل کو موجِ یم

طرب کی موج سے پیدا نشاطِ زندگانی تھی
زمیں سے آسماں تک جلوہ افگن شادمانی تھی

اندھیرا چھا گیا تھا آخر وہ نورانی گھڑی آئی
سوادِ مکہ پر نورِ ازل کی برق لہرائی

سحر چمکی، کرن پھوٹی دھندلکا ہو گیا روشن
اندھیرا چھٹ گیا، ظلمت مٹی عالم ہوا روشن

ہوا مہکی، کلی چٹکی، معطر ہو گیا گلشن
اجالا اس طرح پھیلا، منور ہو گیا گلشن

زمیں چمکی، زماں چمکا جہاں آسماں چمکا
تجلی کے حسین انوار سے سارا جہاں چمکا

زمیں اپنی سعادت پر خوشی سے مسکراتی تھی
فلک پر بزمِ انجم موتیوں کو خود لٹاتی تھی

طلوعِ صبح سے گردوں پہ بکھرے تھے گل و لالہ
نظر میں مطلعِ عالم تھا جیسے چاند کا ہالہ

افق تاباں ہوا صبح سعادت کے نظاروں سے
یہ دنیا بھر گئی روحانیت کے ماہ پاروں سے
جنابِ آمنہ کو کچھ عجب منظر نظر آئے
وہ بصریٰ کا محل، وہ سامنے سب بام و در آئے
خلیل اللہ نے تجویز کی اسمِ محمدؐ کی
مسیح پاک دل نے دی بشارت نامِ احمدؐ کی
فرشتے غیب کے ان کو مبارکباد دیتے تھے
دعاؤں، برکتوں کے ساتھ ان کا نام لیتے تھے
شعاعِ مہر ابھری، نور پھیلا دن ہوا روشن
خدا کی رحمتوں کے پھول برسے بھر گیا دامن

دنیا میں شور اٹھا لو وہ ختم المرسلیں آئے
خدا کا نور بن کر رحمۃ للعالمین آئے

آثارِ سعادت

سلام ان پر جو تھا محمود سارے آسمانوں میں
محمدؐ نام ہے جن کا زمینوں میں زمانوں میں
سلام ان پر مچی اک کھلبلی جنکی ولادت سے
کہ تھی ان کی ولادت سخت شیطاں پر قیامت سے
ہوا اس عالمِ انسانیت میں غلغلہ برپا
مشیت خود بدلنا چاہتی تھی دہر کا نقشا
ہویدا انقلابی رنگ تھا سارے جہانوں میں
ہوا تھا داخلہ جنات کا بند آسمانوں میں
صنم خانوں کے جتنے بت تھے وہ سب ہوگئے اوندھے
گرے آ آ کے قدموں پر وہ خود ہی سرورِ دیں کے
ولادت باسعادت سے تھا تختِ قیصری لرزاں
نظر آتا تھا سارا کرّ و فرِّ خسروی حیراں
ہوئے تھے بجھ بجھا کر پارسی آتشکدے ٹھنڈے
بپھی ایران کے دربار میں ہونے لگے چرچے
ستارہ دیکھ کر تھا مضطرب شاہنشہِ روما
یقیں اسکو ہوا سرکار کے عہدِ رسالت کا
نصاریٰ اور یہود آنکھیں لگائے تھے نبوت پر
زباں سے تو نہیں دل سے یقیں تھا امن شائر پر
نجاشی نے جو صدیوں پہلے مبہم خواب دیکھا تھا
ہوئے تعبیر سے روشن عرب کے شہر او صحرا
ہوائیں صبح کی ہر دن نیا اعلان کرتی تھیں
فضائیں اپنا چہرہ نور سے دھو کر نکھرتی تھی

عہدِ طفلی

سلام اس پر جو قدرت نے کیا درِ یتیم اس کو
لیا آغوش میں اپنے بہ الطافِ عمیم اس کو

ابھی چمکی نہ تھی تقدیرِ انسانی کی پیشانی　　ابھی لائے نہ تھے تشریف فخرِ نوعِ انسانی
گئے تھے آپکے والد تجارت کے لیے باہر　　تمنا لختِ دل لختِ جگر کی قلب میں لیکر
تمنا دل کی دل میں رہ گئی اس مردِ سامی کی　　زیارت وہ نہ کرنے پائے فرزندِ گرامی کی
خدا کی مصلحت لیکن نرالے روپ میں آئی　　اجل بن کر بلائے ناگہانی سر پہ منڈلائی
ابھی مکے نہ واپس ہو سکے تھے والدِ حضرت　　مدینے ہی میں پائی واپسی میں آپنے رحلت
جواں مرگی پہ عبداللہ کے ہر اک تھا غمگیں　　چھٹا دستِ جنابِ آمنہ سے دامنِ تمکیں
اشارہ تھا یتیموں کا مربی آنے والا ہے　　خدا کی رحمتوں کا سایہ جو پھیلانے والا ہے
بھٹکنے والے انسانوں کا آکر رہنما ہوگا　　یتیموں بے سہاروں کا جہاں میں آسرا ہوگا
سلام اس پر جو تھا دُرِّ یتیم و گوہرِ یکتا　　سلام اس پر جو شمعِ نورِ حق بنکر یہاں چمکا

حلیمہ کے آغوش میں

سلام اس پر کہ، جس کا عہدِ طفلی صبحِ نورانی　　جبیں سے تھی نمایاں جسکی مستقبل کی تابانی
ولادت باسعادت جب ہوئی محبوبِ یزداں کی　　تو جاگی قسمت خوابیدہ پھر اس بزمِ امکاں کی
پلایا ثوبیہ نے دودھ آنحضرت کو کچھ دن تک　　بجا لاتی رہیں دل سے وہ اسکی خدمت کچھ دن تک
ولادت کی خبر جب بولہب کے کان میں پہونچی　　کیا آزاد اس نے ثوبیہ کو جو کہ باندی تھی
شریفانِ عرب میں مدتوں سے رسم تھی جاری　　دیہاتوں ہی میں بچوں کی رضاعت ہوتی تھی ساری
جو آیا سال تو مکہ میں انائیں اتر آئیں　　امیروں کے نئے بچوں سے گودی اپنی بھر لائیں
بظاہر تو حلیمہ سعدیہ تاخیر سے پہونچی　　مگر اس گھر میں اپنی خوبیِ تقدیر سے پہونچی
کیا انکار ہر دایہ نے حضرت کی یتیمی سے　　رہیں محروم وہ اللہ کی شانِ کریمی سے
حلیمہ کا مقدر آمنہ کے گھر انہیں لایا　　اور آغوشِ حلیمہ ہی میں وہ دُرِّ یتیم آیا
سلام اس پر حلیمہ کے یہاں وہ مہماں آیا　　زمینِ خشک پہ دولت لٹانے آسماں آیا
نزولِ بارشِ رحمت سے سر سبزی وہاں پھیلی　　خدا کی برکتیں پھیلیں بہارِ جاوداں پھیلی
جب انکی بکریاں صحرا سے واپس گھر میں آتی تھیں　　انھیں کی برکتوں سے دودھ کی نہریں بہاتی تھیں

حضورِ پاک بچپن ہی سے بے حد نیک فطرت تھے
نمایاں انکی پیشانی سے آثارِ سعادت تھے

رضائی بھائی کی خاطر رہے انصاف و ایماں سے
پیا کرتے تھے دودھ حضرت ہمیشہ اک پستاں سے

مکہ کی واپسی

حضورِ پاک کی مدت رضاعت کی ہوئی پوری
تو دل میں چٹکیاں لینے لگا اب رنجِ مہجوری

جُدائی کے تصور سے کلیجہ منہ کو آتا تھا
حلیمہ کو خیالِ ہجرِ حضرتؐ کا ستاتا تھا

چلیں حضرتؐ کو لیکر مکے وہ سینے پہ سل رکھ کر
امانت آمنہ کو سونپنے لائی تھیں اب گھر پر

شہِ دیں کی زیارت سے کریں وہ ٹھنڈی آنکھوں کو
تسلی دے سکیں اب والدہ کے تقاضوں کو

مگر پھیلی ہوئی تھی اک وبائے عام مکے میں
ہر اک ماں ان دنوں تھی لرزہ براندام مکے میں

لہٰذا کر دیا واپس انھیں مکے سے صحرا میں
شگفتہ ہو گئی دل کی کلی باغِ تمنا میں

رہے کچھ روز حضرتؐ اور صحرا کی ہواؤں میں
گذاری اپنی پیاری زندگی دلکش فضاؤں میں

نہ پایا کچھ مزا گو راحتِ آغوشِ مادر کا
مگر سایہ سرِ اقدس پہ تھا الطافِ داور کا

شقِ صدر
الم نشرح لك صدرك

سلام اُس پر ہوا شقِ صدر سے جسکو جلا بخشی
لڑکپن ہی میں نورِ کبریائی کی ضیا بخشی

فرشتے آئے جنگل میں کیا پھر سینہ چاک ان کا
کیا لہو و لعب اور خواہشوں سے قلب پاک ان کا

ہوئے رخصت فرشتے ان کے سینہ کو رفو کر کے
حبیبِؐ کبریا کے دل میں عرفانی لہو بھر کے

رضاعی بھائی نے قصہ سنایا آکے جب گھر میں
حلیمہ دیکھ کر غمگیں اُن کو آئیں چکر میں

حلیمہ پھر رسولؐ پاک کو مکے میں لے آئیں
جو باتیں حضرتِ والا پر گزری تھیں وہ دہرایا

والدہ کی وفات

سلام اس پر جو ہو کر پاک دل اپنے وطن آیا
منور کرنے آنکھیں ماں کی وہ دُرِّ عدن آیا

نہ پائی تھی ابھی تسکین ارمانوں نے کچھ دل میں
قدم رکھا نہ تھا اب تک خوشی نے راہِ منزل میں

جنابِ آمنہ کو ایک سفر درپیش اب آیا
مدینہ جانے کا بہرِ ضرورت قصد فرمایا

حضورؐ پاک بھی ہمراہ حضرت آمنہ کے تھے
روانہ ہو کے مکے سے جو ابوا تک پہنچے

مدینے میں ٹھہر کر کچھ دنوں یادِ وطن آئی — مگر تقدیر رستہ ہی میں پیغامِ اجل لائی
یکایک ماں کا سایہ اٹھ گیا اب آپ کے سر سے — لگا اک داغ دل میں بچپنے میں حکمِ داور سے
سلام اُن پر ہو بالقدرت نے جنھیں یوں آزمایا تھا — مگر یہ بھی حقیقت ہے خدا کا ان پر سایہ تھا عہ

وفات عبد المطلب

سلام اُن پر بار ہے جو سایۂ دامانِ رحمت میں — لیا پھر جدِ امجد نے انھیں آغوشِ شفقت میں
مگر وہ بھی نہ کرنے پائے جی بھر کر کوئی خدمت — خدا کے پاس سے پہنچی انھیں بھی دعوتِ رحلت
ابو طالب نے آنحضرت کی آخر سرپرستی کی — خلوص دل سے اپنے خاندان کی آبرو رکھ لی

پہلا سفرِ شام

سلام اُس پر، ہوا ہمراہِ بوطالب سفر پہلا — ابھی تھا راہ میں حیرت فزا اک غیب کا پردا
ابو طالب چلے حضرت کو لے کر شام کی جانب — کرشمے دیکھتے تھے راہ میں اکثر ابو طالب
پہنچ کر ایک منزل پر جو ان کا کارواں ٹھہرا — تو نیچے اک شجر کے میرے آقا نے قدم رکھا
ہر اک شاخِ شجر سجدہ کناں محسوس ہوتی تھی — وہ ذاتِ پاک اب عظمت نشاں محسوس ہوتی تھی
وہاں تھا اک کلیسا ایک راہب جس میں رہتا تھا — اُسی نے ابرِ رحمت آپ پر سایہ فگن دیکھا
بحیرا نام تھا اس کا، نبی کو اُس نے پہچانا — رسولِ پاک کی عظمت کو اپنی عقل سے جانا
سُنایا اُس نے مژدہ قوم کو ان کی نبوت کا — نمایاں کر دیا یہ راز انجیلی بشارت کا
بتایا، قومِ موسیٰ ہو گی اُن کی دشمن جانی — یہی جس نے نہ عظمت انبیائے حق کی پہچانی
مناسب ہے کہ مُلکِ شام تک ان کو نہ لیجاؤ — یہی بہتر ہے واپس جلد تر مکے میں پہنچاؤ
ابوطالب نے حضرت کو اُسی منزل سے پلٹایا — بخیر و عافیت سرکار کو مکے میں پہنچایا

عہ ۔ سیرت ۱/۶۸ - ۹۱ - ۹۲ تاریخ طبری ۱/۳۱ و ۳۴

حربِ فجار میں شرکت

سلام اُس پر ہوا جس نے حق پسندی کی حمایت کی — مقدس جنگ میں عہدِ طفولیت میں شرکت کی
بھڑکتی رہتی تھی ہر وقت نارِ فتنہ انگیزی — عرب میں سال بھر رہتی تھی بدامنی و خونریزی
کوئی موسم ہو لیکن خون کی برسات ہوتی تھی — لڑائی بیج حسد و بغض کا ہر دل میں بوتی تھی
مہینے چار لیکن قابلِ حرمت تھے پہلے سے — قبائل کے دلوں میں لائقِ عظمت تھے پہلے سے
لڑائی اِن میں ہوتی تھی نہ اُن میں خون بہتا تھا — عرب میں ہر بشر امن و اماں کے ساتھ رہتا تھا
مہینے چار یہ حج کے مہینے سمجھے جاتے تھے — زیارت کے لئے سارے قبیلے مکے آتے تھے
عرب میں حج کا موسم امن کا پیغام لاتا تھا — سکون و امن ہر انسان اِس موسم میں پاتا تھا
تجارت کی ہوا کرتی تھی اِن میں گرم بازاری — اکٹھے ہوتے تھے باہر حرم کے سارے بیوپاری
مگر بعضے قبیلے نے نہیں کی اس کی کچھ پروا — لڑائی کر کے اسکی عظمت و تقدس کو توڑا
بھڑک اٹھے اسی باعث عرب میں جنگ کے شعلے — ہوئے اِس جنگ میں شامل قبائل ملک کے پورے
بنو ہاشم نے بھی اِس جنگ میں حصّہ لیا بڑھ کر — شریک جنگ بچپن میں ہوئے تھے حضرت سرور
حضورؐ پاک تیروں کو اٹھا کر سب کو دیتے تھے — چچاؤں کی مدد کر کے برابر حصّہ لیتے تھے
تھی شرکت جنگ میں اک پاک مقصد کیلئے انکی — شجاعت پر حضورؐ پاک کی جس نے شہادت دی

ظہور برکت ؎ — مَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

سلام اُس پر ہو جسکی ذات فیضِ عام کی حامل — خدا نے جنکو بچپن سے بنایا رحمتِ کامل
پڑا اک بار مکہ پر بھیانک قحط کا سایہ — بنا تھا اجنبی اُس وقت ہمسایہ سے ہمسایہ
یہ عالم تھا کہ پانی کیلئے خلقت ترستی تھی — کہاں رحمت کی بارش سخت ویرانی برستی تھی
جدھر دیکھو اُدھر اٹھتا دھواں معلوم ہوتا تھا — زمیں پر اور بھی اک آسماں معلوم ہوتا تھا

؎ سیرت ابن ہشام ۱۸۴/۱۷

پریشاں ہو کے مکہ والے صحنِ کعبہ میں آئے
نہایت عاجزی سے حق کے آگے ہاتھ پھیلائے

دعا کرتے تھے یارب بھیج دے بارانِ رحمت کو
خدایا رحم فرما، دور کر دے اِس مصیبت کو

کوئی صورت کشاکش کی نہ جب اُن کو نظر آئی
ہجومِ نا امیدی سے یہ ساری قوم گھبرائی

ابوطالب چلے حضرتؐ کو لیکر اپنے کاندھے پر
ترس آیا تھا ہر پیر و جواں کے گڑگڑانے پر

اشارہ حضرتِ والا نے انگلی سے جو فرمایا
گھٹا چھائی فلک پر ہر طرف بادل نظر آیا

ہوئی بارش، خدا کی چادرِ لطف و کرم پھیلی
یہ رحمت شہر میں دشت و جبل میں بیش و کم پھیلی

خدا نے کر دیا اس عقدۂ مشکل کو فوراً حل
حضورؐ پاک کے صدقے سے ہر سو ہوگیا جل تھل

جوانی اور پاک دامانی

سلام اُس پر ہو جس کی تھی جوانی صاف آئینہ
سلام اُس پر ہوا جو تھا عصمت و عفت کا گنجینہ

سلام اُس پر گذارا جس نے تقویٰ سے جوانی کو
لگائے چار چاند اپنی قبائے خاندانی کو

وہ جب مکے کی ہر محفل غلاظت سے تھی آلودہ
زنا کاری و میخواری کی لعنت سے تھی آلودہ

ہر اک مجلس کا دلکش مشغلہ، نغمہ سرائی تھا
ہر انسان پر چھایا جنونِ بے حیائی تھا

کہیں تھی محفلِ نغمہ، کہیں بزمِ سخن دانی
نمایاں اس کے پردہ میں فقط جذباتِ نفسانی

بنامِ عشق قصے فسق کے ترتیب پاتے تھے
مزے لے لیکے شاعر لوگ دنیا کو سُناتے تھے

رقیبانہ تعلق پر کبھی تکرار ہوتی تھی
نمائش بے حیائی کی سر بازار ہوتی تھی

پھرا کرتی تھیں عورتیں بے پردہ و آوارہ
دکھاتی پھرتی تھیں مردوں کو غیرت سوز نظارہ

معاصی کے لئے ہر اک جگہ پر جمگھٹا رہتا
انھیں گمراہ کرنے کے لئے شیطاں کھڑا رہتا

جُوا بھی بن گیا تھا ان کا اک فعلِ شریفانہ
بلا محنت کے نفع لینے ہر اک تھا دیوانہ

وفورِ نشہ مے میں ہر اک شیطان بنتا تھا
کمالِ جوشِ مستی میں نرا حیوان بنتا تھا

شجاعت نام تھا بس خونِ بیکس کے بہانے کا
سخاوت نام تھا، بے فائدہ دولت لٹانے کا

نہ تھی اپنوں سے ہمدردی، نہ اُنکے دکھ سے غمناکی
جوانی لیکے آئی تھی وہاں پیغام سفاکی

نہ حِلت کا خیال انکو نہ تھی حرمت کی کچھ پروا
فقط شہوانیت کا بس رہا تھا ذہن میں سودا

اندھیرا جاہلیت کا زمانہ بھر میں پھیلا تھا — گناہوں کی سیاہی سے لباسِ زیست میلا تھا
سلام اُس پر سوا پھولوں سے جسکی پاکبازی تھی — جوانی کی اداؤں میں بھی شانِ دل نوازی تھی

حضورؐ کی گلہ بانی

سلام اُس پر ہوا جس نے نوجوانی میں شبانی کی — متاعِ شانِ خودداری کی جس نے پاسبانی کی
چرانا بکریوں کا اک وظیفہ ہے نبوت کا — نبی کی گلہ بانی اک فریضہ ہے رسالت کا
ابوطالب قوی دل تھے مگر کمزور حال ان کا — حضورِ پاک سے دیکھا نہ جاتا تھا ملال انکا
حضورؐ اب بکریاں جنگل میں لیجا کر چراتے تھے — اِسی اُجرت سے خود کھاتے تھے اور سبکو کھلاتے تھے
لیا حضرتؐ علی کو بڑھ کر اپنی سرپرستی میں — نہ دیکھا جا سکا اپنے چچا کو تنگ دستی میں
نہ شوقِ بزم آرائی نہ ذوقِ عیش سامانی — یہی روزی یہی تھا مشغلہ جنگل میں چوپانی
فضا جنگل کی روشن دلکشا محسوس ہوتی تھی — کہ گوشِ دل میں آوازِ خدا محسوس ہوتی تھی
حجابِ غیریت اٹھنے لگا تھا ہر نظارے سے — حضورِ پاک کو فطرت بلاتی تھی اشارے سے
خدا کی معرفت کے خود بخود دروازے کھلتے تھے — کثافت کے جو دھبے تھے بظاہر اب وہ دھلتے تھے
خدا نے سایۂ شفقت میں اپنی لے لیا ان کو — صفائے دل کا موقع اور قدرت نے دیا انکو
خدا خود تربیت کرتا ہے اپنے خاص بندوں کی — نرالی شان رہتی ہے ہمیشہ سے نبیوں کی

معاہدہ حلف الفضول

سلام اُس پر ہوا قائم کی جماعت جس نے مکے میں — کیا پیدا دلوں میں جوشِ خدمت جس نے مکے میں
رہا عہدِ خلیل اللہ سے دارالاماں مکہ — یہ دنیا تھی جہنم اور تھا جنت نشاں مکہ
عرب کا ہر قبیلہ کعبے کی تعظیم کرتا تھا — اُسی کی شانِ عظمت کو ہر اک تسلیم کرتا تھا
بکثرت لوگ آتے تھے وہاں حج کے زمانے میں — ادا کرتے تھے فرض اپنا حرم کے آستانے میں
کیا برباد کچھ بد طینتوں نے اُس کی حرمت کو — لگے وہ لوٹنے اُن کو جو آتے تھے زیارت کو
یہ بیجا ظلم ذاتِ مصطفیٰ کو ناپسند آیا — شریف الطبع لوگوں کو بلایا اور سمجھایا

کھلائے خارزارِ دشت میں الفت کے پھول اُسنے — کہ قائم کردیا اک رشتۂ حلف الفضول اُسنے
حرم کی سرزمیں پر ظلم اب ہونے نہ پائیں گے — نہ کمزوروں پہ طاقتور کبھی اب ظلم ڈھائیں گے
مسافر جو بھی ہو پیاسا اُسے پانی پلائیں گے — جو بھوکا آئیگا ہم شوق سے کھانا کھلائیں گے
مدد کرنا ہر ایک زائر کی فرض عین ہے ہم پر — ضرورت پوری کرنا لوگوں کی اک دین ہے ہم پر

دوسرا سفرِ شام

سلام اُس پر ہوا جسنے آپ ہی اپنی کفالت کی — تجارت کے ذریعہ راہ کھولی تھی صداقت کی
وہ جسنے خود تجارت کیلئے رختِ سفر باندھا — سبق اچھا سکھایا مکہ والوں کو امانت کا
وہاں تھیں اک رئیسہ اور خدیجہ نام تھا ان کا — تجارت کیلئے سرکارؐ کو پہونچا پیام اُن کا
خدیجہؓ نام لیکن طاہرہ دلکش لقب اُن کا — کیا کرتا تھا باشندہ مکے کا ادب ان کا
زمانِ جاہلیت میں بہت ہی وہ مکرم تھیں — کہ ان کی پاکدامانی وعرب بھر میں مسلم تھیں
تجارت کے سبھی حلقوں میں قائم تھا وقار اُنکا — دیارِ شام تک پھیلا ہوا تھا کاروبار اُنکا
ضروت تھی تجارت اور حفاظت اپنے ساماں کی — ضرورت ان کو لاحق تھی امانت دار انساں کی
ہوئیں وہ مطمئن جب حضرتؐ والا کا نام آیا — شریکِ کار ہوں سرکار یہ منظور فرمایا
حضورؐ پاک کا تھا یہ سفر گو غیر طولانی — مگر چھوڑا ہے اُس نے زندگی میں نقشِ لافانی
غلام میسرہ کو کر دیا ہمراہ حضرت کے — نظر آتے تھے اُن کو راہ میں آثار قدرت کے
نبیؐ ہونے کا مژدہ ہر قدم پر اُن کو ملتا تھا — سعادت کی ہواؤں سے گُلِ امید کھلتا تھا
نیا پردہ اٹھایا اس جگہ قدرت کے حاجب نے — وہاں پیشین گوئی کی کسی نسطوری راہب نے
منافع لیکے آنحضرتؐ وطن کو کامیاب آئے — دیانت اور امانت کو لئے باب وتاب آئےؔ

؎ طبقات ابن سعد ۱۲۸ و ۱۲۹ — ؎ المتمق ص ۱۷۱ ۴۵ و ۴۶ م
؎ سیرت ص ۱۸۷ طبری ۳۵/۲

حضرت خدیجہ رضؓ سے شادی

سلام اُن پر خدیجہ نے کیا پھر انتخاب انکو — جہاں بھر میں ملی یہ ایک ہستی لاجواب انکو
دیا پیغام تقریبِ مسرت کا خدیجہ نے — کیا اظہار اپنے عقد کا آخر خدیجہ نے
ابو طالب نے بھی منظور اس کو کر لیا آخر — پڑھا شادی کا خطبہ اور رشتہ ہوگیا آخر
بنی ہاشم شریکِ عقد تھے اِس پاک محفل میں — محبت حضرت والا کی تھی ہر ایک کے دل میں
ابو طالب نے حضرت کے فضائل کی شہادت دی — نمایاں طور پر خطبہ میں تصدیقِ شرافت کی
چہل سالہ وہ بیوہ اور حضرت کی جوانی تھی — اسی رشتہ میں پنہاں اک حیاتِ جاودانی تھی
ہوا یہ رشتۂ مسعود دونوں خاندانوں میں — نظیر اس کی نہیں ملتی ہے مکے کے جوانوں میں
رہے دمساز اور ہمراز دونوں ہی مسرت سے — گذاری زندگی دونوں نے عزت اور محبت سے
ادا کرتی رہیں وہ دلدہی کیساتھ ہر خدمت — انھوں نے ڈالدی شوہر کے قدموں میں سبھی دولت
خلوصِ عشقِ شوہر ہر ادا سے اُن کے تھا پیدا — کمالاتِ محمدؐ پر دل و جاں سے رہیں شیدا
خوشی میں حضرتِ والا کی دل سے شاد رہتی تھیں — ہر اک اندوہ ہر اک فکر سے آزاد رہتی تھیں
ہر ایک حالت میں حضرت کی شریکِ کار رہتی تھیں — غرض اِس زندگی میں ہر طرح غمخوار رہتی تھیں
رہیں جب تک وہ زندہ رشتۂ الفت رہا قائم — رہی کردار سے اُن کے محبت کی ادا قائم
انھیں سے طیبؓ و طاہرؓ ہوئے تھے آنکھ کے تارے — وہ بچپن ہی میں لیکن ہوگئے اللہ کو پیارے
رہی تھیں بعد تک زندہ بناتِ طاہرات انکی — نمونہ ایک حسنِ تربیت کا تھی حیات ان کی
گذاری کل جوانی آپ نے ان کی معیت میں — رہے مسرور دونوں ہر طرح سے گھر کی جنت میں
سلام اُن پر محبت جب بھی غم سے آہ بھرتی ہے — تو اُن کی ازدواجی زندگی پر رشک کرتی ہے
سلام اُن پر امقدس ازدواجی زندگی ان کی — ستاروں سے تھی روشن تر حیاتِ خانگی انکی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب امین وصادق

سلام اُن پر ہوا جن کو قوم نے صادق امیں مانا — کہ جن کے چہرۂ انور سے سچائی کو پہچانا

حضور پاک تھے آراستہ اخلاقِ عالی سے وہ کوسوں دور تھے اوہام اور خام خیالی سے
محبت خلق کی دل میں ودیعت لیکے آئے تھے خدائے پاک سے لطف و مروت لیکے آئے تھے
شریکِ رنج و غم رہتے تھے وہ پہلے نبوت کے وہ خدمت کرتے تھے مخلوق کی ماقبل بعثت کے
ہر ایک کے درد اور دکھ میں شریکِ حال رہتے تھے دلِ مخلوق میں وہ دوستی کے بیج بوتے تھے
جو ہوتا بے سہارا اس کو بڑھ کر آسرا دیتے نظر آتا جو بیکس اس کو عزم اور حوصلہ دیتے
ضرورت مندوں حاجتمندوں کی پوری مدد کرتے رضائے حق تعالیٰ ہی کا وہ ہر وقت دم بھرتے
خدائے پاک نے ان کو دیا اک ذوقِ تعمیری فقیر و بینوا کی کرتے تھے دل سے خبر گیری
مسافر اور بھوکوں کے ہمیشہ میزباں ہوتے مصیبت اور آفت میں پناہِ بے کساں ہوتے
اٹھاتے تھے وہی بھاری بوجھ کمزوروں کا شانوں پر ہمیشہ رحم فرماتے تھے بے کس ناتوانوں پر
صداقت ان کا شیوہ تھا امانت تھا شعار ان کا عرب کی راجدھانی میں مسلّم تھا وقار ان کا

نزاعِ کعبہ کا فیصلہ

سلام اُن پر جہاں نے مان لی دانشوری ان کی بنائے کعبہ میں ظاہر ہوئی حکمت گری ان کی
شکستہ ہو گئی تھیں ان دنوں کعبہ کی دیواریں بہا کرتی تھیں صدیوں سے وہاں سیلاب کی دھاریں
یکایک لگ گئی پھر آگ اس کعبہ کے پردوں میں در و دیوار جل کر ہو گئے سب خاک شعلوں میں
نئے سرے سے عمارت کا بنانا سب میں طے پایا تو پاکیزہ کمائی ہی کا چندہ جمع فرمایا
نئی تعمیر کی تکمیل کر دی سب نے مل جل کر ذرا سا کام باقی رہ گیا تھا کعبہ کے اندر
یہ عزت اور برکت یہ بزرگی کس کو حاصل ہو کہ رکھے کون اب اس کی جگہ پر سنگِ اسود کو
ہر اک باشندہ مکہ کا اسی عزت کا خواہاں تھا اسی کے واسطے برپا یہاں اک سخت طوفاں تھا
ڈبو کر خون میں ہاتھوں کو قسمیں کھائیں ان سب نے سمجھتا تھا ہر اک انسان ہمیں حقدار ہیں اسکے
نیاموں سے نکل آئی تھیں باہر سب کی شمشیریں ہوئیں ناکام صلحِ باہمی کی ساری تدبیریں
ہوا آخر میں یہ طے سب سے پہلے جو یہاں آئے عمل اُس پر ہو جو کچھ وہ زباں سے اپنی فرمائے
حضورِ پاک ہی پہلے وہاں تشریف لے آئے سرِ اقدس پہ دل سے آسماں نے پھول برسائے

خدا کا شکر اب ہوش آگیا اہلِ فراست کو ۔۔۔ کیا طے فیصلہ کے واسطے ان سب نے حضرت کو
اٹھا کر سنگِ اسود کو رکھا حضرت نے چادر میں ۔۔۔ شرف اندوز ہر اک ہو سکے اِس کارِ بہتر میں
سلام اُس پر ہوا آخر مسئلہ یہ حل کیا اُس نے ۔۔۔ کہ چادر کا کنارہ سب کے ہاتھوں میں دیا اس نے
سلام اُس پر ہوا رکھا اپنے ہاتھوں جسنے یہ پتھر ۔۔۔ اشارہ تھا کہ ہو گا مرکزِ عالم خدا کا گھر
سلام اُس پر ہوا جس کا فیصلہ تھا برتر و بالا ۔۔۔ کہ جس کی دور اندیشی نے فتنہ ختم کر ڈالا
سلام اُس پر ہوا جس کا فیصلہ امرِ مسلّم تھا ۔۔۔ رسالت سے بھی پہلے قوم میں اپنی مکرم تھا

دورِ جاہلیت

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ

سلام اُس پر ہوا پہلے آپ کی بعثت سے اندھیرا تھا ۔۔۔ جہالت نے زمانے بھر میں ڈالا اپنا ڈیرا تھا
جہاں میں چل رہا تھا فلسفہ اس وقت قوت کا ۔۔۔ ضعیفوں کا کوئی حق ہی نہ تھا اپنی معیشت کا
غریب انسان ظلم و جور کی بھٹی میں جلتا تھا ۔۔۔ نسب کا نسل کا سکہ ہی انسانوں میں چلتا تھا
کہیں دولت کی پوجا تھی کہیں پتھر کی پوجا تھی ۔۔۔ شرافت ہر جگہ انسان کی برباد و رسوا تھی
وہ مسجودِ ملائک جسکو کہتے تھے کبھی انساں ۔۔۔ بہیمیت کے ہاتھوں بن گیا تھا ان دنوں حیواں
بُرائی کا زمانہ بھر میں ہر سو جال پھیلا تھا ۔۔۔ ہر اک خطہ میں شیطاں نے بدی کا کھیل کھیلا تھا
سمجھتے تھے یہ اپنا رہنما مکار شیطاں کو ۔۔۔ بنایا تھا غلام انساں نے خود اپنا انساں کو
حقوقِ آدمیت کی شناسائی نہ تھی کوئی ۔۔۔ رواداری و ہمدردی کی رعنائی نہ تھی کوئی
گنوا کر جوہرِ روحانیت بدبخت انساں نے ۔۔۔ بنا ڈالا تھا اندھا سب کو خود غرضی کے طوفاں نے
شعور و علم و حکمت سے تھا ہر انسان بیگانہ ۔۔۔ خدا کی معرفت تو بن گئی تھی ایک افسانہ
حیا و شرم و غیرت قصۂ پارینہ تھی ان کا ۔۔۔ مکدر، گرد آلودہ ہر اک آئینہ تھا ان کا
شکم سیری ہی تھی انسانیت کی منزلِ آخر ۔۔۔ غرض انسان تھا اس دور میں حیوان سے بدتر
رہا تھا مقصدِ انسانیت لذاتِ انسانی ۔۔۔ دماغوں پر مسلط تھے فقط جذباتِ شہوانی

مہ ۔ سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری ص ۳۵

کھڑی تھی اجتماعیت جہاں میں بن کے فریادی
بنی تھی فتنہ ساماں ہر جگہ بے قید آزادی

شرافت خود کو بیکس پا کے تنہائی میں روتی تھی
وہ دامانِ نظر کو اپنے اشکوں سے بھگوتی تھی

مروت کا جنازہ تھا جہاں والوں کے شانوں پر
فقط باقی تھے کچھ الفاظِ بے معنی زبانوں پر

چمنِ اخلاقِ انسانی کا تاراجِ خزاں اب تھا
عرب کا ہر علاقہ خطۂ آتش فشاں اب تھا

یہاں تو خون کی بارش ہر اک موسم میں ہوتی تھی
ہر اک انسان کی عقل و فہم گہری نیند سوتی تھی

عرب ہو یا عجم انسانیت تھی گمشدہ دولت
کہ جسکو ڈھونڈنے پانے کی اب ان میں نہ تھی ہمت

اندھیری رات بن کر چھا گئے تھے ظلم و طغیانی
کہ ہر گوشہ ہوا تاریک ہر ماحول ظلمانی

غرض آفاق پر کچھ اس طرح کی تیرگی چھائی
ہوئی مفقود بزمِ زندگی کی ساری رعنائی

آغازِ نبوت

سلام اُس چاند پر ہو جو سرِ غارِ حرا چمکا
سلام اُس مہر پر ہو! وادیٔ مکہ سے جو نکلا

حضورِ پاک نے جب پختہ عمری میں قدم رکھا
بیاضِ زندگی نے جب چہل سالہ ورق اُلٹا

فسادِ بحر و بر سے رحمتِ عالم پریشاں تھے
عرب کی گمرہی کو دیکھ کر غلطاں و پیچاں تھے

نکل کر رہ گیا تھا معرفت کا شوق ہر دل سے
ہر اک انسان بیگانہ ہوا تھا اپنی منزل سے

ہوا غالب نبیؐ پر ذوقِ خلوت شوقِ تنہائی
فضائے دل پر چھائی تھی خدا کی شانِ یکتائی

بنایا اب حرا کے غار کو خلوت کدہ اپنا
خدا کی ذات سے قائم کیا اک سلسلہ اپنا

خدا سے لو لگائے رہتے تھے ہفتوں وہاں حضرتؐ
وہاں پلتے تھے اک دنیا نئی جلوہ فشاں حضرتؐ

نظر آتی تھیں بزمِ غیب کی خوابوں میں تصویریں
مثالِ صبحِ صادق تھیں منور جن کی تعبیریں

صفائے دل کا سرچشمہ نبی فاران کی چوٹی
خدا کے نور سے جگمگ ہوئی فاران کی چوٹی

حرا کے غار میں تھے معتکف جب ایکدن حضرت
افق کی لوحِ پیشانی سے آخر چھٹ گئی ظلمت

امنڈ کر جوش میں آیا ہوا تھا نور کا دریا
فضا میں ہر طرف لہرا رہا تھا نور کا دریا

سیرت ابن ہشام ۸۰ و ۸۱ آغاز و ۱۲ فروری ۶۱۰ء

پہلی وحی

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ

سلام اس پر ہو! نورانی فرشتہ لیکے جام آیا — کہ قلبِ مصطفٰی پر عرشِ اعظم کا پیام آیا
یہ پہلی بارشِ رحمت تھی مکے کے بیاباں میں — پڑے تھے جس کے چھینٹے ابتدأ دشتِ فاراں میں
ہوا آغاز درسِ وحی کا تخلیق انساں سے — خدا کی معرفت ہوتی ہے خود انساں کے عرفاں سے
بہت کچھ ذہنِ انساں نے جہاں کے راز کو جانا — مگر سرِ حقیقت کو نہ اس نے اپنا پہچانا
بشر کے علم و دانش سے تھا اب تک ماورا انساں — خدا کی وحی نے کھولا اک انساں پر درِ عرفاں
کیا انساں کو پیدا خدا نے منجمد خوں سے — فروزاں کر دیا شمعِ خرد کو تازہ مضموں سے
خرد کا نور بخشا خون کی بے عقل پھٹکی کو — اڑایا چرخ پر اس کو بجا کر اپنی چٹکی کو
شعور و فہم کی بجلی جو مشتِ خاک کو دیدی — چمک احساس کو اور روشنی ادراک کو دیدی
دیا ہے جانِ مٹی کو حیاتِ تازہ کا فرماں — خدا نے روح پھونکی اپنی اور وہ بنگیا انساں
ہے انساں عالمِ اکبر خدا کی بزمِ امکاں میں — وہ گلدستہ ہے گلہائے ارم کا باغِ عرفاں میں
خدا کی وحی نے تعلیم کو بنیاد ٹھہرایا — دو عالم کی ترقی کا اسے ہی زینہ بتلایا

قرآن کا دیباچہ

کلامِ پاک کا دیباچۂ نوریں ہوا "اقرأ" — نگاہ و قلبِ انساں کیلئے جلوہ فزا "اقرأ"
خدا نے عقل وہ دی ہے ترقی پر ہے جو مائل — ترقی کا ہے بحرِ بیکراں جس کا نہیں ساحل
قلم کے فیض سے آگے بڑھی تعلیم ربانی — سلف سے تا خلف آیا ہے جس سے علم انسانی
قلم کے فیض سے جاری ہے معلومات کا دریا — کھلا ہے اس کے اعجازِ رقم سے گلشن انشار

یہ پہلی وحی تھی ہیبت سے جس کی بھر گیا سینہ　　تجلیات گوناگوں سے حیرت میں تھا آئینہ
لرزتے کانپتے غارِ حرا سے اپنے گھر پلٹے　　نبوت کا شرف پاکر جو شاہِ بحر و بر پلٹے
خدا کا لاڈلا بندہ حرا سے اپنے گھر آیا　　تو بارِ وحی کے پڑنے سے قلبِ پاک تھرایا
کہا حضرت خدیجہؓ سے کہ مجھ کو جان کا ڈر ہے　　طبیعت مضطرب ہے اور نظر حیران و ششدر ہے
حضورؐ پاک کو حضرت خدیجہ نے تسلی دی　　سنا کر مژدۂ راحت فزا ان کو تشفی دی
بتایا خلق کی خدمت شعارِ خاص ہو جن کا　　ہر اک انسان پر شفقت شعارِ خاص ہو جن کا
ضعیفوں اور کمزوروں کی جو امداد کرتے ہوں　　جو بھوکوں کو کھلا کر ان کے دل کو شاد کرتے ہوں
اٹھاتے ہوں جو قرضہ دوسروں کا اپنے شانوں پر　　لٹاتے ہوں جو اپنا مال و دولت میہمانوں پر
خدا ان پاک بندوں کو کبھی رسوا نہیں کرتا　　جہاں میں ان کا پیمانہ کبھی چھلکا نہیں کرتا
ہوئی آشفتگی پیدا جو آغاز نبوت میں　　خدیجہ لے گئیں سرکار کو ورقہ کی خدمت میں
چچا کے بیٹے تھے رشتہ میں وہ حضرت خدیجہ کے　　وہ واقف تھے صحیفوں اور سب پچھلی کتابوں سے
انھوں نے سن کے سارا واقعہ ارشاد فرمایا　　وہ تھا اک ایلچی حق کا جو وحیٔ آسماں لایا
یہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ پر بھی اترا تھا　　خدا نے بہر احکام شریعت اس کو بھیجا تھا
رسولؐ پاک کو ہر طرح ورقہ نے تسلی دی　　سنائی گویا خوش خبری نبوت کی صداقت کی
مرے دل کی تمنا تھی کہ میں بھی نوجواں ہوتا　　خدا کی راہِ دعوت میں شریک امتحاں ہوتا
یہ ناداں قوم جب حضرت کو مکے سے نکالے گی　　سراقدس پہ جوشِ دشمنی میں خاک ڈالے گی
تعجب سے یہ پوچھا حضرتؐ والا نے ورقہ سے　　مجھے جانا پڑے گا کیا کبھی باہر بھی مکہ سے
یہ فرمایا کہ ہجرت خاص سنت انبیا کی ہے　　خدا کی راہ پر چلنا عزیمت انبیا کی ہے
پریشانی ہوئی کافور ساری آپ کے دل سے　　ہوئے واقف نبوت کے وہ پاکیزہ منازل سے

اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

سلام اس پر جو پہلی وحی کی جب روشنی پھیلی　　نبوت کے حرم میں سب سے پہلے زندگی پھیلی

ع۱ سیرت ہشام ص۱۴۳ طبری ج۱ ص۱۱۵۰ ۲ع سیرت ہشام ص۱۴۹ و ص۱۲۵ ۱سلام عثمان طبری ص۸۲۶

نبی کے ہاتھوں سب سے پہلے ان لوگوں نے بیعت کی
نظر میں جنکے آنحضرت کی بچپن سے صداقت تھی

لئے بیٹھے ہوئے تھے دل میں وہ جوش عقیدت کو
بڑھایا اہل خانہ نے ہی پہلے دست بیعت کو

ابو بکرؓ و علیؓ اور زیدؓ بھی ایمان لے آئے
یہی السابقون الاولون دنیا میں کہلائے

نبی کے معتقد تھے حضرت صدیقؓ پہلے سے
ملی تھی صحبت سرکار کی توفیق پہلے سے

معزز مانے جاتے تھے عرب کے سربراہوں میں
مسلّم تھی شرافت ان کی ہر اک کی نگاہوں میں

حضورؐ پاک کے ساتھی رہے تھے قبل بعثت سے
نبوت سے ہی پہلے محرم راز صداقت تھے

بنے صدیقؓ اکبر اب نبی کے قوتِ بازو
مہک اٹھی پھر ان کی سعی سے ایمان کی خوشبو

ہوئے پھر عبدرحمنؓ اور عثمانؓ کہ آپ کے بیعت
ملی صدیقؓ اکبر کی بدولت ان کو یہ دولت

حضور پاکؐ پر جو اولاً ایمان لے آئے
کلام اللہ میں "السابقون" کا لقب پایا

سعیدؓ و سعدؓ و طلحہؓ بو عبیدہؓ اور عبداللہؓ
صہیبؓ و جعفرؓ و عمارؓ اور خبابؓ ذی رتبہ

ابوذرؓ کو بھی یہ ذوق طلب مکہ میں لے آیا
حضورؐ پاک سے ان کو ملا ایماں کا سرمایا

انھوں نے کعبہ میں ایمان کا جب اعلان فرمایا
تو چڑھ دوڑا ہر اک کافر بہت ظلم و ستم ڈھایا

کوئی لاٹھی کو لے کر دوڑا کوئی لے کے پتھر کو
کہ کردیں قتل بے رحمی سے سچائی کے پیکر کو

انھیں کچھ اس طرح پیٹا گیا، بیہوش کر ڈالا
مگر سچائی پر قائم رہا وہ حق کا متوالا

خدائی راہ میں تھا عشق صادق کا نیا منظر
بچایا حضرت بوذرؓ کو پھر عباسؓ نے بڑھ کر

خدا کی راہ میں جامِ ستم چکھتا ہے ہر مومن
شہادت گاہِ الفت میں قدم رکھتا ہے ہر مومن

دلِ کفار میں یہ روشنی گھر کرتی جاتی تھی
خلوص عشق کے جلووں کی رونق بڑھتی جاتی تھی

یہ خوشبو دھیرے دھیرے پھیلتی جاتی تھی مکے میں
ہوائے شوق دھیمی دھیمی لہراتی تھی مکے میں

کشش پیدا تھی مقناطیس کی دین الٰہی میں
کھنچے آتے تھے سچے خدا کی بادشاہی میں

رہا آغاز میں خفیہ طریق دعوت ایماں
بڑھی آہستہ آہستہ عرب میں دولتِ ایماں

مخاطب اولاً وہ لوگ تھے پیغامِ ایماں کے
کھلے تھے جنکی روحوں پر ازل سے راز عرفاں کے

ع؎ سیرت ص۹۳/۱ طبری ص۸۵ ۱۱ سیرت ص۱۴۹/۱ و ص۲۵ ـــ اسلام عناں طبری ص۸۷

طبیعت جنکی قائم تھی ابھی تک پاک فطرت پر
چلانا چاہتے تھے خود کو جو منشائے قدرت پر

وہ جنکے دل میں چنگاری چھپی تھی ذوقِ عرفاں کی
جو تسکیں چاہتے تھے ہر طرح طبعِ پریشاں کی

کھٹک یادِ الٰہی کی جنہیں بیتاب رکھتی تھی
کسک دردِ نہاں کی رات دن بےخواب رکھتی تھی

تلاشِ حق کا جذبہ تھا مگر رستہ نہ ملتا تھا
شبِ ظلمت کے باعث غنچۂ خاطر نہ کھلتا تھا

نگاہیں کھل گئیں ان کی نبی کے نورِ دعوت سے
اندھیرا چھٹ گیا اب تابشِ مہرِ نبوت سے

نبی کے ہاتھ پر بیعت بہ صدقِ دل جو فرمائی
خدا کی معرفت کی روشنی دل میں اتر آئی

وہ انکے خوف سے چھپ کر فرائض کو ادا کرتے
پہاڑوں اور دروں میں نمازیں وہ پڑھا کرتے

صحابہ کو نبی تعلیم دیتے دارِ ارقم میں
خدا کے دین کی کشتی کو کھیتے دارِ ارقم میں

یہ پہلا مدرسہ تھا دینِ حق کا شہرِ مکہ میں
یہیں سے معرفت کا نور پھیلا شہرِ مکہ میں

صحابہ جمع ہوتے تھے یہاں تعلیم ہوتی تھی
خدا کی برکتوں کی ہر طرف تقسیم ہوتی تھی

دلوں کا تزکیہ ہوتا نبی کی پاک صحبت سے
درخشاں ہوتیں آنکھیں جلوۂ نورِ نبوت سے

بڑھا یہ حلقۂ وحدت یونہیں آہستہ آہستہ
خدا کے دین سے آخر ہوا ہر ایک وابستہ

سلام ان پر کہ تھا یہ طرزِ دعوت کیا حکیمانہ
جو کھنچ کر آ گیا اسلام میں ہر ایک فرزانہ

رشتہ داروں کو دعوت

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

حضورؐ پاک نے اب رشتہ داروں کی ضیافت کی
خدائے پاک پر ایمان لانے کی ہدایت کی

یہ فرمایا پہل جس نے بھی کی ایمان لانے میں
اسی کا بول بالا ہوگا اب سارے زمانے میں

خدا کی ذات پر ایماں نجاتِ نوعِ انساں ہے
خدا کی ذات پر ایماں ہی تسکینِ دل و جاں ہے

خدا کے دین کی نسبت سے جو بھی محترم ہوگا
اسی کے ہاتھ میں سارا عرب سارا عجم ہوگا

خدا نے وحی اپنی بھیج کر مجھ کو نوازا ہے
بنا کر اپنا پیغمبر جہاں والوں میں بھیجا ہے

تمہارے واسطے اک آسمانی تحفہ لایا ہوں
فلاحِ دین و دنیا کا صحیفہ لے کے آیا ہوں

یہ سن کر سب اعزا ہو گئے خاموش و لب بستہ
گھروں کو اپنے وہ جانے لگے آہستہ آہستہ

کیا حضرت علیؓ نے بڑھ کر استقبال دعوت کا
کھڑے ہو کر کیا اعلان دعوت کی صداقت کا

یہ فرمایا کہ گو میں سب سے کمسن سب سے چھوٹا ہوں
رسول اللہ کی دعوت پر مگر ایمان لاتا ہوں

خدا کے دین میں ہر دم رہوں گا گرم جولانی
خدا کے آستانے پر جھکے گی میری پیشانی

خدا کی راہ میں ہر عیش ہر آرام چھوڑوں گا
مگر دینِ محمد سے میں ہرگز منہ نہ موڑوں گا

اڑایا دشمنِ دین بولہب نے آپ کا ٹھٹھا
اسی پر ختم محفل تھی ہر اک نے راستہ پکڑا

کیا آغاز دعوت کا نبی نے اوّلاً گھر سے
افق ہوتا ہے روشن سب سے پہلے مہرِ انور سے

پہاڑی کا وعظ

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ

سلام اس پر شجرِ دعوت کا جس نے خون سے پالا
نکل آیا تنہ گزرا جب اس پر دورِ سہ سالہ

سلام اس پر ہو! جب نازل ہوا فاصدع بما تؤمر
نکل آئے کھلے میدان میں اس وقت پیغمبر

پکارا ہر قبیلے کو صفا پر چڑھ کے حضرتؐ نے
ڈرایا آنے والی زندگی سے بڑھ کے حضرت نے

پہاڑی پر کھڑا ہونا بھی پر معنی اشارہ تھا
نبوت کا تعارف از زبانِ استعارہ تھا

نبی کا رتبہ اعلیٰ عام انسانوں سے ہوتا ہے
پہاڑ اونچا زمیں کے سارے میدانوں سے ہوتا ہے

پہاڑی سے نظر آتی ہے دونوں سمت کی وادی
محیطِ عالمِ دنیا و عقبیٰ دیدۂ ہادی

نبوت کا تعارف ہو سکے تمثیل میں ظاہر
پہاڑی پر کھڑے تھے یوں نبیؐ اول و آخر

مقامِ نبوت

خدا و خلق کے مابین درجہ ہے نبوت کا
نبوت اک عطیہ ہے خداوندی عنایت کا

نبی ہے واسطہ دنیا میں حق کی رہنمائی کا
اسی سے راستہ ملتا ہے منزل تک رسائی کا

نبی وابستہ ہوتا ہے خدا کی ذاتِ عالی سے
منور اس کا سینہ حق کے اوصافِ کمالی سے

نبی کا سینہ وہ آئینہ ہے اس بزمِ عالم میں
خدا کا نور پھیلاتا ہے جو اولادِ آدم میں

نبی کی ذات ہے دنیا میں مثلِ برزخِ کامل
"ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل"

نبوت اس جہاں سے اس جہاں کی سلطنت تک ہے
نبوت کی نظر دنیا سے لیکر آخرت تک ہے

یہ فرمایا سمجھتے مجھ کو تم صادق ہو یا کاذب
توجہ منعطف کرنی تھی سب کی دین کی جانب

چہل سالہ حیاتِ پاک حضرتؐ کی نظر میں تھی — صداقت مصطفیٰؐ کی ساری خلقت کی نظر میں تھی
کیا اقرار سب نے سرورِ دیں کی صداقت کا — پڑھا کلمہ رسولِ پاکؐ کی شانِ جلالت کا
تو فرمایا اگر تم مانتے ہو مجھکو سب سچّا — کرو گے اس کی تم تصدیق جو کچھ میں بتاؤنگا
پہاڑی کے عقب سے فوج دشمن حملہ آور ہے — ہر اک قزاق ہے، ڈاکو ہے، ظالم ہے ستمگر ہے
وہ لشکر چاہتا ہے لوٹنا غارت گری کرنا — مگر سیکھا ہے غافل ہو کے تم نے زندگی کرنا
ڈراتا ہوں قیامت سے قیامت آنیوالی ہے — وہاں حق کے سوا کوئی نہ وارث ہے نہ والی ہے
نگاہوں میں مری دنیا بھی اور آخرت بھی ہے — خدا کے مان لینے میں جہاں کی عافیت بھی ہے
نہاں تھے پردۂ تمثیل میں اسرارِ حقّانی — حیاتِ نوعِ انساں کی کھینچی تصویر لافانی
مگر شیطان نے دل میں حسد کی آگ بھڑکائی — صدائے بولہب لوگوں کے پھر کانوں سے ٹکرائی
محمدؐ! تف ہو کس مقصد سے تم نے جمع فرمایا — ہمیں بے فائدہ باتوں میں تم نے آج الجھایا
سلام اس پر ہو! خود حق نے رسالت کی حمایتؐ کی — سنائی خود وعید اس دشمنِ دیں کی ہلاکت کی

اسلام کا بنیادی اصول

اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

سلام اس پر! صفا سے جس نے انسانوں کو للکارا — خطابِ معجزانہ سے کیا باطل کو صد پارا
سلام اس پر ہو! جس نے عام کیں دولت ایمانی — دیا باطل پرستوں کو پیامِ خاص روحانی
سلام اس پر ہو! جس نے معرفت کا راستہ کھولا — عقیدت کی ترازو سے دلی جذبات کو تولا
عقیدت کی صداقت نقطۂ وحدانیت ٹھہری — رسالت سے محبّت مایۂ انسانیت ٹھہری
سلام اس پر ہو خوفِ آخرت سے جس نے دہلایا — وہ جس کی پُر جلال آواز نے روحوں کو تھرایا
سلام اس پر صدا سے جس کی ہلچل ہو گئی پیدا — پیامِ حق سے گونج اٹھے عرب کے دشت اور صحرا
فضا میں ہر طرف انکار کا طوفاں ہوا برپا — بھڑک اٹھے شرارے شورشوں کے اضطراب افزا
رسولِ پاک ہر محفل میں ہر مجمع میں جاتے تھے — پیامِ دعوتِ توحید اک اک کو سناتے تھے
چٹانوں کی طرح دل سخت تھے اربابِ مکہ کے — نہیں ہوتے تھے وہ تر ابرِ رحمت کے برسنے سے
سلام اس مہر پر جو نور برساتا رہا برسوں — سلام اس ابر پر جو فیض پھیلاتا رہا برسوں

ظلم وستم کا طوفان

سلام اس پر ہو! سورج چڑھ چکا جب عام دعوت کا   ہوا اظہار واجب اب خدا کی شان وحدت کا
سلام اس پر ہو! پیغمبر نے کھل کر دعوتِ حق دی   خدا کی شان یکتائی کی ہر طرح وضاحت کی
معاند اور دشمن بن کے کافر سامنے آئے   مسلمانوں پہ پھر جور و ستم کے تیر برسائے
مخالف طاقتوں سے تاب گویائی ہوئی رخصت   کہ بجلی کی چمک سے ان کی بینائی ہوئی رخصت
مظالم کے پہاڑ ایسے سروں پر ان کے توڑے تھے   زمین و آسماں بھی جنکی دہشت سے لرزتے تھے
جو سب کے واسطے آیا تھا بن کر رحمتِ عالم   بناتے تھے نشانہ ظلم کا اہل ستم پیہم
نبیؐ جس راہ سے جاتے تھے وہ کانٹے بچھاتے تھے   سرِ اقدس پہ کوڑا ڈال کر ان کو ستاتے تھے
اذیت دے کے وہ سرکار کو آپس میں ہنستے تھے   حضورؐ پاک پر فقرے وہ گستاخانہ کستے تھے
نبیؐ جب بت پرستی کے خلاف اعلان فرماتے   تو سب کافر نہایت غصہ کرتے اور جھنجھلاتے
بتوں کی بے بسی کے ذکر پر فوراً بھڑک اٹھتے   سلگنے سے غضب کی آگ کے سینے دہک اٹھتے
بھری تھی ان بتوں کی چاہ ان کے خانۂ دل میں   مقید ان کی روحیں تھیں انہیں طوق و سلاسل میں
بتوں سے نفع اور نقصان کا لوگوں میں عقیدہ تھا   ہر اک کافر فسادِ باطنی میں سگ گزیدہ تھا
پڑھایا تھا سبق شیطان نے باطل عقیدوں کا   بہت بگڑا ہوا تھا ذہن ان آفت رسیدوں کا

دعوتِ توحید

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

نبی کی دعوتِ حق سے ہر اک بیزار ہوتا تھا   خدا کی شان یکتائی کا جب اظہار ہوتا تھا
کلامِ حق کو کوئی شعر کوئی سحر کہتا تھا   ہمیشہ مستعد ایذائے پیغمبرؐ میں رہتا تھا
نبی کی سچی باتوں سے ہر اک کے دل مکدر تھے   جواہر ریزے ان کے آگے کنکر اور پتھر تھے
کھلا رہتا تھا صحن کعبہ ہر اک کی عبادت کو   مگر قدغن یہاں تھی اہل ایماں کی جماعت کو
اجیرن ہو گئی تھی زندگانی اہل ایماں کی   نشانِ شانِ مظلومی تھی اب حالت مسلماں کی

ع‌ سیرت ابن ہشام ۳۰۷، زاد المعاد، طبری ۵۵

حرم کی سرزمیں پر بے تحاشا ظلم ہوتے تھے ۔۔۔ درودیوار مکہ ان کی مظلومی پہ روتے تھے
وہ تپتی ریت پر ان بے سہاروں کو لٹا دیتے ۔۔۔ بھڑکتی آگ کے شعلوں سے جسموں کو جلا دیتے
زیارت جنکی کرنے کے لیے جنت ترستی تھی ۔۔۔ انہیں دکھ دینے پر آمادہ یہ مکے کی بستی تھی
بہاریں جنکی خاطر باغ دنیا میں اترتی تھیں ۔۔۔ معاند بن کے باطل طاقتیں ان پر بپھرتی تھیں
فلک کا شامیانہ حق نے جن کے واسطے تانا ۔۔۔ عرب کے جاہلوں نے انکی عظمت کو نہ پہچانا
بچھائی یہ زمیں جنکے لیے دستِ مشیت نے ۔۔۔ نشانہ ظلم کا ان کو بنایا اہل طاقت نے
صحابہ یہ ستم راضی خوشی برداشت کرتے تھے ۔۔۔ خدا کے امتحانوں میں سبھی پورے اترتے تھے
تشدد کے مقابل صبر ان کا خاص شیوہ تھا ۔۔۔ نہ ان کے ہاتھ میں تلوار تھی کوئی نہ نیزہ تھا
کشادہ ہو کے مکہ کی زمیں آب تنگ تھی ان پر ۔۔۔ مسلط اہل باطل کی طرف سے جنگ تھی ان پر
غلاموں پر وہ ظلم ناروا ہردم روا رکھتے ۔۔۔ گلے پر بے محابا ان کے یہ تیغ جفا رکھتے
غلاموں باندیوں پر ظلم جب حد سے سوا گزرے ۔۔۔ مصائب کی ہر اک منزل سے ارباب وفا گزرے
تو مال حضرت صدیق اکبرؓ ان کے کام آیا ۔۔۔ خریدا اولاً ان سب کو پھر آزاد فرمایا
عداوت بولہب کی رات دن فتنے جگاتی تھی ۔۔۔ تمسخر کے نئے انداز خلقت کو دکھاتی تھی
صحابہ سے سبھی سردار مکہ برسر کیں تھے ۔۔۔ مخالف اہل ایماں کے وہ سارے دشمن دیں تھے
تلا رہتا تھا ہر اک ظلم کی چکی چلانے پر ۔۔۔ خدائے پاک کے ان نیک بندوں کو ستانے پر
مگر تھا ہر صحابی صبر و استقلال کا پیکر ۔۔۔ بنا طوق جفا ان کے گلے کا خوشنما زیور
کمال جذب ایماں سے ہوئی تھی پختگی پیدا ۔۔۔ غلاموں میں ہوئی تھی انقلابی زندگی پیدا
بلالؓ و بو نکیہہؓ اور سمیہؓ نام ہے ان کا ۔۔۔ کہ دربار خدا میں معتبر اسلام ہے ان کا
یہ دور امتحاں سخت گزرا اہل ایماں پر ۔۔۔ بہت دشوار ہے اس کا تصور آج انساں پر
ہوا تھا سلب ایماں والوں سے جو حق تھا بنیادی ۔۔۔ دیار مکہ میں مفقود تھی مذہب کی آزادی

حضرت حمزہؓ و عمرؓ کا اسلام

سلام ان پر خدا نے تقویت بخشی رسالت کو ۔۔۔ نئے ایمان والوں سے بڑھایا اپنی دعوت کو

ادھر حلقہ مسلمانوں کا جوں جوں بڑھتا جاتا تھا
ہر اک کافر ادھر رہ رہ کے پیچ و تاب کھاتا تھا

مگر سب سے بڑا دشمن تھا بوجہل لعیں ان میں
حضورؐ پاک کی ہر بات پر تھا نکتہ چیں ان میں

غرور کبر کا مظہر تھا وہ نفرت کا پیکر تھا
عداوت میں رسولؐ پاک کی جامے سے باہر تھا

سنا کر گندی گندی گالیاں غمگین کرتا تھا
نبیؐ کے صبر پر وہ اور غصے سے بھرتا تھا

سر اقدس پر پتھر مار کر زخمی کیا اس نے
خدا کے غیظ کو اس فعل سے بھڑکا دیا اس نے

پلٹ کر آ رہے تھے حمزہ اس اثنا میں جنگل سے
حضورؐ پاک پر یہ ماجرا وہ دیکھتے گزرے

جناب حمزہ نے جب خون کو بہتا ہوا دیکھا
تو ان کے دل میں جوش انتقامی زور سے ابھرا

ابوجہل لعیں کو حضرت حمزہ نے للکارا
کماں جو ہاتھ میں تھی اس کو سر پر لیکے دے مارا

کہا اگر نبیؐ سے میں نے بدلہ لے لیا اس کا
مزا ابوجہل نے اپنے کئے کا بے طرح چکھا

تمہارے جی کے خوش کرنے کو یہ مٹھ بھیڑ کی میں نے
تمہاری خاطر اس سے مول لی ہے دشمنی میں نے

یہ فرمایا خوشی سے میرا دل جب شادماں ہوگا
کہ سینہ آپ کا ایمان سے جلوہ فشاں ہوگا

یہ تجلی کا تھا چمکارا کہ قول ہادئ اعظم
چمک اسلام کی سینے میں پیدا ہوگئی اک دم

پڑھا کلمہ نبی کا اور مسلماں بن گئے حمزہ
اندھیری رات میں شمع فروزاں بن گئے حمزہ

سر طاعت جھکا آگے خدا کے اب پیمبر کا
ہوا تھا اہل ایماں پر بہت احسان داور کا

ابوجہل لعیں کو اس خبر سے پیچ و تاب آیا
عرب کے نوجوانوں کو شقی نے خوب بھڑکایا

کہا کوئی دلاور ہے محمدؐ کا جو سر لائے
چراغ زندگی ان کا بجھا کر کامیاب آئے

اٹھا اک منچلا اور کھینچی تیغ بے نیام اپنی
کہا اس نے میں لے کر آتا ہوں گردن محمدؐ کی

یہ نعرہ سن کے جیسے کھل اٹھیں بوجہل کی باچھیں
چڑھانے کے لئے کرنے لگا شیخی کی وہ باتیں

نبیؐ کے قتل کرنے کے لئے وہ نوجواں اٹھا
غضب کی آگ بھڑکی اور اس میں سے دھواں اٹھا

چلا شمشیر عریاں لیکے وہ مست مئے نخوت
مگر تھی عہد مستقبل پر ان کے خندہ زن قدرت

نبیؐ کے اک صحابی نے یہ عالم دیکھ کر پوچھا
عمر بتلاؤ جاتے ہو کہاں اور قصد ہے کس کا

بتایا جا رہا ہوں کاٹنے میں جڑ ہی فتنے کی
محمدؐ نے بگاڑی ہے فضا ہی سارے مکےؐ کی

جو ہنگامہ بپا ہے اس کا جاکر خاتمہ کر دوں
کہ عبداللہ کے بیٹے کا سر تن سے جدا کر دوں

صحابی نے کہا پہلے خبر لو اپنے ہی گھر کی
پھر اس کے بعد کرنا بات تم ذاتِ پیمبرؐ کی

نبی کا دین تمہارے خاندان میں ہو گیا داخل
بہن بہنوئی دونوں ہو گئے اسلام میں شامل

عمرؓ غصے میں فوراً پھر گئے اور اپنا رخ بدلا
وہاں سے چل کے بہنوئی کے گھر پر اب قدم رکھا

نہایت زور سے زنجیرِ در کو کھٹکھٹایا پھر
بہن بہنوئی کو آواز دے کے کپکپایا پھر

ہوئی کچھ دیر آنے میں تو جھانکا روزنِ در سے
نظر آیا انہیں اک اجنبی انسان کچھ پڑھتے

کھلا دروازہ تو بہنوئی کو وہ مارنے دوڑے
لگاتے تھے طمانچے منہ پر ان کے پیٹھ پر مکے

بہن شوہر کو جب آئیں بچانے انکو بھی مارا
بدن سے ان کے جب بہنے لگا تھا خون کا دھارا

کہا اس مومنہ عورت نے حق سے منہ نہ موڑوں گی
مجھے تم قیمہ کر ڈالو مگر ایماں نہ چھوڑوں گا

پسیجا دل عمرؓ کا عزم روشن کی شعاعوں سے
اٹھا پردہ پڑا تھا جو کہ غفلت کا نگاہوں سے

کہا دکھلاؤ مجھ کو وہ ورق جو پڑھ رہے تھے تم
مجھے بھی پڑھنے دو اب تو سبق جو پڑھ رہے تھے تم

کہا یہ فاطمہ نے پاک ہیں اوراق قرآں کے
لگا سکتا ہے اس کو ہاتھ جو ہو اہلِ ایماں سے

وضو کر کے عمرؓ نے جب پڑھیں آیاتِ قرآنی
اتر آیا دلِ حضرت عمرؓ میں نورِ ایمانی

کلامِ حق نے دل کی باطنی حالت بدل ڈالی
خدا کی روشنی سے بھر گیا پیمانۂ خالی

رسولؐ پاک کا شوقِ زیارت ہو گیا پیدا
ملاقاتِ نبیؐ کا ولولہ اب دل میں جاگ اٹھا

روانہ دارِ ارقم کی طرف اب ہو گئے فوراً
کھلا رہتا تھا جسکے صحن میں اسلام کا گلشن

بنا تھا دارِ ارقم مدرسہ پہلا نبوت کا
جہاں صبح و مسا ہوتا رہا تھا کام دعوت کا

نبیؐ رونق فزا ہوتے تھے ارشاد و ہدایت کو
خدا کا حکم بتلاتے وہاں افرادِ امت کو

عمرؓ نے دارِ ارقم پر پہنچ کر اب جو دستک دی
مسلمانوں کی مجلس میں پریشانی بہت پھیلی

کہا حمزہؓ نے آئے ہیں عمرؓ گر نیک مقصد سے
خوشی ہوگی ہمارے ساتھیوں کو انکی آمد سے

اگر آئے ہیں وہ قتلِ پیمبرؐ کے ارادہ سے
تو کر دیں گے اسی تلوار سے ہم ان کے دو ٹکڑے

نبیؐ نے پنجۂ نورس جو ان کے سینہ پر مارا
تو بجھ کر رہ گیا اس سے شرارِ نفسِ امّارہ

نبیؐ کے اس عمل سے سینۂ فاروق تھرّایا
زباں پر کلمۂ توحید اب بے ساختہ آیا

فضائے مکہ گونجی نعرۂ تکبیر سے ساری
در و دیوارِ کعبہ پہ عجب ہیبت ہوئی طاری

یہ فرمایا خدا کا نام چھپ کر کیوں لیا جائے
خدا کے نام سے صحن حرم پھر روشنی پائے

نماز فرض پڑھنے کو ہوئی کعبہ کی تیاری
کھلے بندوں خداوندی عبادت ہوگئی جاری

یہ منظر دیکھ کر بوجہل ملعوں پر چڑھا لرزہ
عمر فاروقؓ کے اسلام سے اس کو لگا دھچکا

خفا کا پردہ آخر اٹھ گیا دعوت کے اعلاں سے
اندھیرا جیسے چھٹ جائے طلوعِ مہرِ تاباں سے

ھجرت حبشہ اول

سلام اس پر جب اہل کفر نے کوہ ستم توڑا
نبی کے حکم سے ایمان والوں نے وطن چھوڑا

خدا کی راہ میں ہجرت نئی تحریک تھی دیں کی
مہاجر لوگوں کو شاہ امم نے داد تحسیں دی

یہ ہجرت حبش کی تھی دورِ نو کی ابتدا گویا
عرب کے باہر آ پہنچی ہدایت کی ضیا گویا

ہوئے تھے حضرت عثماں شریک راہ ہجرت میں
ہوئے گھر والے ان کے ساتھ تحصیل سعادت میں

سفارت اہل مکہ کی تعاقب میں وہاں پہنچی
بلائے ناگہانی بن کے فوج دشمناں پہنچی

یہ مقصد تھا مہاجر لوگ کیوں امن واماں پائیں
مصائب سہنے کو پھر مکہ میں واپس چلے جائیں

چلایا شاہ حبشہ پر فریب و مکر کا چکر
وہ پہنچے تھے بہت کچھ رشوت و سوغات کو لیکر

نجاشی سے کہا اس وفد نے یہ بھاگ آئے ہیں
غلام ہو کر یہاں کس شان سے تشریف لائے ہیں

نہ یہ اب مانتے ہیں باپ دادا کے طریقہ کو
نہ یہ تسلیم کرتے دین عیسیٰ کے طریقہ کو

نیا مذہب محمدؐ نے نکالا ہے زمانے میں
شریعت کا نیا اک ڈول ڈالا ہے زمانے میں

ہر اک کے دین و مذہب کی کھلی توہین کرتے ہیں
اکیلے اک خدا کی بندگی کا دم بھرتے ہیں

خدا کے بیٹے عیسیٰ کو خدا کا بندہ کہتے ہیں
مسیحیت کی وہ تردید میں سرگرم رہتے ہیں

صداقت کا وہاں چہرہ نئی اک شان سے نکھرا
کہ تار و پود مکاری کا اپنے آپ ہی بکھرا

حضرت جعفرؓ کی تقریر

تعارف دین حق کا حضرت جعفرؓ نے فرمایا
عجب انداز سے توحید کی دعوت کو پھیلایا

خطابت وہ تھی جس نے رنگ محفل ہی بدل ڈالا
نجاشی بن گیا خود دین حق کا جس سے متوالا

عرب کا خاکہ کھینچا، کیا تھا؟ وہ اسلام سے پہلے
ہوا کرتے تھے کیا کیا کام اس پیغام سے پہلے

یہ فرمایا کہ ہم سب ہی بتوں کو پوجا کرتے تھے — انہیں کے سامنے اپنی جبینیں ٹیکا کرتے تھے
ہر اک ان پتھروں کو مانتا حاجت روا اپنا — انہیں کے سامنے جھکتا تھا رکھ کر مدعا اپنا
تکلف ہوتا تھا نہ ہم کو نہ کچھ مردار کھانے میں — نہ پروا تھی ہمیں روزی کے ناجائز کمانے میں
بنایا تھا بہت افراد نے غارت گری پیشہ — جوئے بازی اور مینخواری شریفوں کا تھا اک شیوہ
صلہ رحمی نے بیگانہ حیات خاندانی تھی — تحکم، ظلم و وحشت، جان لیوا قہرمانی تھی
ہم اپنی لڑکیوں کو زندہ مٹی میں دباتے تھے — کہ پیدائش پر ان کے جلتے تھے اور خار کھاتے تھے
تلا تھا ہر قوی کمزور کی محنت کے کھانے پر — مزا آتا تھا ہم سب کو غریبوں کے ستانے پر
نہ حرمت کی تھی کچھ پروا نہ حلت سے غرض ہم کو — فقط باقی رہی تھی دفع شہوت سے غرض ہمکو
بتایا کھینچ کر اسلام کا تازہ نیا نقشہ — کہ جس نے بھر دیا ایمان والوں میں نیا جذبہ
بتایا اس کو اٹھی ہم میں اک محبوب شخصیت — مسلم جنکی سچائی تھی قبل دعوت و بعثت
کیا اعلان لوگوں میں بحکم خالق اکبر — خدا نے مجھکو بھیجا ہے بنا کر اپنا پیغمبر
بلایا جس نے نیکی کی طرف ہر ایک انساں کو — بتایا قیمتی دنیا میں سب سے جنس ایماں کو
یہ فرمایا نہیں شرکت خدا کی بادشاہی میں — نہیں چلتا کسی کا زور دربار الٰہی میں
بتایا نور حق سے شمعِ دل کے جگمگانے کو — خدائے وحدہٗ کی ذات پر ایمان لانے کو
خدا ہے ہر طرح اپنی صفات و ذات میں یکتا — مبّرا داغ اور دھبہ سے اس کی شان بے ہمتا
بتوں سے پتھروں سے اپنی پیشانی کو کیوں پھوڑو — خدا کی ذات واحد ہی سے اپنا سلسلہ جوڑو
برائی بے حیائی سے ہر ایک انسان کو روکا — تلف کرنے سے حق بندوں کے ہر نادان کو ٹوکا
عزیزوں سے صلہ رحمی کی بھی تلقین فرمائی — بھلائی خیر و حکمت کی بھی اک اک بات سمجھائی
نبی کی دعوت صادق پر ہم ایمان لے آئے — کمان ظلم سے اس بات پر تیر ستم کھائے
وطن سے بے وطن ہم کو کیا ان رشتہ داروں نے — نکالا مکہ سے ظلم و ستم کے شہسواروں نے
ترے دربار میں آئے ہیں ہم انصاف کی خاطر — توکل اس خدا پر ہے کہ جو ہے حاضر و ناظر

عـــہ سیرت ص ۱۲۸ تا ۱۳۰ طبری زاد المعاد تحریر بخاری ص ۱۱

مقام عیسیٰ مریم میں ہم کو اتنا کہنا ہے
ہے وہ کلمہ خدا کا حق کا اک مقبول بندا ہے

تلاوت سے فضا میں پھیلتی جاتی تھی ضو باری
سنا جب سورۂ مریم کو آنسو ہو گئے جاری

نجاشی کی زباں سے نکلا یہ بے ساختہ کلمہ
کہ انجیل اور قرآں دونوں کا ہے ایک سرچشمہ

چمک سے نور حق کی کھل گئیں آنکھیں جہالت کی
الٹ کر رہ گئیں تدبیریں مکے کی جماعت کی

زمین غیر میں بھی سربلندی مل گئی حق کو
بہ فیض استقامت ارجمندی مل گئی حق کو

کفر کی دھمکی

سلام اس پر ہو! چھوڑا کفر نے تیر ستم آخر
نبی پر توڑنا چاہا سبھوں نے کوہ غم آخر

ابوطالب کی خدمت میں قریشی وفد پھر آیا
رسولؐ پاک کی دعوت پر ان کو خوب دھمکایا

بتایا مکے میں ہلچل مچائی ہے محمدؐ نے
عرب میں آگ فتنہ کی لگائی ہے محمدؐ نے

محمدؐ کی یہ دعوت موجہ خوں میں اچھلتی ہے
کہ ہر اک گھر میں اس کی وجہ سے تلوار چلتی ہے

الگ ماں باپ سے بچے جدا بھائی سے بھائی ہے
منات و لات و عزا کی دہائی ہے دہائی ہے

اگر اس آتش فتنہ کو بھڑکایا گیا پیہم
تو ہو گا خانہ جنگی سے عرب کا نظم سب برہم

حوالے قوم کے کر دو تم اپنے اس بھتیجے کو
بجھا دیں اب خنجر سے اس آتش گیر فتنے کو

خوشی سے گر محمدؐ کو حوالے کر دیا تم نے
ہر ایک کے دل کو تب مٹھی میں اپنی لے لیا تم نے

محمد کے بجائے تم کو اچھا نوجواں دیں گے
تحائف بے بدل اور بیش قیمت ارمغاں دیں گے

اگر اس پر نہ راضی ہو تو پھر ہے جنگ کا اعلان
بنو ہاشم کے سر پر آنے والا سخت ہے طوفاں

یہ دھمکی دے کے سرداران مکہ ہو گئے رخصت
پھر اس کے بعد آ پہنچے ابوطالب کے گھر حضرت

ابوطالب نے پورا واقعہ حضرت کو بتلایا
قریشی وفد کی باتوں کو ان کے آگے دہرایا

ادھر سارے قبائل ہیں مقابل اور میں تنہا
اکیلا سارے مکہ سے لڑائی لڑ نہیں سکتا

یہ سن کر رحمت عالم کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں
یہ منظر دیکھ کر کون و مکاں کی نبضیں تھرائیں

سلام اس پر ہو! فرمایا نبی نے عزم محکم سے
ٹپکتی تھی عزیمت اور ہمت چشم پرنم سے

اگر ہاتھوں میں میرے چاند سورج لا کے وہ رکھ دیں
فضا سے مینھ سونے چاندی کا برسا کے وہ رکھ دیں

خدا کی دعوت حق سے نہ ہرگز باز آؤں گا — خدا کی روشنی سے بزم دل کو جگمگاؤں گا
ابو طالب نے ﷺ سنکر پیمبر کو تسلی دی — توقع پھر دلائی ان کو ہر امداد و نصرت کی

سلام اس پر ہو جس میں استقامت تھی پہاڑوں کی
صلابت تھی چٹانوں کی لطافت تھی بہاروں کی

عہ سیرت ابن ہشام ج۱ ص۹۹ و ص۲۷۷ تاریخ طبری ج۲ ص۶۶

بنو ہاشم کا مقاطعہ (بائیکاٹ)

سلام اس پر ہو! جس نے صبر کے عنواں کو چمکایا
خوشی سے شعب ابوطالب میں حق کا لاڈلا آیا

زمین حبشہ میں جب اہل ایماں نے اماں پائی
نجاشی شاہ حبشہ نے مدد جب ان کی فرمائی

ہر اک مکہ کا کافر غصہ سے اس پر بھڑک اٹھا
دلوں میں شعلۂ غیظ و غضب سب کے دہک اٹھا

حمایت سے ابوطالب کی اور غصہ بڑھا ان کا
عداوت کا جو پارہ گر گیا تھا پھر چڑھا ان کا

ابوجہل لعیں اس دشمنی میں سب سے آگے تھا
بنی ہاشم کو زک پہنچانے کا تھا اس کا منصوبہ

لکھا اک عہد نامہ سب کو باہم متفق کر کے
تعلق کوئی رکھیگا نہ اب اولاد ہاشم سے

یہ تھا وہ عہد نامہ کعبہ میں تھا جس کو لٹکایا
تکبر، سرکشی، ظلم و ستم کافر کا سرمایہ

نظر بندی! شعب ابوطالب میں

سلام اس پر! ہوئی کافر سیاست کسقدر گندی
کہ کر دی شعب ابوطالب میں حضرتؐ کی نظر بندی

بنی ہاشم نکل کر مکے سے درہ میں جا پہنچے
بڑے ہی سخت دن ان پر حیات و موت کے گزرے

فضائے مکہ پر چھائی ہوئی ناحق پسندی تھی
بنی ہاشم پر اب کامل مسلط ناکہ بندی تھی

بنی ہاشم کا زیر آسماں اب کیا ٹھکانہ تھا
نہ پینے ہی کو پانی تھا نہ کھانے ہی کو دانہ تھا

جو کچھ سامان کھانے پینے کا تھا چک گیا وہ سب
محمد کا تھا کلمہ اور خدا سے لو لگی تھی سب

پریشاں ہو کے بھوک اور پیاس سے پتے چباتے تھے
مصائب ان کو ہر اک گام پر آنکھیں دکھاتے تھے

مگر وہ سنگ دل انساں مگر وہ جانور انساں
پگھلتے ہی نہ تھے رحم و مروت سے کسی عنواں

بالآخر رحم آیا اب خدا کو ان کی حالت پر
بھڑک اٹھا خدا کا غیظ مکے کی جماعت پر

خدا کے حکم سے وہ عہد نامہ پارا پارا تھا
مشیت کا اشارہ ہر ورق سے آشکارا تھا

مسلط کر دیا دیمک کو کھانے کے لئے اس پر
بجز نام خدا چٹ کر گئی کاغذ کو وہ یکسر

ابو طالب نے اس پیشین گوئی کی خبر کر دی
حضورؐ پاک سے سنکر خبر یہ مشتہر کر دی

نکالا عہد نامہ کو تو پورا کرم خوردہ تھا
ہوئی حیرت ہر اک کا ذکر اس پر اور اچنبھا تھا

نبیؐ نے جو خبر دی تھی وہ نکلی ہر طرح سچی
ہوئیں تدبیریں ان سب ظالموں کی ہر طرح کھوٹی

بنی ہاشم کا یہ سچا تعلق ان کے کام آیا
حضورؐ پاک کے صدقہ میں حق نے رحم فرمایا

حرص وطمع کا جال

سلام اس پر ہو! جسکو راہِ حق سے موڑنا چاہا
بچھا کر جال دنیا کا خدا سے توڑنا چاہا

وہ کافر ظلم کرتے تھک گئے جب اہلِ ایماں پر
تو پھینکا دام حرص وطمع کا محبوبِ یزداں پر

رئیس وفد عتبہ کو بنا کر بھیجا مجلس میں
ہر اک ہتھیار سے اس کو سجا کر بھیجا مجلس میں

وہ آیا سرورِ عالم کو راہِ حق سے بھٹکانے
بزعمِ خود نبیؐ کو دنیوی ساماں سے للچانے

دکھایا سبز باغ حضرتؐ کو مکے کی حکومت کا
ہٹانا چاہا حق سے دیکے لالچ ملک و دولت کا

عرب کی ہر حسیں عورت سے شادی کا کیا وعدہ
جوانی کی امنگوں کا نظر میں کھینچ کر نقشہ

کہا عتبہ نے جو ہو آرزو کہہ دیجئے مجھ سے
رکھیں گے ہر طرح سے آپ کو ہم شادماں کر کے

اگر درکار ہو دولت تو قدموں میں لٹا دینگے
عرب میں سب سے دولت مند ہم تم کو بنا دینگے

دماغی گر خلل ہو تو علاج اس کا کرائیں گے
کسی حاذق معالج کو دکھا کر ہم دوا لیں گے

اگر سایہ کسی کا ہو تو اس کو بھی دکھا دیں ہم
کسی عامل کے ہاتھوں سر چڑھے جن کو اتاریں ہم

غرض حضرتؐ کے آگے ہر طرح کی پیشکش رکھدی
ہر اک تدبیر حق سے پھیر دینے کی مکمل کی

خموشی سے نبیؐ نے سن لیا ہر بات کو اس کی
صفائی سے کیا رد رشوت و سوغات کو اس کی

یہ رد کرنا نہیں تھا صرف اپنی ذات سے تنہا
شریکِ رد ہوئی تھی اس میں ساری ملت بیضا

یہی فتنے ہیں جو تا حشر برپا ہوں گے امت میں
کیا آگاہ امت کو نبی نے اپنی دعوت میں

سنائیں پھر نبیؐ نے عتبہ کو آیات قرآنی
ہوا سن کر کلام حق سے پیدا رنگِ حیرانی

تحیر لے کے عتبہ لوٹ آیا اپنی مجلس میں
کہ پیدا حیرت کامل ہوئی تھی چشم نرگس میں

کہا اس نے محمدؐ کو تم اس کے حال پر چھوڑ دو　　جو ہوگا آگے جا کر اس کو استقبال پر چھوڑ دو
سلام اس پر ہو جس نے کفر کی دعوت کو ٹھکرایا　　اسی نے حق سے سینۂ ملت کو گرمایا

عام الحزن

سلام اس پر تھی مکہ کی زمیں نا آشنا دل سے　　ابھی واقف نہ کوئی ہو سکا تھا اپنی منزل سے
مصائب کا نہ ہرگز سلسلہ ٹوٹا تھا مکے میں　　بندھا تھا امتحانوں کا مسلسل تانتا مکے میں
رسول پاک اور ان کے صحابہ غم کے حامل تھے　　کہ تیغ ظلم سے ان کے جگر اور قلب گھائل تھے
سلام اس پر ہو! مکی زندگی میں غم پہ غم کھایا　　حوادث کے سبب یہ سال عام الحزن کہلایا
ابو طالب کے اٹھ جانے سے اک کوہ الم ٹوٹا　　ادھر مرگِ خدیجہ سے جگر میں خارِ غم ٹوٹا
امنڈ کر موج طوفاں! آ کے تھم جاتی تھی اس جانب　　نبی کے واسطے اب تک بنے تھے ڈھال ابو طالب
ابو طالب کے مر جانے سے اب یہ بند بھی ٹوٹا　　نئے ظلم و ستم کا بہہ پڑا اب زور سے دریا
حضورؐ پاک پر اب اور بھی تیر ستم چھوڑے　　پہاڑ اب ظلم اور بیداد کے سرکار پر توڑے
مظالم کے نئے اک دور کی تھی ابتدا پھر سے　　ہوا جاری مسلمانوں میں دورِ ابتلا پھر سے
سلام اس پر! رہا جو ظلم پر سینہ سپر ہو کر　　خدا کی راہ پر چلتا رہا وہ بے جگر ہو کر
مظالم جس قدر اربابِ حق پر بڑھتے جاتے تھے　　عزائم پختگی کے نت نئے جلوے دکھاتے تھے
نبی کی دعوتِ صادق حوادث سے نکھرتی ہے　　مصیبت نقش ایماں میں طلب کا رنگ بھرتی ہے
شجر دعوت کا برقیلی ہواؤں میں پھپلتا ہے　　چراغ نورِ ایماں عین طوفانوں میں جلتا ہے
جہاں میں شیطنیت جتنا بھی دعوت کو دباتی ہے　　وہ سورج کی طرح چڑھ کر افق کو جگمگاتی ہے

سفرِ طائف

سلام اس پر نئے عزم و ارادے سے اٹھے حضرتؐ　　کہ مکے سے مدینے تک بجا توحید کا ڈنکا
دلوں میں تھی تڑپ پیدا نہ آنکھوں میں نمی پیدا　　عمل سے اہل مکہ کے ہوئی قلت گری پیدا
مسلسل ابرِ رحمت کی وہاں قطرہ فشانی تھی　　زمیں مکہ کی لیکن خشک سالی کی نشانی تھی

سلام اس پر ہو طائف کے سفر کا قصد فرمایا   روانہ ہو کے مکے سے ادھر سورج نکل آیا
رفاقت میں نبی کی زید ابن حارثہ اب تھے   نبی سورج کی صورت تھے تو وہ مانند کوکب تھے
خواص اہل طائف سے ملے جب حضرت والا   نہیں نکلا ہر اک ان میں مگر آتش کا پرکالہ
کہا اک نے خدا کو بھیجنا تھا گو پیمبر کو   نبوت ہم میں سے ملتی کسی مرد تونگر کو
یہ کیا ہے اک یتیم بے نوا کو دی گئی عزت   نبوت کے لئے زیبا ہے جو ہو صاحب دولت
کہا یہ دوسرے نے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا   یتیم انسان اب سارے عرب کا پیشوا ہوگا
کہا یہ تیسرے نے گفتگو کے تم نہیں لائق   نہیں معلوم یہ مجھکو کہ تم صادق ہو یا کاذب
اگر سچے ہو تو، سچوں سے کچھ کہنا نہیں مجھکو   دگرنہ جھوٹ کے طوفان میں بہنا نہیں مجھکو

اہلِ طائف کی سنگدلی

رسولِ پاک نے گھر گھر پہنچ کر حق کو پھیلایا   بلیغ انداز میں امر خداوندی کو پہنچایا
مگر طائف کے لوگوں نے نہیں کچھ قدر پہچانی   خجالت کر رہی ہے آج تک خونبانہ افشانی
بجائے میہمانی ہر طرح ایذا رسانی کی   کہ اپنے محسن اعظم کی کیسی میزبانی کی
لگایا مفسدوں کو سرورِ کونین کے پیچھے   رسول پاکؐ کو وہ دھکے دیتے گالیاں بکتے
صدائے حق دبانے کی وہاں ہر اک کی خواہش تھی   تنِ نازک پہ ہر ڈھیلوں پتھروں کی سخت بارش تھی
رسول پاک ان کے ہاتھوں خوں میں جب نہاتے تھے   مچاتے تھے وہ غل سڑکوں پر اور تالی بجاتے تھے
زمین پر خون کا قطرہ نہیں گرنے دیا اس نے   کہ ہر ہر بوند کو چہرہ پر اپنے مل لیا اس نے
ہویدا اس عمل سے ہادیٔ اکرم کی تھی رحمت   رہے محفوظ غصّہ سے خدا کے آپ کی اُمّت
جو تھک کر بیٹھ جاتے تھے تو وہ بازو پکڑ لیتے تھے   پریشاں کرنے کو حضرت کے وہ لڑتے اور جھگڑتے تھے
یہ منظر دیکھ کر بزم فلک پر تھرتھری پیدا   فرشتوں کی صفوں میں ہوگئی آشفتگی پیدا
کھلی چھٹی یہ اعدا کو، خداوندا بتا کیا ہے؟   جو گزرا ہے یہ محبوب خدا پر ماجرا کیا ہے؟
پہاڑوں کا فرشتہ حاضر خدمت ہوا اس دم   مخاطب ہو کے حضرت سے کہا اے داعیٔ اعظم
الٹ دوں خطۂ طائف کو گر اسکی اجازت ہو   ملا دوں دونوں درّوں کو تو برپا اک قیامت ہو

مزا چکھ لیں گے وہ کافر جو گستاخی کے ہیں عادی
خدا کے قہر سے مٹ جائے گی طائف کی آبادی

یہ فرمایا فرشتے سے میں رحمت بن کے آیا ہوں
خدا کی مہربانی کی علامت بن کے آیا ہوں

خداوندا! ہدایت کو دلوں میں جلوہ گر فرما
مجھے لوگوں نے پہچانا نہیں ہے درگزر فرما

حضور طائف کے باغ میں

رسول پاک باہر شہر سے اک باغ میں پہنچے
جناب زید نے سب زخم سارے گھاؤ جو دھوئے

عداس اک نام کا مالی وہاں سرگرم محنت تھا
لگا تھا کام میں ناواقف حالِ رسالت تھا

جو دیکھا آپ کو اک خوشۂ انگور وہ لایا
بطور تحفہ آنحضرت کے آگے پیش فرمایا

نبیؐ نے نام پوچھا اور اس کا وطن پوچھا
تو اس نے نینوا اپنے وطن کا نام بتلایا

ہمارے بھائی یونس اس جگہ گزرے ہیں فرمایا
رسول اللہؐ کی اس بات پر حیرت میں وہ آیا

بنا حیرت کا آئینہ وہ سن کر نام یونس کا
عرب میں کوئی بھی اس نام سے ہرگز نہ واقف تھا

تو فرمایا نبی نے ہر جگہ ہی انبیا آئے
خدا کا دین تیرے دیس میں یونس نبی لائے

مجھے بھیجا ہے خالق نے بنا کر رحمتِ عالم
نبی سچے ہیں یونسؑ ہوں کہ یا ہوں عیسیٰ ابن مریم

قدم بوسی کی خاطر وہ جھکا آگے رسالت کے
نظر آئے رخ سرکار انوار قدرت کے

خصوصی دعا

اٹھائے ہاتھ پھر حضرتؐ نے پیش خالق برحق
خداوندا تو ہے مختار کل اور قادر مطلق

خداوندا تو سنتا ہے سخن اور بات کو میری
نظر میں اپنی رکھتا ہے تو ہر دم ذات کو میری

نہاں ہو یا عیاں ہر حال میرا تجھ پہ روشن ہے
سوادِ شام صحرا تیرے آگے صبح گلشن ہے

میں تیرا عاجز و محتاج اور مسکین بندہ ہوں
تیرے دربار عالی میں ہمیشہ سرفگندہ ہوں

ضعیف و ناتواں ہوں بے سہارا اور بے مایہ
ترا رعب جلال انگیز میرے دل پہ ہے چھایا

گناہوں میں پڑا ہوں خوف و دہشت سے ہراساں ہوں
میں تیرے در کا فریادی خطاؤں پر پشیماں ہوں

بلا میں مبتلا ہوں ہر طرح آفت رسیدہ ہوں
تری مرضی کے آگے میرے مولا سر خمیدہ ہوں

میں بے وقعت سہی لوگوں کی نظروں میں مرے آقا
تری چشمِ کرم ہو تو نہیں پھر اس کی کچھ پروا

ذلیل و خوار ہو کر تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں
مطیع الامر ہو کر اپنی گردن کو جھکاتا ہوں

میں اپنے عجز و ناچاری کا بھی اقرار کرتا ہوں
میں اپنے ضعف و کوتاہی کا بھی اظہار کرتا ہوں

تری عظمت سے روح و قلب میں ہے کپکپی پیدا
تصور سے خطاؤں کے ہے آنکھوں میں نمی پیدا

نہ ہوں محروم تیرے آستانے سے دعاؤں میں
قبولیت عطا ہو میری غمگین التجاؤں میں

حوالے کر نہ ایسے دشمنوں کے تو خداوندہ
نہیں جن کے دلوں میں ہے مروت کا ذرا جذبہ

نہ ایسے رشتہ داروں کے حوالے کر خدا مجھ کو
بنائیں جو اسیرِ ظلم و بیداد و جفا مجھ کو

اگر تیری رضا اس میں ہو اس پر بھی میں راضی ہوں
تری چوکھٹ پہ جبہ سا ہوں عاصی پر معاصی ہوں

ہوں تیری بارگاہِ ناز میں عفو کا خواہاں
تو ہی ہے مالک ہر دو جہاں حنّان اور منّاں

سلام اس پر ہو! نادانوں کے جذبے بھی بگڑتے تھے
تو ان کے منہ سے دانائی کے توریں پھول جھڑتے تھے

سلام اس پر ہو! پتھر دشمنوں نے اس پہ برسائے
نبوت نے مگر رحمت کے اس پر جام چھلکائے

سلام اس پر ہو! جس نے حق کی خاطر سختیاں جھیلیں
مگر جس کی بدولت دہر میں تابانیاں پھیلیں

یمن میں اسلام

سلام اس پر ہو! جس کی فطرتِ روشن رجائی تھی
یہ بستی حق نے امیدوں کے جلووں سے بسائی تھی

حضورِ پاکؐ جب طائف سے مکہ لوٹ کر آئے
تو جوں کا توں وہی احوال اہلِ مکہ کے پائے

نہ تھیں پرچھائیاں مایوسیوں کی قلبِ انور میں
وہی جوش و خروشِ عزم تھا سعیِ پیمبر میں

یمن سے آئے تھے مکہ طفیلِ بن عمرو دوسی
خطابت شاعری جن کی قبائل میں مسلّم تھی

یمن کے نامور لوگوں میں ہوتا تھا شمار ان کا
عرب میں مانا جاتا تھا بہت عز و وقار ان کا

وہ پہنچے جبکہ مکے میں تو سب نے ان کو بہکایا
محمدؐ سے نہ ملنا تم کہ ان کے سر پہ ہے سایہ

معاذاللہ وہ مجنوں ہیں کہ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں
کہ ان کے پاس جانے سے سبھی انسان ڈرتے ہیں

جو سن لیتا ہے ان کی باتوں کو مسحور ہوتا ہے
انھیں کا کلمہ پڑھتا نشہ میں مخمور ہوتا ہے

ہر ایک تقریر ان کی تفرقہ انگیز ہوتی ہے
محمدؐ کی ہر اک تجویز فتنہ خیز ہوتی ہے

جدائی ان کے باعث خاندانوں میں ہوئی پیدا
عداوت ان کے بوڑھوں اور جوانوں میں ہوئی پیدا

زباں شیریں ان کی اور نظر میں انکی ہے جادو
پہنچ کر ان کی مجلس میں ہر اک ہوتا ہے بے قابو

وہ بھر کر روئی کانوں میں پھرا کرتے تھے مکے میں
نبیؐ کی بات سننے سے بچا کرتے تھے مکے میں

سعادت لے گئی ان کو پکڑ کر بزم ایماں میں
ہدایت نے کھڑا ان کو کیا خود راہِ عرفاں میں

انھوں نے جب سنی سرکار سے آیاتِ قرآنی
تو چشمہ کی طرح ابلا خروش و جوشِ ایمانی

بڑھا کر ہاتھ بیعت کا ہوئے اسلام میں داخل
خدا کی رحمتیں ان پر ہوئیں اب عرش سے نازل

وطن واپس ہوئے اور دین پھیلایا قبیلے میں
خدا کے نور کو لے جا کے چمکایا قبیلے میں

معراج شریف

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً

سلام ان پر ہو جب طائف سے بے نیل و مرام آئے
شکستہ خاطر و دل تنگ و آہستہ خرام آئے

بہت افسردگی طاری ہوئی تھی طبعِ عالی پر
تحیر تھا نبیؐ کو حق کی شانِ ذوالجلالی پر

گرانا چاہا تھا لوگوں نے آنحضرتؐ کی عظمت کو
پٹکنا چاہا تھا پستی میں خورشیدِ رسالت کو

خدا نے سربلندی کا نیا زینہ دیا ان کو
ازل میں جو مقدر تھا وہ گنجینہ دیا ان کو

وہ زینہ جس کو معراجِ محمد مصطفیٰؐ کہیے
وہ زینہ ہے محبت کا جسے حق کی رضا کہیے

حضورؐ کی شانِ محبوبی

محبت کی جو پھوٹی تھی شعاعِ پرضیا اوّل
رہ چمکی ہے جہاں میں بن کے نورِ احمدِ مرسلؐ

کمالِ شانِ محبوبی محمد مصطفیٰؐ میں ہے
بہارِ جلوۂ خوبی محمدؐ مصطفیٰ میں ہے

محبت کی ضیا سے آسماں کی جلوہ آرائی
محبت ہی سے روشن ہے زمیں کی ساری پہنائی

محبت عرش سے تا فرش پھیلی ہے زمانے میں
محبت ہی محبت ہے جہاں کے کارخانے میں

محبت جلوۂ اوّل محبت جلوۂ آخر
محبت ہی کے پردے سے ہوئی شانِ خدا ظاہر

محبت عبد اور معبود میں ہے رشتہ نوریں
اسی کے شوخ جلووں سے یہ دنیا ہو گئی رنگیں

محبت نے کمالِ قرب کا ساماں کیا پیدا
نیا نظارہ اس کون و مکاں میں کر دیا پیدا

کائنات کی حیرت سامانی

ہوا جب عرش سے معراج کا اعلامیہ جاری
ہوئی تھی عالمِ افلاک پر اک خیرگی طاری

خدا نے باریابی کے لئے جب اذن پہنچایا
تو بزمِ عالمِ افلاک پر سناٹا سا چھایا

عروجِ سرورِ عالم پہ مہر و مہ چمکتے تھے ۔۔۔ ستارے عالمِ حیرت میں باہم منہ کو تکتے تھے
فرشتوں کے لئے فرمانِ حق حیرت کا ساماں تھا ۔۔۔ حضور پاک کے اس مرتبہ پر چرخ حیراں تھا
زمیں ساکن زماں ساکن کہ نظمِ دو جہاں ساکن ۔۔۔ ہوئے ذوقِ تماشا سے یہ سب کون و مکاں ساکن
شجر ساکت حجر صامت چمن میں پھول تھے ششدر ۔۔۔ تھا صحرا دم بخود اور ذرہ ذرہ آئینہ در بر
سمندر کی جو لہریں اٹھ رہی تھیں تھم گئیں وہ سب ۔۔۔ تموج کی ادائیں برف بن کر جم گئیں وہ سب
ہوائیں شورشیں اپنی دکھا کر رک گئیں تھیں سب ۔۔۔ کہ شاخیں ٹہنیاں نخل شجر کی جھک گئیں تھیں سب
نبیؐ کی شانِ عظمت دیکھنے کو کل جہاں ٹھہرا ۔۔۔ خدا کے حکم سے اس وقت نظمِ ہر مکاں ٹھہرا

روانگی بیت المقدس

حرم سے سرورِ عالم کو لینے جبرائیل آئے ۔۔۔ سواری کے لئے ان کی براق خوش ادا لائے
جگایا خواب راحت سے دیا پیغام بیداری ۔۔۔ نرالا یہ سفر ہے ہو خصوصی اس کی تیاری
پکار آتی تھیں کانوں میں پیہم عرش اعظم کی ۔۔۔ شعاع مہر کو ہے دیکھنا پرواز شبنم کی
حریم کعبہ میں لا کر کیا پھر سینہ چاک ان کا ۔۔۔ خدا کے نور کو بھر کر کیا دل تابناک ان کا

امامت انبیاء

روانہ ہو کے مکے سے وہ پہنچے مسجد اقصیٰ ۔۔۔ کھڑے تھے انبیاء سب حضرت آدم تا عیسیٰ
بڑھے اور بڑھ کے سب نے کر کے استقبال حضرتؐ کا ۔۔۔ کیا اقرار خوش خوش سب نے حضرتؐ کی جلالت کا
امامت کے لئے روح الامیں نے کر دیا آگے ۔۔۔ پڑھا دوگانہ سارے انبیاء نے آپ کے پیچھے
سلام اس پر حضوری میں جسے حق نے بلایا تھا ۔۔۔ کہ ہر اک گام جس کا رحمتوں کے زیر سایہ تھا
سلام ان پر ہو جس سے انبیاء بڑھ بڑھ کے ملتے تھے ۔۔۔ تمناؤں کے گلشن میں خوشی کے پھول کھلتے تھے
یہ پہلا مرحلہ تھا قافلہ سالارِ امت کا ۔۔۔ ہوا اعلان جس میں آپ کی کامل سیادت کا
ہوئی سرکار کو اس مرحلے پر تشنگی پیدا ۔۔۔ نظر کے آئینے میں ہو گئی اک روشنی پیدا
پیالے دو شراب اور دودھ کے اکدم ہوئے ظاہر ۔۔۔ بجھائیں پیاس کو ان سے نبیؐ اول و آخر

پیالہ دودھ کا حضرت نے لیکر نوش فرمایا ترانہ تہنیت کا برلب روح الامیں آیا
"اصبت الفطرۃ" منہ سے حضرت جبرئیل کے نکلا ملا مژدہ نبیؐ کو راہ حق پر استقامت کا
یہ فرمایا کہ فطرت کی سعادت آپ نے پائی معاصی سے یہ امت ہر طرح محفوظ فرمائی

سیرِ آسمانی

چلے بیت المقدس سے وہ سیر آسمانی کو بیاں کیا کر سکوں گا موج دریا کی روانی کو
قدم پڑتا تھا مرکب کا جہاں تا نظر پہنچے پلک جھپکی نہ تھی کہ آسماں خیر البشر پہنچے
بڑھے روح الامیں آگے کو دروازہ پہ دستک دی فرشتوں کو سنائی آپ کی آمد کی خوش خبری
نگہبانوں نے سن کر یہ خبر دروازہ کو کھولا نبیؐ کے خیر مقدم کو فرشتہ مرحبا بولا
بڑھے تھے پیشوائی کے لئے اب حضرت آدمؑ ملے خود مورثِ اعلیٰ سے بڑھ کر سرور عالمؐ
سلام ان پر ہو چڑھتے ہی رہے وہ آسمانوں پر نگاہیں پڑ رہی تھیں جن کے ان مخفی خزانوں پر
ملاقاتوں کا سارے انبیاء کا سلسلہ پھیلا کمالاتِ محمدؐ کا ہر اک نے تذکرہ چھیڑا
جو پہنچے چرخ ہفتم پر جناب سرورِ اکرمؐ ترقی کی دعائیں دیں خلیل اللہ نے پیہم

مشاہدۂ دوزخ

سفر کا مرحلہ یہ دوسرا تھا سیر عالم میں ہے عالم غیب کا دریا کی صورت بحر اعظم میں
شجر طوبیٰ کا نور خاص سے جلوہ فشاں دیکھا خدا کی قدرتوں کا آئینہ یہ گلستاں دیکھا
حقائق کائناتِ دہر کے ان پر ہوئے ظاہر زمیں سے آسمانوں تک ہو الاوّل ہو الآخر
پیمبر نے غضب کی آگ کو بھڑکا ہوا دیکھا جہنم کے سبھی طبقات کو جلتا ہوا دیکھا
وہ شعلے دیکھے جو کہ آسماں سے بات کرتے تھے گنہگاروں پہ موجوں کی طرح سے جو بپھرتے تھے
وہ شعلے کہ لپٹ سے جس کے پتھر ہو گئے پانی جلا کر کوئلہ کر دیں گے جو اجسام انسانی
وہ گرمی آگ کی جس سے چٹانیں بھی پگھل جائیں وہ گرمی آنچ کی جس سے سبھی انسان جل جائیں
خدا کے باغیوں کو واں عجب احوال میں دیکھا ہر اک منکر کو قید و بند کے جنجال میں دیکھا

وہاں کے سانپ بچھو کی خطرناکی معاذ اللہ
ڈسینگے منکروں کو ان کی بے باکی معاذ اللہ
جہنم کے عذابوں کا وہ منظر الاماں توبہ
وہ بد اعمالیوں کا بوجھ سر پر الاماں توبہ
جہنم کے تصور سے جگر ہوتا ہے دو پارا
کہاں ہے آدمی کے واسطے کچھ تاب نظارہ
مظاہر ہولناک ایسے کہاں دیکھے تھے حضرت نے
اسی عالم میں دیدی دعوت نظارہ جنت نے

نظارہ جنت

سلام اس پر ہو جو خلد بریں کی سیر کو آیا
بہار نور و نکہت سے اسے جلوہ فشاں پایا
سحر کے شوخ نظارے وہاں ہر دم چمکتے ہیں
شفق کی طرح رنگوں کے حسیں منظر دمکتے ہیں
فضا میں منعکس ہیں ہر طرف انوار ربانی
کہ ہے قوس قزح کی طرح رنگیں لوح پیشانی
زمیں اس کی مہکتی ہے شمیم گل کی لپٹوں سے
ہوائے جانفزا شاداب ہے خوشبو کی لہروں سے
وہاں کی ہر صدا کانوں میں نغمہ بن کے آتی ہے
وہاں کی روشنی چشم تماشا کو لبھاتی ہے
وہاں کی ندیاں ایسی بلندی پر جو بہتی ہیں
اترتی چڑھتی بل کھاتی ہوئی ہر وقت رہتی ہیں
ہر اک ندی وہاں کی مست ہو کر گنگناتی ہے
کہ ہر اک موج اپنا سرمدی نغمہ سناتی ہے
شراب پاک کے ہر دم وہاں ساغر چھلکتے ہیں
مئے نور س کے جھرنوں سے دماغ و دل مہکتے ہیں
گھنیری چھاؤں یوں پھیلی ہوئی ہے باغ جنت پر
مرصع ہار جیسے خوشنما لگتے ہیں بالوں پر
وہ قصر گوہری جو ہیں ستاروں کی طرح تاباں
ہیں حوران بہشتی ان میں مثل گوہر و مرجاں
نگہہ کی آرزو یہ ہے کہ آنکھوں میں اتر آئیں
دلوں کی یہ تمنا ہے کہ نظاروں میں کھو جائیں
رسول پاکؐ نے سب جنتوں کو آنکھ سے دیکھا
نگاہ و قلب نے سب منظروں کو جانچا اور پرکھا
نگہہ نے دیکھ لینے میں نہیں کی کوئی کوتاہی
نظر میں ان کی ہر اک چیز تھی از مہر تا ماہی

سیر لامکاں اور باریابی

سلام ان پر ہو سدرہ سے بڑھا جب قافلہ ان کا
تو پھر اٹھنے لگا تھا بزم غیب الغیب کا پردہ
تجلیات کا عالم تھا ہر اک گام پر ان کے
فرشتے سر بسر حیراں تھے اس اقدام پر ان کے

بجز روح الامیں کے تھا نہ کوئی ہم سفر ان کا
ابھی تک ہم رکابی میں وہی اک راہبر ان کا

مقام سدرہ سے آگے بڑھے جب سرور عالم
اجازت مانگی پھر جبریل نے با دیدۂ پرنم

یہ فرمایا کہ دامان رفاقت چھوڑتے کیوں ہو
جو رشتہ ہمرہی کا ہے اسے تم توڑتے کیوں ہو

جواباً یہ کہا ناموس اکبر نے پیمبر سے
میں بڑھ سکتا نہیں اب اس سے آگے حکم داور سے

قدم بڑھ جائیں گر اس حد سے آگے بال بھر پر کے
تو جل کر راکھ ہو جائیں گے یہ سب بال و پر کے

سلام اس پر ہو غیب الغیب کا تھا اب سفر تنہا
ہوئے جبریل بھی رخصت نبی کو چھوڑ کر تنہا

زماں کے اور مکاں کے فاصلے نابود تھے اس شب
کہ اندازے جگہ اور وقت کے مفقود تھے اس شب

رہی سیر مقامات محمد ﷺ مصطفےٰ جاری
تھی ہر درجے کے اوپر دوسرے درجے کی تیاری

یہ سیر بزم لامحدود کی تھی ابتدا گویا
جو ہے مرغ تخیل کی حدوں سے ماورا گویا

بیاں کے واسطے حد زبان بے زبانی ہے
کہ کوہ طور سے پیدا صدائے لن ترانی ہے

سلام اس پر کھلا جس پر نیاز و ناز کا پردہ
شب معراج کب باقی رہا تھا راز کا پردہ

سلام اس پر ہو جس نے کیں حضور حق مناجاتیں
حریم قدس میں محبوب اعلیٰ سے ملاقاتیں

عرش کا تحفہ

سلام اس پر ہو جو معراج مومن کا نشاں لایا
نماز پنجگانہ کا وہ لے کر ارمغاں آیا

بزرگی اس سے ظاہر ہے نماز پنجگانہ کی
یہ دولت بے بہا ہے عرش اعظم کے خزانہ کی

نبی دربار عالی شاں سے با قلب فراغ آئے
یہ تحفے کرامت کیلئے وہ باغ باغ آئے

ہوئے عرش معلیٰ سے سوئے ارض حرم واپس
خدا کی رحمتوں کو لیکے وہ ابر کرم واپس

تھا بستر گرم اور زنجیر بھی ابھی جنباں
اسی عالم پہ قائم تھا نظام عالم امکاں

شب اسرا نے رتبہ کو بشر کے ارجمندی دی
کہ عرش و فرش کو زیر قدم کرکے بلندی دی

یہ ثابت کر دیا معراج نے بام رضا کیا ہے
خدا کے سارے بندوں میں مقام مصطفےٰ کیا ہے

حقانیت معراج

شبِ معراج کا قصہ جو پھیلا سارے مکے میں   کھلا تھا گویا اک تازہ شگوفہ سارے مکے میں
نبیؐ کے ساتھ اندازِ تمسخر، ہو گیا پیدا   ابوجہل لعیں اس سلسلے میں سب سے آگے تھا
گروہِ دشمنانِ دیں کو اپنے ساتھ میں لایا   نبیؐ کے پاس وہ ٹھٹھا اڑانے کے لئے آیا
مجھے کچھ پوچھنا ہے اے محمدؐ صاف بتلانا   تمہارا یہ فسانہ ہے مجھے لوگوں کو سمجھانا
زمیں سے آسماں تک تم نے جو چکر لگایا ہے   مجھے بتلاؤ کیا بیت المقدس کو بھی دیکھا ہے
بتاؤ کتنی محرابیں ہیں اس میں طاق ہیں کتنے   دریچے کس قدر کھلتے ہیں اندر صحن میں کتنے
کھلے دروازے کتنے ہیں وہاں امر بتدیں کتنے   بنے ہیں اسکے تینوں جانبوں میں کسقدر حجرے
تردد جب ہوا حضرت کو ان سب کے بتانے میں   کہاں پڑتی ہے تفصیلی نظر اک بار جانے میں
خدا نے مسجد اقصیٰ نظر کے سامنے کر دی   حبیب کبریاؐ کے آگے اب ہر چیز واضح تھی
جو پوچھا کافروں نے آپ نے ہر چیز بتلائی   ہر اک کی ہو بہو تصویر آنکھوں میں اتر آئی
مگر بوجہل کی آنکھوں پر اسپر بھی پڑے پردے   چراغِ عقل پر ظلمت کے جیسے چڑھ گئے پردے
نبیؐ کی بات کا انکار کرنا اس کا شیوہ تھا   بغاوت ظلم و طغیانی جرم و عصیاں اسکا پیشہ تھا
نبیؐ کی بات جس نے مان لی صدیق کہلایا   جو منکر ہو گیا ان کا وہی زندیق کہلایا
سلام اس پر ہو جو معیارِ خاص حق و باطل تھے   طریق معرفت میں قافلہ سالار منزل تھے

شق القمر کا معجزہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

سلام اس پر! دکھایا جس نے اپنا معجزہ اعلیٰ   جبینِ ماہ پر ہے نقش تاباں آجتک اسکا
وہ جبکہ سالِ پنجم دعوت اسلام کا آیا   نبیؐ کے ہاتھ پر اک معجزہ قدرت نے دکھلایا
عرب میں حج کا موسم امن کا پیغام لاتا تھا   سمٹ کر ہر طرف سے آدمی مکہ میں آتا تھا
مسلسل میلے لگتے تھے نواحِ مکہ میں اکثر   امنڈ آتا تھا انسانوں کا ہر اک سمت سے لشکر
رسولؐ پاک کی محنت کا موسم موسم حج تھا   ہر اک کو دیتے تھے ایماں کی دعوت حضرتِ والا

بخاری و مسلم سیرت ابن ہشام ص ۳۷۶ تا ۳۱۰ ۔

ہر اک انسان پر اتمام حجت آپ فرماتے
بلیغ انداز میں تکمیل دعوت آپ فرماتے

ملا کرتے تھے صبح و شام جا کر ہر قبیلے سے
سناتے تھے پیام شرع ہر اک موزوں طریقے سے

حدود مکہ سے باہر کبھی راتیں بسر کرتے
ہر اک مخلوق کو پیغام حق سے باخبر کرتے

منیٰ میں جمع ہوتے تھے قبائل مختلف آکر
یہ میداں چاندنی کے کھیت سے ہوتا تھا خوش منظر

ہوا کرتی تھیں یہ راتیں جواں فرحت نشاں انکی
اسی میداں میں آ آکر اترتیں ٹولیاں انکی

کوئی قصے کہانی سے دلوں کو موہ لیتا تھا
قصیدے پڑھ کے کوئی وقت کی کشتی کو کھیتا تھا

کوئی زور خطابت سے دلوں پر سحر کرتا تھا
کسی کے نغمہ رنگیں سے ہر منظر نکھرتا تھا

سوائے ذکر حق کے ہر طرح کی بزم سجتی تھی
وہاں ہر خانداں کی اپنی اپنی ڈفلی بجتی تھی

قصیدوں میں وہ فخر خاندانی کو بیاں کرتے
تعلی کے شگوفوں سے وہ رنگیں داستاں کرتے

زمین شعر میں شاعر یہی مضمون بوتا تھا
خطیبوں کی خطابت کا یہی سرمایہ ہوتا تھا

خدا کی یاد فکر آخرت سے سب ہی خالی تھے
مفاخر جتنے تھے ان کے حقیقت میں خیالی تھے

جگاتا کون؟ ایسے حال میں خفتہ مقدر کو
کہ تھا اوڑھے ہوئے ہر آدمی غفلت کی چادر کو

رسولؐ پاک اس ماحول میں تشریف لے آئے
خدا کی معرفت کے پھول اس وادی میں برسائے

خدا کے شان قہاری کا کھینچا اس طرح نقشہ
کہ ہر کافر کا دل خوف خدا سے کپکپا اٹھا

پیمبرؐ کی خطابت سے ہوئی اک کیفیت طاری
دلوں کی سرزمیں سے چشمۂ عرفاں ہوا جاری

یہ عالم دیکھ کر بوجہل غصہ سے بھڑک اٹھا
حسد کا شعلہ آتش فشاں دل میں دہک اٹھا

حضورؐ پاک سے ہو کر مخاطب بدگہر بولا
نبی کی شان میں گستاخ بن کر یوں دہن کھولا

اگر تم واقعی سچے ہو خالق کے پیارے ہو
خدائے آسماں کی محفل عظمت کے تارے ہو

دکھاؤ وہ نشانی جو خداوندی نشانی ہو
دکھاؤ معجزہ ایسا جو یکسر آسمانی ہو

نہیں چلتا ہے جادو ہر کسی کا آسمانوں میں
پتہ چلتا نہیں اس کا پرانی داستانوں میں

اٹھی انگلی نبیؐ کی آسماں پر چمکا نظارہ
پیمبرؐ کے اشارے سے ہوا تھا چاند دوپارا

دو ٹکڑے چاند کے گویا پہاڑوں پر اتر آئے
تو واضح دو پہاڑوں کے کناروں پر نظر آئے

جو دیکھا معجزہ کچھ حق پسند ایمان لے آئے
بڑھا نور خدا گھٹنے لگے ظلمات کے سائے

مگر بوجہل پھر آگے بڑھا لوگوں کو بہکانے ۔۔۔ غلط تقریر کرکے سینوں میں جذبات بھڑکانے
محمدؐ جادوگر ہیں یہ مجھے معلوم تھا لیکن ۔۔۔ چلے گا اس کا جادو آسماں پر یہ کہاں ممکن
کھلا عقدہ یہ ان سے بڑھ کر اب کوئی نہیں ساحر ۔۔۔ اچنبھے میں پڑا ہے ان کے اس جادو سے ہر ناظر
زمینوں پر بھی چلتا ہے زمانوں پر بھی چلتا ہے ۔۔۔ محمدؐ کا تو جادو آسمانوں پر بھی چلتا ہے
حقیقت میں نظر بندی میں ہے پورا کمال انکو ۔۔۔ ہنر جادوگری کا مل گیا ہے بے مثال انکو
مخالف اپنے مذہب کے نہ ہوتا ان کے دھوکے میں ۔۔۔ عقیدے باپ دادا کے نہ کھوتا ان کے دھوکے میں
محمدؐ کا طریقہ باپ دادا کے مخالف ہے ۔۔۔ محمدؐ کا طریقہ ساری دنیا کے مخالف ہے
محمدؐ گالیاں دیتے ہیں اپنے دیوتاؤں کو ۔۔۔ برا کہتے ہیں اپنے باپ دادا کے خداؤں کو
ہُبل کی اور عزیٰ کی کھلی توہین کرتے ہیں ۔۔۔ منات ولات کا وہ نام سنتے ہی بپھرتے ہیں
خدائے آسماں سے ہے فقط وابستگی ان کو ۔۔۔ زمیں کے دیوتاؤں سے ہوئی ہے دشمنی انکو
ہمارے دیوتا اچھی طرح ان کو سمجھ لیں گے ۔۔۔ وہ اپنے قہر و غصے سے انھیں دیوانہ کر دینگے
ہوئے ہیں چاند کے ٹکڑے کہیں تصدیق کر لینا ۔۔۔ مسافر آئیں جب باہر سے تم توثیق کر لینا
غرض بوجہل نے ہر اک طرح لوگوں کو بہکایا ۔۔۔ دو ٹکڑے دیکھ کر بھی چاند کے ایماں نہیں لایا

عرب کو عام دعوت (موسم حج میں) اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ

سلام اس پر پیامِ حق کو جس نے خوب پھیلایا ۔۔۔ خدا کے دین کا پرچم ہر اک مجمع میں لہرایا
بہار امن کا موسم عرب میں موسم حج تھا ۔۔۔ نہیں ہوتا تھا ناحق قتل و خوں سے کوئی آلودا
رکی رہتی تھی ان چاروں مہینوں قتل و خونریزی ۔۔۔ بجھی رہتی تھی اس موسم میں نار فتنہ انگیزی
ادا کرنے سبھی مکے میں اپنے حج کو آتے تھے ۔۔۔ قبیلے ہر جگہ کے مکے میں ڈیرا جماتے تھے
چلا کرتے تھے بے خوف و خطر اب قافلے سارے ۔۔۔ تجارت کی ہواؤں کا منافع خیز تھے دھارے
تجارت کی ہوا کرتی تھی ایسی گرم بازاری ۔۔۔ کھنچے آتے تھے اپنا مال لیکر سارے بیوپاری
عکاظ و ذو المجاز و ذی مجنہ عام مرکز تھے ۔۔۔ بھرا کرتے تھے میدانوں میں ہر اک طرح کے میلے
انہیں میلوں میں شعر و شاعری کا زور رہتا تھا ۔۔۔ خطابت کی شررافشانیوں کا شور رہتا تھا

ہراک فنکار لوگوں کو دکھاتا تھا شہرا اپنا — بٹھا دیتا تھا دل میں سکۂ خونِ جگر اپنا
رسولِ پاک دعوت کے لئے تشریف لے جاتے — خدا کی معرفت کا راستہ ہراک کو سمجھاتے
پیامِ حق کی خاطر وہ ہراک خیمہ میں جاتے تھے — کلامِ حق بہ طرزِ دلنشیں سب کو سناتے تھے
تعاقب میں لگا رہتا تھا لیکن بولہب ان کے — رہا کرتا پئے ایذا رسانی روز و شب ان کے
جہاں تشریف لے جاتے وہاں وہ غل مچاتا تھا — بکا کرتا تھا جو کچھ منہ میں اس نادان کے آتا تھا
بصد دانش مآبی خدا کی بات پہنچاتے — دلوں کی گتھیوں کو ناخنِ حکمت سے سلجھاتے
وہ راتوں کے اندھیروں سے خدا کا نور پھیلاتے — ملا کرتے تھے لوگوں سے وہ حق کو عام فرماتے

بیعتِ عقبہ

مدینہ کے قبیلے اوس و خزرج حج کو آتے تھے — منیٰ میں اور مکے میں بھی وہ خیمے لگاتے تھے
یہودی قوم رہتی تھی جو صدیوں سے مدینے میں — حریفِ اوس و خزرج ہو گئی تھی بغض و کینے میں
عناد و دشمنی سے باہمی لڑتے جھگڑتے تھے — شکست و فتح سے حالات بنتے اور بگڑتے تھے
ڈراتے تھے وہ ان کو اک نبی آخر میں آئے گا — شکستیں دے گا تم لوگوں کو وہ ہم کو جتائے گا
نبی وہ ہم میں آئے گا اسی کے منتظر ہیں ہم — اسی کی برکتوں سے طالبِ فتح و ظفر ہیں ہم
ہوئے تھے اس طرح واقف وہ آنحضرتؐ کی بعثت سے — ہوئے تھے آشنا ختمِ رسالت کی نبوت سے
گزر اک شب ہوا حضرتؐ کا ان لوگوں کے خیموں پر — توجہ کی انھوں نے دل سے آنحضرتؐ کی باتوں پر
خیال آیا کہ خود سبقت کریں ایمان لائیں — خدا ہو جائے اپنے ساتھ دشمن سے جتانے میں
عقیدۂ حق کی یکتائی کا ان سب کو پسند آیا — بڑھایا ہاتھ بیعت کا ہراک ایمان لے آیا
خدا کی بات لے کر آئے وہ واپس مدینے میں — جما کر نقشِ ایمانی کو ہر دل کے نگینے میں
بڑھایا اگلے سالوں میں انھوں نے حلقۂ ایماں — بہت سے لوگوں نے باندھا نبیؐ سے عہد اور پیماں

حضرت مصعبؓ مدینے میں

ہوئی ایماں سے علم و یقیں کی تشنگی پیدا — نبی سے ایک معلم کو مدینہ کے لئے مانگا

نبیؐ نے حضرت مصعبؓ کو انکے ساتھ میں بھیجا
کہ یثرب جا کے ہر گھر میں کریں اسلام کا چرچا

خدا کی معرفت کے نور سے روشن کریں دل کو
دکھائیں زندگی کے اس سفر کی راہ و منزل کو

کہاں سے زندگی آکر جہاں میں جگمگاتی ہے
دکھا کر اپنے جلوے پھر کہاں یہ لوٹ جاتی ہے

سکھائیں دین کے ارکان وہ سارے مدینے کو
کریں آلائشوں سے پاک وہ ہر اک کے سینے کو

فرائض دعوت و تبلیغ کے مصعبؓ بجالائے
نہایت حکمت دینی سے سب احکام پھیلائے

بہت مضبوط ان کے پاس تھی تلوار اخلاقی
نگاہوں کو کئے دیتی تھی خیرہ اس کی براقی

مدینے کے گھر گھر میں اسلام

بہت ہی پرسکوں انداز میں پھیلائی یہ دعوت
بہت آہستہ آہستہ بڑھایا حلقۂ بیعت

قبیلے اوس خزرج کے ہوئے اسلام کا شیدا
شب ظلمت کے پردے سے ہوئی روشن سحر پیدا

مدینے کے ہر اک گھر میں خدا کی روشنی پھیلی
بجائے بت پرستی کے خدا کی بندگی پھیلی

غرض اس طرح سے بڑھتا رہا دائرہ دیں کا
مدینے کی زمیں بنتی گئی ایماں کا گہوارہ

مدینے کی زمیں میں معرفت کے بیج اگ اٹھے
لگائے تھے جو پودے مکے میں یثرب میں جا پھوٹے

سلام اس پر ہو جس سے دین حق چمکا مدینے میں
کھلا تھا پھول جو مکے میں وہ مہکا مدینے میں

اتمام حجت (مکے والوں پر)

سلام اس پر ادا جس نے کیا حق دین کی دعوت کا
فریضہ جس نے پورا کر دیا اتمام حجت کا

مظاہر ایسے اخلاق محمدؐ کے ہوئے ظاہر
نبیؐ کے خلق کے ادراک سے ہے یہ جہاں قاصر

رہے گا معجزہ اخلاق نبوی کا قیامت تک
وہی معیار ہے اعمال شخصی کا قیامت تک

یہ وہ مینار ہے جس سے ملیگی روشنی دل کو
مسافر پہنچے گا اس روشنی میں اپنی منزل کو

عدو کے ساتھ غم خواری یہ اعجاز نبوت تھا
ہر اک دشمن کی دلداری یہ اعجاز نبوت تھا

ہمیشہ کڑھتے رہتے تھے فلاح نوع انساں میں
نبیؐ تھے خوب کوشاں گمرہوں کی سعی ایماں میں

دعائیں کرتے رہتے تھے ان کیلئے جو رنج پہنچاتے
وہ برساتے تھے پھول ان کیلئے جو سنگ برساتے

نبیؐ نے ہر طرح ان کو خدا کی بات سمجھائی
مگر تاہم لوگوں کی سمجھ میں وہ نہیں آئی

وہ جتنا مکے والوں کو سوئے ایماں بلاتے تھے
وہ اتنا ہی گڑھے میں کفر کے گرتے ہی جاتے تھے

دکھائے معجزے فخرِ رُسُلؐ نے ارض بطحا میں
کرشمے بھی دکھلائے حق پہ ایماں کی تمنا میں

مگر وہ جس قدر قدرت کو حق کی دیکھتے جاتے
اسی درجہ میں کفر و سرکشی پر اور اتر آتے

انھوں نے معجزہ شق القمر آنکھوں سے دیکھا تھا
کہ سجدہ میں ہر اک نخل و شجر آنکھوں سے دیکھا تھا

پڑھی تسبیح سنگریزوں نے حضرتؐ کے اشارے سے
مگر آنکھیں رہیں تھیں بند اسی حق کے نظارے سے

نہ آنکھیں کھل سکیں انکی خرد افزا کرشموں سے
نہ روشن ہو سکیں نظریں خدا کے خاص جلووں سے

قبول دعوت حق نے حسد کی آگ بھڑکائی
زمیں قدموں کے نیچے سے سرکتی سی نظر آئی

ہوا محسوس سردارانِ مکہ کو زیاں اپنا
رہے گا اب نبی کے آگے کیا نام و نشاں اپنا

مٹے گا نقشِ سرداری ہمارا ارضِ مکہ سے
کہ اٹھ جائے گا سب اپنا اجارا ارضِ مکہ سے

قتل کا منصوبہ

ہوئے سب دارِ ندوہ میں اکٹھا قوم کے رہبر
نبوت کے اس فتنہ سے خلاصی پائیں ہم کیونکر

کہا ان میں سے اک نے بند کردو قید خانہ میں
محمدؐ کی صدا پھر کیسے گونجیگی زمانے میں

محمدؐ کے جو ساتھی ہیں وہ تھک کے بیٹھ جائیں گے
پھر ان کے دین کو ہم زور و طاقت سے دبا دیں گے

کہا لوگوں نے کیا مر جائینگے سارے بنی ہاشم
جو رہنے دیں گے اپنے آدمی کو قید میں دائم

تمہاری قید سے اک دن محمدؐ کو چھڑائیں گے
محمدؐ باہر آکر پھر نئے فتنے جگائیں گے

کہا یہ دوسرے قتل ہے اس کا علاج اچھا
نہ ہوگا بانس ہی تو ہوگی کیونکر بانسری پیدا

لگایا قہقہہ لوگوں نے اس تجویز بیجا پر
یہ گویا پشتہ لگانا اک طرح سیلاب دریا پر

نبی کے قتل سے ہوگی عرب میں برہمی پیدا
ظہورِ خانہ جنگی سے بہت فتنہ گری پیدا

کہا اک شخص نے مکہ بدر کردو محمدؐ کو
وطن سے بے وطن آشفتہ سر کردو محمدؐ کو

ہماری سرزمیں سے اس طرح فتنہ یہ ٹل جائے
پریشانی ہو رخصت ملک کی حالت سنبھل جائے

دیا اس کا جوابِ تلخ اک مرد معمر نے
حقیقت کھول کر رکھدی عرب کے ایک لیڈر نے

محمدؐ کو اگر موقع دیا باہر کے جانے کو
تو بند ہو جائے گا رستہ سفر میں جانے آنے کا
جہاں بھی جائیں گے لوگوں وہ اپنا بنائیں گے
جلو میں ساتھیوں کے فتح کرنے مکے آئیں گے
عطا کی ہے خدا نے ان کو اک محبوب شخصیت
نگہہ میں ان کے جادو ہے زباں میں انکی اصلیت
بڑھا ایک نجد کا شیطاں کہا اکؓ رائے ہے میری
دبا دے گی وہ فتنہ کو عمل میں گر نہ ہو میری
لیا جائے قریشی خاندانوں سے جواں اک اک
محمدؐ پر وہ مل کر ہو سکیں حملہ کناں اک اک
بنی ہاشم نہیں لڑ سکتے ہیں ہر اک قبیلے سے
محمدؐ کا یہ فتنہ ختم کر دو اس وسیلے سے
پسند آئی جماعت کو یہی تجویز خونریزی
بسا تھا کافروں کے دل میں جوش فتنہ انگیزی
خدا کے فضل سے یہ مکر خود ان پر الٹ آیا
ہر اک حربے سے دشمن کے انہیں محفوظ فرمایا
سلام اس پر ہو جو ہر دم رہا حق کی حفاظت میں
سلام اس پر رہا قائم جو میدان شہادت میں

حکم ہجرت

سلام اس پر وطن سے اپنا رشتہ جس نے توڑا تھا
سلام اس پر ہو جس نے بستر راحت کو چھوڑا تھا
مسلمانانِ مکہ پر مظالم حد سے جب گزرے
ہوئے احکام نازل سرورِ عالم پہ ہجرت کے
اجازت مرحمت فرمائی ہجرت کی صحابہؓ کو
مدینے جانے کی حق نے ہدایت کی صحابہؓ کو
روانہ ہو رہا تھا رفتہ رفتہ قافلہ ان کا
نکلتا جا رہا تھا مکے سے اچھا بھلا ان کا
فضائے مکہ میں اس سے خلا محسوس ہوتا تھا
مدینے جانا دشمن کو بلا محسوس ہوتا تھا
خدا کے دشمنوں نے قتل کی تجویز طے کر دی
جماعت ایک شب خوں مارنے والی مقرر کی

یارِ غار کی رفاقت

رسول پاکؐ کو بھی ہو گیا اب حکم ہجرت کا
شرف صدیقؓ اکبر کو ملا ان کی رفاقت کا
مہیا کر لیا بوبکرؓ نے زاد سفر پہلے
سواری اور رستہ کے لئے اک راہبر پہلے
لیا ہمراہ اپنے عمر بھر کی ساری پونجی کو
نہ پہونچے کوئی زحمت راستہ میں ذات نبوی کو
شبانہ روز ذوق جانثاری میں گزرتے تھے
خیال خاطر محبوب کے جذبے ابھرتے تھے

ابھرتے تھے وفاداری کے صدہا ولولے دل میں
پھٹے پڑتے تھے مرمٹنے کے ان پر حوصلے دل میں

لبِ صدیق ہردم وقفِ الحاح و دعا رہتے
رفاقت کے لئے مشتاق اذنِ مصطفٰیؐ رہتے

دعا تھی اے خدا! حق رفاقت ہو ادا مجھ سے
ہو پورا جان و دل سے عہد و پیمان وفا مجھ سے

خدایا! جذبہ خدمت کو تو مقبول فرما لے
کلی جو دل میں چٹکی ہے اسے تو پھول فرما دے

بنے یہ صحبت پاکیزہ وجہ مرضیٔ مولا
مری ناچیز خدمت سے ہو راضی آپ کے آقا

ہجرت کی رات

سفینہ مہر کا جب چھا گیا مغرب کے ساحل پر
خوشی کی لہر دوڑی قدر گہا ارباب باطل پر

سیاہی ان کے چہرے پر شفق بن کر چمک اٹھی
تمنا خونِ ناحق کی دل و جاں میں بھڑک اٹھی

تھا شب خوں مارنا کہنہ وتیرہ اہل طاقت کا
کیا تھا ظالموں نے بڑھ کے استقبال ظلمت کا

بھیانک شکل میں ارض حرم ہجرت کی رات آئی
وہ بن کر کالی ناگن عالم آفاق پر چھائی

بلائیں کالی کالی اٹھ رہی تھیں سب کناروں سے
سیاہی پھیلتی جاتی تھی ظلمت خیز دھاروں سے

عدو کی فوج کی مانند اندھیرا بڑھتا جاتا تھا
ہر اک جانب سے تاریکی کا گھیرا بڑھتا جاتا تھا

نکل آئے تھے ظلمت زادے بحر دشمنِ ایماں
چراغ دیں بجھانے کو چلا یہ لشکر شیطاں

بدی کے ولولے سینوں میں ان کے جاگ اٹھے تھے
ارادے وہ برے لے کر در اقدس پہ جا پہنچے

قبائل کے جوانوں نے اچانک ڈال کر ڈیرا
رسول اللہ کے دولت کدہ کو بے طرح گھیرا

اندھیرا ہوتے ہی تلواریں ہر جانب کھڑک اٹھیں
کہ کالی بدلیوں میں بجلیاں جیسے چمک اٹھیں

نبیؐ لیکن بہ اطمینان مصروف عبادت تھے
ہمہ تن مستعد انتظار حکم ہجرت تھے

ہجرت کے لیے روانگی

جب آدھی رات گزری حکم ہجرت کا اتر آیا
نبیؐ نے قصد اب باہر نکل آنے کا فرمایا

نبیؐ نے وقت ہجرت مرتبہ ان کا بڑھایا تھا
علیؓ شیر خدا کو اپنے بستر پر سلایا تھا

امانت کی جو چیزیں تھیں وہ سب حضرت علیؓ کو دیں
امانت مالکوں کو سونپ کر سمجھا سکیں وہ دیا

وہ قرآں میں پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے
نبیؐ کو معجزے قدرت نے اس ہجرت میں دکھلائے

نبیؐ کا گھر سے باہر آنا تھا اک معجزہ رب کا
کھنچی دیوار اور دشمن کی آنکھوں پر پڑا پردا

جنھوں نے گھیرا ڈالا تھا وہ سوئے خوابِ غفلت میں
جو منصوبے بنائے تھے ڈبوئے خوابِ غفلت میں

پیمبر گھر سے چل کر خانۂ صدیق میں آئے
خدا کے حکم کی تعمیل کے آداب سکھلائے

سفر کا توشہ گھر والوں نے انکا باندھنا چاہا
کوئی بھی باندھنے کی چیز کو گھر میں نہیں پایا

نطاق اسماء نے دو ٹکڑے کیا اور ناشتہ باندھا
لقب سرکار نے اس مومنہ خاتون کو بخشا

ہجرت کا ہنگام

ارادہ جب نکلنے کا کیا حضرت نے مکے سے
فضائے مکہ گھٹ کر رہ گئی خاموش نوحے سے

درودیوارِ مکہ پر اداسی ہوگئی طاری
حریمِ کعبہ سے اٹھتا تھا شورِ نالۂ وزاری

اُبل آیا تھا جوشِ گریہ سے اب چشمۂ زمزم
ہر اک پتھر ہوا پُر غم ہر اک نخل و شجر پُر نم

فلک بھی دم بخود اس منظرِ حیرت فزا سے تھا
زمانہ ششدر اور حیران تقدیرِ خدا سے تھا

وہ ذاتِ پاک جس کے واسطے عالم بنایا تھا
خدا نے جس کی خاطر باغِ ہستی کو سجایا تھا

وہ جس کے نور سے ارض و سما نے روشنی پائی
ضیا سورج نے اُسی سے قمر نے چاندنی پائی

ملی خوشبو گلوں کو جس کے گیسوئے معنبر سے
چمن نے تازگی پائی تھی جس کے روئے انور سے

سیاہی جس کی زلفوں سے شبِ ہجراں نے مانگی تھی
سپیدی صبح نے عارضِ تاباں سے مانگی تھی

وقار اس کا عطا فرمایا حق نے کوہساروں کو
خطابت نے روانی بخش چشموں، آبشاروں کو

عُلو سے جس کے ساتوں آسماں نے رفعتیں پائیں
قدم رکھنے پہ جس کے عرش نے بھی عظمتیں پائیں

وجودِ پاک جس کا باعثِ تخلیقِ عالم ہے
وہی فخرِ دو عالم، نازشِ اولادِ آدم ہے

وہ ہستی جو کہ بن کر رحمتِ پروردگار آئی
زمیں مکہ نے جس کے لیے آغوش پھیلائی

خدا کی شانِ قدرت تھی کہ وہ مجبورِ ہجرت تھا
مسافر راہِ حق کا رہروِ راہِ عزیمت تھا

خدا کے سایۂ امن و اماں میں چھوڑا مکے کو
کیا حسرت بھرے دل سے مخاطب آپؐ نے کعبے کو

جہاں کے سارے خطوں میں تو ہی محبوب ہے مجھکو
خدا کے حکم کی تعمیل اب مطلوب ہے مجھکو

یہ رب کعبہ تجھ کو چھوڑ کر جاتا نہیں باہر
نہ کرتے گر نکلنے کے لیے یہ سب مجھے مضطر

شب ہجرت، اندھیری رات کا پر ہول سناٹا
رسول اللہ نے یہہ راستہ کس طرح سے کاٹا

بہت ہی آڑھا ٹیڑھا جانگزا تھا غار کا رستہ
چڑھائی کے لیے ہونا پڑا تھا اب کمر بستہ

وہ محبوب خدا آگے تھے اور بوبکر تھے پیچھے
قدمبوسی کو اٹھتے تھے ہر سو ریگ کے ذرے

نکیلے پتھروں سے پائے اطہر ہو گئے زخمی
الجھ جانے سے کانٹوں کے ہوا تھا جسم تک چھلنی

چڑھایا کاندھوں پر صدیق اکبر نے رسالت کو
اٹھایا وقت ہجرت اس طرح بار نبوت کو

اٹھا کر اپنے کاندھوں پر لیے جاتے تھے حضرت کو
وہ حاصل کر رہے تھے دین و دنیا کی سعادت کو

یہ ذوق جاں نثاری ان کا خالق کو پسند آیا
لقب امت میں افضل ہونے کا سرکار سے پایا

غار ثور میں

نبی تاروں کی چھاؤں میں کنار غار ثور آئے
قدم رکھتے ہی حضرت کے وہاں انوار لہرائے

اتر کر غار کو صدیق اکبر نے کیا اُجلا
شرف پا کر نبی سے بن گیا اک حجرۂ زیبا

درازیں بند کر دیں آپ نے چادر کے ٹکڑوں سے
نہ ایذا پہنچے نہ حضرت کو کہیں کیڑوں مکوڑوں سے

کبوتر بن گیا انڈوں کو دیکر ان کا رکھوالا
حفاظت کے لیے مکڑی نے منہ پر تن دیا جالا

حفاظت کی نبیؐ کی حق نے اک مکڑی کے جالے سے
حفاظت کی نبیؐ کی حق نے نادیدہ رسالے سے

وہ دشمن رات بھر کا شانے کا دیتے رہے پہرا
سمجھتے ہی رہے بستر پہ شاہ دین کو سوتا

سحر نے جال اپنی روشنی کا جونہی پھیلایا
تو پھر دشمن نبی کے خانۂ خالی میں در آیا

یہاں آکر جوانوں نے نیا اک ماجرا دیکھا
علی شیر خدا کو اس جگہ سوتا ہوا دیکھا

تاسف خواب غفلت پر ہوا تھا اس قدر انکو
سحر کا نور تھا تکلیف دہ مثل شرر ان کو

شعاع صبح سر پر اُن کے خنجر بن کے چمکی تھی
رگ احساس کی جنبش کو نشتر بن کے چمکی تھی

وہ کیا کرتے؟ سوا اپنے کف افسوس ملنے کے
وہ کر سکتے تھے کیا بجز کودنے اور اچھلنے کے

نبیؐ کا اس طرح بچ کر نکل جانا اچنبھا تھا
زمیں مکہ میں ہلچل تھی اس پر شور و غوغا تھا

ہوا اعلان جو بھی ان کو یا سر اُن کا لائے گا　　صلہ میں اس کے سو سو اونٹ وہ انعام پائے گا
ہر اک جاں باز نے سعی و طلب کے گھوڑے دوڑائے　　وہ حرص و آز کے میدان میں دوڑے ہوئے آئے
نبی کو ڈھونڈتے وہ لوگ منہ پر غار کے آئے　　لگا کر کھوج نقش پا سے خود کو اس جگہ لائے
کھڑے ہو کر وہاں کرنے لگے باتیں وہ آپس میں　　یہاں تک تو نشاں ہے آ گیا ہے اپنے جو بس میں
یہاں سے آگے بڑھ کر کس طرف رخ ہو گیا ان کا　　پتہ چلتا نہیں آگے گیا کیا قافلہ اُن کا
وہ باتیں دشمنان دیں کی سب کانوں سے ٹکرائیں　　ارادے جو برے تھے اُن کی آوازیں خبر لائیں
اور ان دونوں میں جو بھی دوسرا تھا دل میں گھبرایا　　لبوں پر حزن و غم سے نالۂ رنج و الم آیا
کھڑے ہیں مکہ والے غار کے منہ پر بلا بن کر　　اگر وہ دیکھ لیں جھک کر نظر آئیں ہمارے سر
نبی نے پر یقیں انداز میں فرمایا "لا تحزن"　　ہوئی نازل سکینت دل پر اور باطن ہوا روشن
نبی کے نطق "لا تحزن" نے اک جام سکوں بخشا　　خداوندی معیت نے سکون اندروں بخشا
چھٹے بادل، ہوا مطلع نگاریں ایک کلمہ سے　　نبی اب شام ظلمت صبح نوریں ایک کلمہ سے

سلام اس پر کہ حق نے ڈال کر آنکھوں پہ پردہ کو　　کو رد فرمایا اس طرح عدو کے سخت حملہ کو
پہنچ کر غار تک وہ خاسر و ناکام لوٹے تھے　　چلائے تھے جو تدبیروں کے سکے سارے کھوٹے تھے
نبی کے تین دن اس طرح غار ثور میں گذرے　　خداوندی حفاظت کے وہ نوریں دور میں گذرے
ہوا کرتی تھیں سب معلوم ان کو باتیں مکے کی　　ملا کرتی تھیں مخبر کے ذریعہ گھاتیں مکے کی

راہِ ھجرت پر

سلام اس پر کہ جس نے راہ ہجرت میں قدم رکھا — ردا اپنے لیے مخلوق کا بارِ ستم رکھا
ادا فرمائی قیمت ناقہ کی بو بکر کو پہلے — خدا کے واسطے ہو یہ عمل اخلاصِ نیت سے
رواں مکے سے لیکر ان کو صحرا کا سفینہ تھا — کہ ہجرت کے لیے اب منتخب شہرِ مدینہ تھا
سپہر نیلگوں تھا اونٹ تھے ویراں بیاباں تھا — خدا کی راہ میں یہ قافلہ منزل بداماں تھا
پئے نظارہ ان کے واسطے سورج نکلتا تھا — کہ شب میں دیکھنے کو چاند حسرت سے مچلتا تھا
ستارے رات بھر ہی چشمکیں آپس میں کرتے تھے — سمندر میں وہ غم کے ڈوبتے تھے اور اُبھرتے تھے
قدم بوسی کی خاطر خود بچھی جاتی تھی ہر وادی — وفورِ شرم سے صحرا میں چھپ جاتی تھی آبادی
پہاڑی سلسلے اُن کے لیے رستے بتاتے تھے — جو چشمے راہ میں تھے اُن کے قدموں کو دھلاتے تھے
ہوائیں سخت گرمی کے سبب پنکھا سا جھلتی تھیں — شعاعیں تیز ہونے پر کفِ افسوس ملتی تھیں
بگولا دن میں اٹھ کر ان کا استقبال کرتا تھا — کہ ذرہ ذرہ بڑھ کر پُرسشِ احوال کرتا تھا
چلا جاتا تھا موجوں کی طرح سے کارواں اُن کا — کہ ہر دشت و جبل بنتا گیا تھا رازداں اُن کا

سراقہ کا تعاقب

ابھی پیچھا نہ چھوڑا تھا مگر کفارِ مکہ نے — تعاقب کے لیے گھوڑے کو دوڑایا سراقہ نے
وہ دوڑاتا ہوا گھوڑے کو حضرت کے قریب آیا — زمیں میں اپنے گھوڑے کو مگر دھنستا ہوا پایا
ذرا آگے بڑھا گھوڑے نے ٹھوکر ایک اور کھائی — نکلنے سے دھوئیں کے عقل اس کافر کی چکرائی
نکالی فال اُس نے جو بھی وہ اس کے خلاف آئی — کوئی تدبیر اپنی کامیابی کی نہ جب پائی

حضورِ پاک سے امن و اماں کا وہ ہوا طالب
خدا کی عظمتوں کا رعب دل پر ہو گیا غالب

شہِ ہر دوسرا نے امن نامہ اُس کو لکھوایا
نوید عہدِ مستقبل سے پھر مسرور فرمایا

مبارک ہو سراقہ! تجھ کو رتبے دین و دنیا کے
ترے ہاتھوں میں کنگن دیکھتا ہوں دستِ کسریٰ کے

سراقہ کو بشارت جو ملی بزمِ نبوت سے
ہوئی تکمیل اُس کی عہد میں فاروقِ اعظم کے

بریدہ اسلمی کا دستہ

تعاقب میں بریدہ اسلمی بھی ان کے آیا تھا
اسی لالچ میں وہ ستر سوار ہمراہ لایا تھا

بہت دوڑائے گھوڑے اُس نے حرص و آز کی خاطر
پھنسایا خود کو غم میں ہمتِ جانباز کی خاطر

اُسی دامِ طمع نے اُس کو پہنچایا بیاباں میں
وہی سو اونٹ کا لالچ سمایا تھا دل جاں میں

وہ صحرا کے جگر کو چیرتے تھے اور زقند بھرتے
گزر کر گھاٹیوں سے ہر مہم کو اپنی سر کرتے

یوں گھیرا تھا اُنھوں نے موکبِ نبوی کو منزل پر
اندھیرا پھینکے جیسے جال اپنا بدرِ کامل پر

مگر مل کر نبیؐ سے دل کے دروازے کھلے اُن کے
چراغ معرفت صحبت سے لو دینے لگے ان کے

ہر اک ایمان لے آیا اُسی ذاتِ گرامی پر
وہ شیدا ہو گئے ختم الرسل کی خوش کلامی پر

بریدہ کا یہ دستہ اب نگہبانِ رسالتؐ تھا
جو دشمن تھا محافظ بن گیا سالارِ امت کا

عمامہ پھاڑ کر اپنا بنایا اک عَلَم اس نے
رہِ عشقِ محمدؐ میں رکھا پہلا قدم اُس نے

شرف اس کو ملا تھا پرچمِ شاہِ امم ہونا
مقدر ہو گیا اسلام کا پہلا عَلَم ہونا

یہ پرچم اڑ رہا تھا پرچمِ امن و اماں بن کر
یہ پرچم اڑ رہا تھا عام رحمت کا نشاں بن کر

فضائیں گونج اٹھیں نعرۂ اللہ اکبر سے
کہ اب یہ قافلہ کچھ اور ہی تھا لطفِ داور سے

ام معبد کا خیمہ

ملا پھر راستے میں ان کو خیمہ ام معبد کا
جہاں کچھ دیر ٹھہرا قافلہ حضرت محمدؐ کا

نظر آئیں بہت کمزور و لاغر بکریاں ساری
نبیؐ کا ہاتھ لگ جانے سے دھاریں ہو گئیں جاری

قدم رکھنے سے حضرتؐ کے خدا نے رحم فرمایا
تھنوں سے بکریوں کے دودھ کا چشمہ ابل آیا

لگے مکّہ سے چودہ دن پہنچنے میں مدینے کے
قیامت بن گئے یہ چند دن آدھے مہینے کے

مدنی زندگی کا آغاز

سلام اس پر ہو جس نے کھول دی قسمت مدینے کی
بڑھی باغ جناں سے حسن میں جنت مدینے کی

فلک اس سرزمیں کے مرتبے پر رشک کرتا تھا
کہ ہر ذرہ کو موتی جان کر دامن میں بھرتا تھا

یہ سورج چاند اس کے گرد جب چکر لگاتے تھے
طوافِ ارضِ طیبہ کی چمک سینے میں پاتے تھے

شعاعیں مشعلیں بن کر افق کو جگمگاتی تھیں
ہوائیں موجِ نکہت بن کے کلیوں کو کھلاتی تھیں

بہاریں جشنِ گل آ آ کے موسم میں مناتی تھیں
بچھونا سبز مخمل کا گلستاں میں بچھاتی تھیں

چھلکتے سے شگوفوں کے مہکتا تھا چمن اس کا
رہینِ حسنِ فطرت تھا فروغِ انجمن اس کا

مدینے کی زمیں تھی عشقِ پیغمبر کا گہوارہ
لئے بیٹھے ہوئے تھے دشت و صحرا شوقِ نظارہ

مراقبے کی طرح گردن جھکائے تھے وہ صحرا میں
تھے سب کوہ و جبل بیٹھے زیارت کی تمنّا میں

بیاباں میں شجر اور نخل تھے سب منتظر ان کے
جھکے جاتے تھے استقبال میں برگ و ثمر ان کے

لگی رہتی تھیں نظریں روزنِ دیوار کی اس پر
وہ دن برکت کا کب آئے گا؟ جب آئیں گے پیغمبرؐ

انتظار

خبر تشریف لانے کی یہاں پہنچی تھی ہفتوں میں
مدینے میں نوید جانفزا پھیلی تھی ہفتوں سے

مدینے کی فضا جوشِ طرب سے بہکی جاتی تھی
کلی کھلنے سے پہلے ہی چمن میں مہکی جاتی تھی

مدینے والے تھے نظریں جمائے راہِ مکہ پر
کہ ہر اک فرد تھا آنکھیں بچھائے راہِ مکّہ پر

ہر اک کے دل میں خواہش نبیؐ مہماں ہوں اسکے
مکمل کس طرح سے سب دلی ارماں ہوں اسکے

وہ روزانہ سویرے ان کے استقبال کو جاتے
مسلسل دن چڑھے تک بیٹھتے اور پھر چلے آتے

وہ واپس ہو رہے تھے انتظارِ دید سے ایک دن
ہوئے مایوس تنویرِ طلوعِ عید سے ایک دن

ورودِ مسعود

اسی عالم میں اک دم غنچۂ فرح و طرب چٹکا
ستارہ چرخ کے ظلمت کدہ سے یک بیک چمکا

سپہر تیرہ سے اک آفتاب ضو فشاں نکلا
کہ راہِ پرخطر طے کر کے میر کارواں نکلا

یکایک بزم خاموشی سے شور و غلغلہ اٹھا
نظر پڑتے ہی حضرتؐ کے لبوں سے مرحبا نکلا

سلام اس پر ہو یثرب نے جسے آنکھوں میں بٹھلایا
نبیؐ کے خیر مقدم کو ہر اک چھوٹا بڑا آیا

خوشی کی لہر اک دوڑی مدینے کی فضاؤں میں
کہ خوشبوئے عشق کی مہکی مدینے کی ہواؤں میں

اقامتِ جمعہ

اقامت پہلے پیغمبر نے گلزارِ قبا میں کی
وہاں جمعہ کو قائم کر کے تعلیم جماعت دی

یہاں سے موکبِ نبوی کا رخ سوئے مدینہ تھا
مدینہ خاتمِ عالم کا اک روشن نگینہ تھا

جو عزم جاں نثاری ہر قدم سے آشکارا تھا
نچھاور جاں و دل کرنے کا اک خوش کن نظارا تھا

ہر اک انصاری بڑھتا تھا نبی کی میزبانی کو
سمجھتا تھا وہ خوش بختی قبول میہمانی کو

مدینے والوں کے جذبہ کی بڑھ کر کی پذیرائی
نبیؐ نے فیصلے کے واسطے اک بات فرمائی

جہاں بیٹھے گی ناقہ میں اسی کا میہماں ہوں گا
خدا ہے مہرباں اس پر میں جس کا میہماں ہوں گا

چلی ناقہ تو بیٹھی حسبِ حکم حضرتِ باری
وہ تھا دارالسعادت حضرت ایوبؓ انصاری

سلام اس پر مقدس کر دیا جس نے مدینے کو
خدا کی رحمتوں سے بھر دیا جس نے مدینے کو

ع سیرت ابن ہشام ص۱۶۳ تا ۱۷۱

تنظیمِ ملّت — واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

سلام اس پر! حیاتِ اجتماعی کا تھا جو بانی — ملاکر دین و دنیا کو کیا تھا نظم لاثانی
بہم کر کے دیانت اور سیاست کو سنوارا تھا — اسی نے زندگی کا چہرہ جلووں سے نکھارا تھا
رسولِ پاکؐ نے جب ارضِ طیبہ میں قدم رکھا — نبوت کی شعاعوں سے ہر اک گوشہ چمک اٹھا
جو ذرہ جسم سے مَس ہوتا وہ دُرِ عدن بنتا — جہاں نقشِ قدم پڑتا وہاں صحنِ چمن بنتا
پیمبر نے توجہ کی یہاں تنظیمِ ملّت میں — پرونا چاہا اہلِ دیں کو سلکِ جماعت میں
ضروری ہے جماعت کے لئے جسطرح شخصیت — اسی طرح ٹھکانہ چاہئے اک بہرِ جمعیت
قبیلے ہر طرف پھیلے تھے ان میں قرب دوری تھی — مدینہ کے لئے تعمیرِ مسجد اب ضروری تھی
مدینہ کی اسی وادی میں اک قطعہ پسند آیا — نبیؐ نے اس کو مسجد کے لئے تجویز فرمایا
سہیل و سہل دو بچے تھے جن کی یہ زمیں نکلی — انھوں نے مفت دینے کی نبیؐ کو پیشکش کر دی
مگر قیمت سے لینے کا نبیؐ نے حکم فرمایا — یتیموں کی زمیں کا مفت لینا نا پسند آیا
کسے معلوم تھا؟ یہ سرزمیں خلدِ بریں ہو گی — کہ اس کی رفعتوں پر خم فرشتوں کی جبیں ہو گی
اسی کے ایک گوشہ میں وہ سورج پھر نہاں ہوگا — کہ جس کے آگے شرمندہ زمیں سے آسماں ہوگا
اسی کے ایک گوشہ میں وہ جنّت کی کیاری ہے — جہاں ہر لحظہ نزولِ فیض باری ہے
شرف پایا ہے اس نے اک شہنشاہِ معظم سے — یہ قطعہ بڑھ گیا ہے مرتبہ میں عرشِ اعظم سے
مدینہ کے مسلمانوں کو پیغمبر نے دعوت دی — بنا کر مسجدوں کو ڈالیں عادت وہ جماعت کی

مسجدِ نبوی کی تعمیر

مدینہ میں نبیؐ نے مرکزیت کی بنا ڈالی — یہ وہ گوشہ شریعت کا تھا جو تھا آج تک خالی
خریدا اوّلاً ایک قطعۂ خالی کو قیمت سے — ارادہ پھر بنانے کا کیا تھا سب کی محنت سے
نبیؐ تعمیرِ مسجد میں شریکِ حال تھے سب کے — نبیؐ کی سعیٔ خوشنودی میں جان و مال تھے سب کے
یہ منظر دیدۂ افلاک نے پہلے نہ دیکھا تھا — نبیؐ کے ساتھ امّت ہو جہاں میں یوں عمل پیرا

خدا کا لاڈلا بندہ وہاں اینٹوں کو ڈھوتا تھا
ہری کھیتی رہے امت کی ایسے بیج بوتا تھا

نبیؐ نے ملت بیضا کو تعلیم عمل دی تھی
نبیؐ نے عین تلقین خدائے لم یزل کی تھی

خدا کے معبدوں میں دوسرا معبد خدا کا تھا
بذات خود پیمبر نے لیا تعمیر میں حصہ

عجب اخلاص مندی کا نظارا جلوہ آرا تھا
نبیؐ سورج اگر تھے ہر صحابی اک ستارا تھا

ستارے اکتسابِ نور فرماتے تھے سورج سے
عمل میں سب بنے تھے تابع فرمان پیمبر کے

کوئی اینٹوں کو لاتا تھا کوئی گارا جماتا تھا
نبیؐ کے فیض سے وہ اپنا مستقبل بناتا تھا

مساجد کو نبیؐ نے مرکز اسلام ٹھہرایا
مساجد کو عبادت گاہ خاص و عام ٹھہرایا

اگرچہ خام تھی مسجد مگر رتبہ میں عالی تھی
کہ پیغمبر نے اپنے ہاتھوں سے بنیاد ڈالی تھی

ازواجِ مطہرات کے حجرات

سلام اس پادشہ پر جسنے حجرے میں سکونت کی
خدا کے گھر کے جسنے ایک گوشے میں سکونت کی

کنار مسجد نبوی کئے قائم کئی حجرے
رہیں امت کی مائیں زیر سایہ ابر رحمت کے

مقدس تھے یہ گھر جن میں خدا کی وحی آتی تھی
تلاوت مصحف حق کی دلوں کو جگمگاتی تھی

یہ کچے جھونپڑے تھے جن میں زینت تھی نہ آرائش
مگر ہر قصر شاہی کے لیئے تھے باعث نازش

نہایت سادگی سے زندگی انجام پاتی تھی
توکل کے مظاہر اہل دنیا کو دکھاتی تھی

صحابی عورتیں اکثر یہاں تعلیم پاتی تھیں
نبیؐ کے فیض صحبت سے منور ہو کے جاتی تھیں

یہ حجرے مسجد نبوی کے دیں کی جلوہ گاہیں تھیں
نبیؐ کی نقل و حرکت پر خدا کی خود نگاہیں تھیں

خدا کی حکمتوں سے جب بڑھیں ازواج پیغمبر
اضافہ ہو گیا حجرات کی تعمیر کے اندر

نبیؐ کی زندگی تعمیلِ دعوت میں مثالی تھی
خدا نے اپنی مرضیات کے سانچے میں ڈالی تھی

اصحاب صفہ! تعلیم امت

سلام اس پر ہو جسنے دعوت علم و عمل دی تھی
ہر اک مومن کو تنویر شعاعِ لم یزل دی تھی

مدینہ آکے تعلیم شریعت کا کیا اجرا
ہدایاتِ الٰہی کا کھلے بندوں کیا چرچا

اسی مسجد کے گوشہ میں مقام اہل صفہ تھا　　نبیؐ کے مدرسہ کا قدرتی دارالاقامہ تھا
پیاسے علم دیں کے سب اسی چشمہ پہ ٹھہرے تھے　　بجھاتے تھے وہ اپنی تشنگی اس صاف چشمے سے
حصول علم دیں تھا مستقل ایک مشغلہ ان کا　　شعاعوں سے رسالت کے ہوا تھا رابطہ ان کا
وہ پہلے طالب علم نبوت تھے زمانے میں　　ہمیشہ مستعد رہتے تھے جو تعلیم پانے میں
ضرورت ہوتی جنگل کو وہ محنت کے لئے جاتے　　کمائی اپنی مل کر ساتھیوں کے ساتھ سب کھاتے
مدینے میں جو اہل مال تھے ان کی مدد کرتے　　ثواب آخرت سے نامۂ اعمال کو بھرتے
وہ اہل اللہ دو دو روز فاقہ سے رہا کرتے　　خدا کے راستے میں ہر مصیبت کو سہا کرتے
نبیؐ امداد میں ان کی ہمیشہ آگے رہتے تھے　　میسر آتا جو گھر میں وہ ان کو تحفتہً دیتے
یہ سب عشق نبیؐ کے نشہ میں سرشار رہتے تھے　　محمد مصطفیٰ کے طالب دیدار رہتے تھے
توکل ان کا ساماں تھا قناعت ان کا سرمایہ　　ہر اک نے دامن علم و عمل کو اپنے بھر پایا

انصار و مہاجر

سلام اس پر ہو! جس نے زندگی طرح نو ڈالی　　کہ جس کی خوبیوں کو دیکھ کر دنیا ہے متوالی
حضور پاکؐ کے ہمراہ جو مکے سے آئے تھے　　انھوں نے ہر قدم پر رنج و غم کے تیر کھائے تھے
خدا کی راہ میں ارض وطن کو سب نے چھوڑا تھا　　عزیزانہ تعلق کے ہر اک رشتہ کو توڑا تھا
ہر اک نے مال و دولت پر خوشی سے لات ماری تھی　　بجائے عیش دنیا، آخرت اپنی سنواری تھی
ملا دربار عالی سے مہاجر کا لقب ان کو　　رضائے حق تعالیٰ مل رہی تھی روز و شب انکو
اگرچہ ہر مہاجر تھا خدا کے یاں بلند پایہ　　مدینہ میں مگر پہنچا تھا خالی ہاتھ بے مایہ
مدینہ ہر مہاجر کے لئے اک دار ہجرت تھا　　مدد کے واسطے بڑھتا ہوا یاں دست نصرت تھا
مدینہ والے ان کے واسطے ہر چیز لے آئے　　تعاون کے سبب وہ دین کے انصار کہلائے
مہاجر وہ نہیں ہے صرف جو اپنا وطن چھوڑے　　مہاجر وہ ہے غیر اللہ کے رشتہ کو جو توڑے
وہی انصار ہے جو نصرت حق پر ہو آمادہ　　خدا کے خلق کی خدمت ہو اس کی منزل و جادہ
یہ رشتہ ہجرت و نصرت کا قائم ہے قیامت تک　　خدا کی راہ میں چلتا ہے سب کو وقت مہلت تک

اسلامی بھائی چارہ

انما المومنون اخوۃ

سلام اس پر کہ جس نے پھر اخوت کی بنا ڈالی — جو رنگ و نسل کی تفریق بیجا تھی مٹا ڈالی
سلام اس پر ہو! جس نے اتحاد باہمی بخشا — حیات اجتماعی کا نظام واقعی بخشا
مساوات و محبت کا وہ منظر کر دیا پیدا — نظر آتا نہیں تاریخ میں اس کا کہیں نقشا
مہاجر بھائی کی خدمت ہر اک انصار کرتا تھا — ہر اک کے دل میں ہر دم جذبۂ خدمت ابھرتا تھا
انھوں نے جائداد و مال کی تقسیم تک کر لی — مہاجر بھائیوں کو آدھی آدھی ملکیت دیدی
نہ چھوڑے اہل ہجرت نے مگر انداز خود داری — ہوئی ان سے تجارت کی وہاں پھر گرم بازاری

اسلامی معاشرہ

سلام اس پر ہو! جس نے نظم اسلامی کیا قائم — مدینے کی فضا میں دینی حلقہ کر دیا قائم
وہی حلقہ جہاں شاہ و گدا مل جل کے رہتے تھے — اخوت کے سمندر میں خوشی کے ساتھ بہتے تھے
جہاں غربت سے نفرت تھی نہ دولت سے محبت تھی — فقط اللہ سے اور اس کے پیغمبر سے الفت تھی
ہوا تھا جاں نثاری کا وہ جذب باہمی پیدا — مدینے میں ہوا تھا ذوق انس و آشتی پیدا
پسندیدہ ہوئیں عادات سب ایمان والونکی — فرشتہ بن گئی تھی ذات سب ایمان والونکی
صداقت ان کا شیوہ تھا امانت انکا زیور تھا — صفات عالیہ کا دہر میں ہر اک مظہر تھا
عمل سے ان کے اخلاق خداوندی نمایاں تھے — ہر اک کو فیض پہنچانے میں وہ سرگرم و کوشاں تھے
نبیؐ کی صحبتوں سے بن گئے تھے حق کے وہ محرم — وہ غیروں کے لئے فولاد اپنوں کے لئے ریشم
ہوئے خوگر وہ نظم و ضبط کے بزم معیشت میں — ہمیشہ گرم جولاں تھے پیمبر کی اطاعت میں
ترقی پر تھی روز افزوں خدا کے دین کی دعوت — مدینہ بن رہا تھا خیر سے گہوارۂ رحمت
قبیلے اوس و خزرج کے ہوئے ایمان کے داعی — بجائے کفر کے اب ہو گئے عرفان کے داعی
خدا کے فضل و رحمت سے مسلمان بڑھتے جاتے تھے — وہ چوٹی پر ترقی کے مسلسل چڑھتے جاتے تھے

نفاق کا ظہور

یہودی قوم راہِ حق پرستی سے مگر بھٹکی
ترقی دیں کی کانٹا بن کے ان کے قلب میں کھٹکی
حضور پاکؐ نے اس قوم کی تالیف فرمائی
قبولِ حق کی خاطر دین کی ہر راہ بتلائی
کئے اپنے عمل سے سب طریقے اختیار ایسے
کھلے جن کی بنا پر ان پر دروازے ہدایت کے
وہ ہر اک بات میں ان کے موافق امر فرماتے
کہ فرضِ منصبی کو ہر طریقے سے بجا لاتے
نبیؐ کی اس حمایت سے ہوا الٹا اثر ان میں
عنادِ حق سے پیدا ہو گیا اور شور و شر ان میں
نبیؐ کے ماننے والوں کو ہر اک طرح بہکاتے
ضعیفوں کو وہ جبر و زور اور طاقت سے دھمکاتے
یہودی قوم دشمن بن کے ہر فتنہ کی بانی تھی
عداوت دشمنی ہر طرح کی ریشہ دوانی تھی
انھوں نے دین کے سورج کو جب چڑھتا ہوا دیکھا
مدینہ والوں کے اندر منافق کر دیئے پیدا
منافق لوگوں کا فتنہ خطرناکی کا حامل تھا
ہر اک ان میں سے مارِ آستیں تھا زہر قاتل تھا
سلام اس پر مسلم تھی جہاں میں جس کی دانائی
دبا دی جس نے حکمت سے عدو کی فتنہ آرائی

سیاستِ نبوی

سلام اس پر مدینہ آکے سب کو کر دیا یکجا
حلیفانہ تعلق سب قبائل میں کیا پیدا
یہود و اوس و خزرج کو نئی زنجیر سے باندھا
مخالف طاقتوں کو رشتہ تدبیر سے باندھا
پرو دیا عہد و پیماں کی لڑی میں سب قبائل کو
اسی نے جوڑ ڈالا اک کڑی میں سب قبائل کو
یہ لکھوایا کہ ہم سب ایک امت ہوں گے طلیہ میں
بوقت جنگ دشمن اک جماعت ہونگے طلیہ میں
کسی اک پر بھی حملہ سب پر حملہ سمجھا جائے گا
کرے گا دشمنی جو بھی سزا وہ اسکی پائے گا
بھلائی کرنے میں اک دوسرے کے ہم عناں ہونگے
برائی کے مقابل نیکیوں کے پاسباں ہونگے
عمل ہر اک کریگا اپنے مذہب کے طریقوں پر
ہر اک کو پوری آزادی ہے اپنی اپنی راہوں پر
نبیؐ کا فیصلہ جھگڑوں میں حکم آخری ہوگا
اسی بنیاد پر قائم نظامِ زندگی ہوگا
مرتب عہد نامہ کر کے سب کو متحد کر کے
بنایا دائرہ قوموں کا اس خاکہ میں رنگ بھر کے

نبیؐ نے عقلِ نورانی سے خطِ آشتی کھینچا — عرب کے اس علاقے میں حصارِ آہنی کھینچا
بروئے عہد و پیماں سب کو کر کے اپنے وابستہ — نبوت کی سیاست نے بنایا ایک گلدستہ
ریاست کی نئی بنیاد پر تشکیل فرمائی — خداوندی حکومت کی جھلک دنیا کو دکھلائی
جہاں سورج چمکتا تھا خداوندی عدالت کا — چھلکتا تھا جہاں پیمانہ انسانی شرافت کا
سلام اس پر نظامِ شوروی قائم کیا اس نے — کہ آزادی کا تحفہ فردِ مومن کو دیا اس نے
ہر اک مومن کو دیدیں رائے کی آزادیاں اس نے — کہ قائم کیں شعور و عقل کی آبادیاں اس نے
جہاں تقدیر کے آغوش میں تدبیر کا حق ہے — حدودِ شرع میں آزادئ تقریر کا حق ہے
خلافِ حق کے چلنے پہ ہر مسلماں روک سکتا ہے — خلیفہ کو غلط اقدام پر بھی ٹوک سکتا ہے
نبیؐ نے دیدیا موقع ہر اک کو آگے بڑھنے کا — مسلماں کو ترقی کی ہر اک چوٹی پہ چڑھنے کا

تعلیمِ احسانی (اخلاق و تصوف) اللہ لا الٰہ الا ھو

سلام اس پر اٹھایا جس نے پردہ رازِ وحدت کا — پلایا تشنہ کامانِ یقیں کو جام الفت کا
نبیؐ نے سب کو دی تعلیم تفصیلی و اجمالی — دلوں میں مرتسم جس سے ہوئی توحید افعالی
خدائے وحدہٗ کی ذات یکتا ہے زمانے میں — اسی کا نور ہے جلوہ فشاں آئینہ خانے میں
نہیں شرکت کی گنجائش خدا کی ذاتِ عالی میں — شریک اس کا نہیں کوئی بھی اوصافِ کمالی میں
درخشاں جلوۂ وحدانیت سے کائنات اس کی — منزہ شرک کے داغوں سے ہے ذات و صفات اس کی
"ہو الحی" کی کرنوں سے زمیں تا آسماں تاباں — اسی کی شانِ "قیومی" سے قائم محفلِ امکاں
ہے علمی دائرہ میں یہ مکاں و لامکاں اس کے — حصارِ علم میں محصور ہیں دونوں جہاں اس کے
فرازِ عرش سے تا فرش سب خلقت نظر میں ہے — حقیقت اور صورت محفلِ فطرت نظر میں ہے
کوئی شے بھی نگاہِ حق تعالیٰ سے نہیں اوجھل — حفاظت اس کو اس ارض و سما کی کچھ نہیں بوجھل
ہر اک جلوہ جہاں میں خوب سے خوب تر اس کا — محیط ہر دو عالم حلقۂ سمع و بصر اس کا
خدا کی شان قدرت بیکراں ہے اور بے پایاں — تصور کرنے سے جس کے ہے قاصر دانشِ انساں
اسی کی انگلیوں میں ہیں بنی آدم کے سارے دل — نہیں ہے بحرِ علم و قدرتِ حق کا کوئی ساحل

خدا کی بادشاہیت اس زمین سے آسماں تک ہے
ستاروں سے نظامِ کہکشاں در کہکشاں تک ہے

بچھی ہے اس کی کرسی سب زمینوں میں زمانوں میں
اسی کی حکمرانی کی تجلی آسمانوں میں

نمودِ جلوۂ بے رنگ اس کی شانِ قدوسی
تعقل کُنہ سے اُس کی ہے محرومِ قدم بوسی

تخیل سے پرے اس کا مقامِ کبریائی ہے
کہیں عقل و خرد میں شانِ عظمت کی سمائی ہے!

ظہورِ شانِ رحمت سے فضا معمور ہے ساری
جہاں کے ذرہ ذرہ سے ہویدا اس کی ضوباری

وہ ہے ہر حقیقت ہفت رنگ اس کی شعاعیں ہیں
تجلیات رنگا رنگ سے روشن فضائیں ہیں

اخلاقی تربیت

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

سلام اس پر، دلوں کو تربیت نے جس کی چمکایا ۔۔۔ خدا کی معرفت کا نور سینوں میں اُتر آیا
نبی کا فیضِ صحبت مثلِ خورشید درخشاں تھا ۔۔۔ ہر ایک ذرہ چمک سے اس کی عینِ مہرِ تاباں تھا
مسِ خام ان کی صحبت سے زرِ کامل عیار آیا ۔۔۔ کہ جو قطرہ بھی برسا بنکے وہ ابرِ بہار آیا
نبی کا فیضِ صحبت اصل میں پارس کا پتھر تھا ۔۔۔ ہوا جو مس نبیؐ کے ہاتھ سے وہ خالصاً زر تھا
سلام اس پر ہو جس کی تربیت کا فیض تھا عالی ۔۔۔ دلوں میں سب کے جس کے ثبت کی توحید افعالی
خدا کی ذات پر کامل یقین از حد ضروری ہے ۔۔۔ کہ نسبت ذاتِ حق سے مردِ مومن کی حضوری ہے
شجر توحید کا سرسبز اس پانی سے ہوتا ہے ۔۔۔ یقین دل میں خدا کی معرفت کا بیج بوتا ہے
چراغِ راہِ منزل ہے یقیں مردِ مسلماں کا ۔۔۔ چمکتا ہے اسی کی روشنی سے نورِ عرفاں کا
اندھیرا جبکہ چھا جاتا ہے روح و دل پہ عصیاں سے ۔۔۔ خلوص توبہ سے چھٹتی ہے ظلمت قلبِ انساں سے
خلوصِ دل سے توبہ معصیت سے پاک کرتی ہے ۔۔۔ خدا کی رحمتوں سے دامنِ مومن کو بھرتی ہے
خلوصِ دل سے ادنیٰ کام بھی بن جاتا ہے اعلیٰ ۔۔۔ مقام اخلاص کا کونین میں ہے ہر طرف بالا
دلِ مومن خدا کے سائے میں ہر آن رہتا ہے ۔۔۔ اُمید و بیم ہی کے درمیاں ایماں رہتا ہے
دلوں کو طمع سے اور بخل سے پھر صاف فرمایا ۔۔۔ حسد کے میل سے آئینہ کو شفاف فرمایا
غرور و کبر سے تختی کو دل کی صاف کر ڈالا ۔۔۔ چمک اٹھا یہ بحرِ معرفت کا لولوئے لالا
ہر اک مومن کو حُبِّ مال، حُبِّ جاہ سے روکا ۔۔۔ بٹھانے سے دلوں میں نقشِ غیر اللہ سے روکا
رذائل کی سیاہی سے بنا کر پاک ہر سینہ ۔۔۔ ہوا تاریک دل پرتوے حق سے صاف آئینہ
عمل کی دل کی سچائی سے پھر سینہ کو چمکایا ۔۔۔ صداقت کا علم انسانیت پر اس نے لہرایا
حوادث کے مقابل صبر کی تعلیم فرمائی ۔۔۔ خداوندی معیت صابروں کے ساتھ بتلائی

کہا جو حق پہ صابر ہوگا آخر شادماں ہوگا — کہ اس کی میہمانی کے لیے باغ جناں ہوگا
ریاضت صبر کی ہر اک بلا کو چھانٹ دیتی ہے — یہ وہ تیغ الٰہی ہے کہ غم کو کاٹ دیتی ہے

درس فضائل — تخلقوا باخلاق اللہ

سبق ان کو دیا شکر خداوندی کی عادت کا — اضافہ روز افزوں تاکہ ہو اس کی عام نعمت کا
یہ عادت شکر کی موج کرم کو جذب کرتی ہے — خدائے پاک کے لطف اتم کو جذب کرتی ہے
خدا کی نعمتیں ہر دم برستی ہیں مسلماں پر — ادائے شکر ہر نعمت ہے واجب اہل ایماں پر
مسلماں رنج و راحت میں بہ اطمینان رہتا ہے — کہ صبر و شکر سے جلوہ فشاں ایمان رہتا ہے
مسلماں رہتا ہے راضی یہاں مرضیٔ مولا پر — جھکی رہتی ہے گردن اُس کی ہر اک حکم آقا پر
رضائے حق تعالیٰ پر رضامندی ضروری ہے — گل لالہ پر فطرت کی خنامندی ضروری ہے
توکل ذات حق پر اہل ایماں کا ہے سرمایہ — خدا کی نسبت عالی سے ہے مومن بلند پایہ
پسند آئی خدا کو شان تسلیم و رضا دل سے — ہوا منظور حق کو جلوۂ صدق و صفا دل سے
حیا و شرم کی خصلت بہت ہی قیمتی شے ہے — گناہوں کی رکاوٹ کے لیے اک آہنی شے ہے
حیا و شرم کا جھومر سروں پر جگمگاتا ہے — حیا و شرم سے ایماں شعاع نور پاتا ہے
سخاوت اور فیاضی صفات ذات باری ہیں — کہ چشمے جس کے مہر و لطف کے عالم میں جاری ہیں
جدھر موجیں ہوں اسکی زندگی اس رو میں بہتی ہے — شجاعت کی تجلی سینۂ مومن میں رہتی ہے
شجاعت راہ حق کا فاصلہ آسان کرتی ہے — مسلماں کو وہ منزل پر لگا کر ہی ٹھہرتی ہے
قناعت دولت جاوید ہے مرد مسلماں کی — نہیں رہتی ہے اس کے بعد حاجت ساز و ساماں کی
مسلماں کے ہے دل پر نقش حق کی کبریائی کا — تواضع خاکساری ہے، نشاں اس کی بڑائی کا
خطا سے درگذر اور عفو کرنا شان ایمانی — تحمل، بردباری ہے خصوصی شان رحمانی

عدل کی حقیقت — اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ

سلام اس پر ہو جس نے عدل کے اسرار کو کھولا — عدالت کی ترازو سے سبھی احکام کو تولا

خدا نے عدل سے ہر چیز کو موزونیت بخشی — کمالِ اعتدالِ خلق سے محبوبیت بخشی

اساس عدل پر قائم کیا تعمیرِ عالم کو — سنوارا اُس کے شانے سے جہاں کی زلفِ برہم کو

رکھا میزان پر ساری زمینوں آسمانوں کو — بنائے عدل پر قائم کیا دونوں جہانوں کو

عناصر گوناگوں پیدا کئے ہیں بزمِ ہستی میں — رکھا ہے اعتدال خاص حق نے اوج و پستی میں

ہمہ اخلاق ایمانی ہوئے ہیں عدل سے قائم — یہی معیار ہے کون و مکاں میں حشر تک دائم

اگرچہ بزمِ امکاں میں ہے، رتبہ عدل کا اعلیٰ — محبت عدل سے لیکن رہی ہے برتر و بالا

اسلامی عبادات

سلام اس پر ہو، جس نے شرح کی حکم طہارت کی — صفائے روح و تن کے واسطے سب کو ہدایت دی

صفائے روح ملتی ہے تجلیاتِ ایماں سے — بدن کی ہوتی ہے پاکی وضو کے خاص ارکاں سے

ہے پاکی جسم کی، بالیدگی روح کا باعث — صفائی ہے بدن کی تازگیِ روح کا باعث

طہارت نصف ایماں ہے پیمبر نے یہ فرمایا — وضو کا غسل کا شرعی طریقہ سب کو سکھلایا

یہ ہے کنجی، نمازوں کا اسی سے قفل کھلتا ہے — طہارت سے ہر اک کا میل روح و تن کا دھلتا ہے

ہے روح و تن کا رشتہ اس جہاں میں سرِّ پنہانی — پڑا ہے اس کے چہرے پر نقابِ ابرِ ربّانی

ہے ظاہر کی طہارت سے جمالِ باطنی پیدا — صفائے روح سے ہوتی ہے رُخ پر روشنی پیدا

بدن کی پوری پاکی غسل سے موسوم ہوتی ہے — نجس رہنے سے روحِ آدمی مسموم ہوتی ہے

نجاست زہر ہے تریاق ہی اس کا طہارت ہے — طہارت ہی سے نورانی خداوندی عبادت ہے

طہارت کے لئے قدرت نے چشمے کر دئے جاری — برستا رہتا ہے ہر وقت ابرِ رحمتِ باری

یہ پانی آسمانی روحِ خاص زندگانی ہے — اسی سے باغ و صحرا میں بہارِ نوجوانی ہے

وضو میں خاص اعضا کا ہے دھونا موجبِ پاکی — کہ غسلِ پنجگانہ سے نہ رہ جائے تنِ خاکی

اگر پانی نہ ہو تو پھر تیمّم کی اجازت ہے — کہ مسح پاک مٹی سے یہ اک حکمی طہارت ہے

زمیں ہے پاک و سجدہ گاہ ہر مردِ مسلماں کی — خصوصی یہ فضیلت اُمتِ محبوبِ رحماں کی

طہارت ہر عبادت میں ضیا بن کر جھلکتی ہے — اسی سے دینِ حق کی لوحِ پیشانی چمکتی ہے

نمازوں کی قبولیت طہارت سے ہے وابستہ   نماز پنجگانہ منزل مقصد کا ہے رستہ

حقیقت نماز   اقیموا الصلوٰۃ

سلام اس پر ہوا جس نے عبدیت کے راز کو کھولا   خذف ریزوں سے جس نے گوہر شہوار کو رولا
عبادات الٰہی کی نئی تشکیل اُس نے کی   خلافت کے ذریعہ دین کی تکمیل اُس نے کی
خدا کا اور بندہ کا حقیقی سلسلہ جوڑا   کہ غیر اللہ کے رشتہ کو ہر اک گام پر توڑا
حریم ناز میں ہے باریابی اہتمام اس کا   نماز پنجگانہ ہے صلائے خاص و عام اس کا

الصَّلوٰۃُ مِعرَاجُ المومِنِینَ

عمارت دین کی قائم اسی پختہ ستوں پر ہے — خدا کے اس فریضہ سے دلِ مومن منور ہے
نمازوں کے ذریعہ ہوتی ہیں حق سے ملاقاتیں — خدا سے راز کی باتیں بہ صدق دل مناجاتیں
نمازوں کے ذریعہ ہوتا ہے عہد ازل تازہ — کتاب دین کا ہوتا ہے اسی سے جمع شیرازہ
یہی معراج بزم آب و گل میں ہے مسلماں کی — نبوت کی نظر میں ہے کسوٹی اصلِ ایماں کی
یہ دنیا اک جہنم ہے نمازیں جنتِ تسکیں — خدا کی یاد سے ہوتی ہے سادہ زندگی رنگیں
عبادت تشنگی ہے دل کو جو بیتاب رکھتی ہے — مزا صہبائے عرفاں کا اسی سے روح چکھتی ہے
عبادت ہی سے بندہ خالق اکبر سے ملتا ہے — عبادت ہی سے غنچہ روح کا عالم میں کھلتا ہے
عبادت کیا ہے اقرار شوق بندگی اپنا — چمکتا ہے اسی سورج سے ماہ زندگی اپنا
عبادت کیا ہے؟ ہے اعلان عجز و افتقار اپنا — خدا کے آگے اظہار نیاز و انکسار اپنا
نماز پنجگانہ ہے غذائے خاص روحانی — مجلا ہوتی ہے اس کی بدولت روح انسانی
نماز فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشا ہوگی — خدا کی یاد سے تابندہ ہر صبح و مسا ہوگی
درختوں کی طرح دربار حق میں ہے قیام اسکا — مشابہ نوع حیواں کے رکوع بے خرام اسکا
پہاڑوں کی طرح قعدہ کی ہے ہیئت نمازوں میں — نمایاں ہے خدا کی ہر طرح عظمت نمازوں میں
فلک کی محفل انجم کی گردش اس عبادت میں — خدا کی ہر طرح حمد و ستائش اس عبادت میں
یہ اک جامع عبادت ہے خداوندی شریعت میں — یہ اک فطری ریاضت ہے خداوندی شریعت میں

آذان کی ابتدا

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُو اِذَا نُودِیَ لِلصَّلوٰۃِ

مدینے میں پہنچ کر جب عبادت ہوگئی کامل — عبادت میں جماعت کی فضیلت ہوگئی شامل
مدینے میں نماز با جماعت ہوگئی قائم — رسولؐ پاک کی شان امارت ہوگئی قائم
ضرورت تھی نمازوں کے لئے اعلان دعوت کی — ہو جس کی وجہ سے پہچان اوقات عبادت کی
نبیؐ نے مشورہ اس سلسلہ میں سب سے فرمایا — جلانا آگ کا اسکے لئے بعضوں نے بتلایا
بجانے کیلئے ناقوس کی بھی رائے آئی تھی — کسی بھی رائے نے لیکن جگہ دل میں نہ پائی تھی

سروشِ غیب نے تلقین اذاں کی خواب میں کردی ہر اک مومن کے دل میں عظمتِ علم و یقیں بھردی
فرشتے نے صحابی کو طریقہ اس کا بتلایا اذاں کا یہ طریقہ فخرِ عالم کو پسند آیا
ہے مقصودِ اذاں، اعلانِ حق کی کبریائی کا محمد مصطفٰی کی دہر میں عقدہ کشائی کا
خدا کا نام اونچا ہو زمانے کی فضاؤں میں خدا کی برکتوں کی لہر پھیلے ان ہواؤں میں
خدا کی بات کانوں سے دلوں میں یوں اتر جائے مسلسل پانچ وقتوں میں خدا کا نغمہ لہرائے
مسلماں کی اذاں گونجی ہوئی ہے دونوں عالم تک صدائے دلکشا اس کی زمیں سے عرشِ اعظم تک
خدا کے نام سے غفلت زدہ بیدار ہوتا ہے نبی کے عشق سے ہر امتی سرشار ہوتا ہے
سلام اس پر کیا بیدار جس نے غافل انساں کو دیا پیغام ہشیاری کا ہر مردِ مسلماں کو

تحویلِ قبلہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام

سلام اس پر ہو جس نے دین کی تکمیل فرمائی خدا نے حسبِ مرضی قبلہ کی تحویل فرمائی
نبیؐ جو دین لے کر آئے وہ مجموعۂ حق تھا وہ گلدستہ تھا سارے انبیاء کی عام دعوت کا
خدا نے اولاً بیت المقدس کو کیا قبلہ نمازوں میں مسلماں کرتے تھے اسکی طرف چہرہ
یہ قبلہ انبیاء کا تھا جدھر وہ سر جھکاتے تھے یہودی لوگ جن کی عظمتوں کے گیت گاتے تھے
بنایا سب سے پہلے اسکو داؤدؑ سلیماں نے ضیا بخشی تھی قوموں میں اسی کے نورِ عرفاں نے
سلیمانی حکومت کا پھریرا اس نے دیکھا تھا اندھیری رات میں حق کا سویرا اس نے دیکھا تھا
خدا کی بادشاہت کا وہ عالم اس پہ گذرا تھا ہر اک جن و بشر عظمت کے آگے اسکی جھکتا تھا
خدا کا گھر جو ہر رشد ہدایت کا تھا گہوارہ وہ بخت نصر کے ہاتھوں سے ویراں ہو گیا سارا
اکھاڑی ظالموں نے نیو تک بیت المقدس کی قیامت شہر کے ہر ایک گوشہ میں بپا کر دی
کیا ناراض حق کو سرکشی سے قوم موسیٰ نے مسلط کر دیا اسی ناسزا کو حق تعالیٰ نے
نبیؑ پر قوم کا نوحہ اک دلدوز نوحہ تھا کہ پتھر کا کلیجہ جس کے سننے سے پگھلتا تھا
خدا نے پھر کئے ساماں آبادی کے اس گھر کو عزیرؑ پاک کے دل کی تمناؤں کے صدقے سے
ہوا آباد یہ گھر پھر نمازوں سے دعاؤں سے زمانہ گونج اٹھا پھر عبادت کی صداؤں سے
یہودی قوم کی بڑھتی رہی رفتار طغیانی بھڑک اٹھا تھا قتل انبیا سے غیض ربانی

پھر اٹھا خدا کے قہر کا آتش فشاں لاوا — اٹھا طیطوس رومی پھر اسے تاراج کر ڈالا
مقدس شہر کو برباد و ویراں کر دیا اس نے — یہودی قوم کو عبرت کا ساماں کر دیا اسنے

کعبہ مکرمہ — اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا

خدا نے اپنے اس گھر کی مگر خود ہی حفاظت کی — عبادت گاہ اول ہونے کی جسکو فضیلت دی
وہ کعبہ جس کو ابراہیم نے تعمیر فرمایا — اب اس کے عالمی مرکز کے بن جانے کا وقت آیا
نبی کے دل میں رہ رہ کر ابھرتی تھی یہی دعوت — ہمیشہ کے لئے بن جائے کعبہ قبلہ ملت
رخ انور کا رخ ہر وقت سوئے آسماں رہتا — کہ چہرہ انتظار وحی میں بہجت نشاں رہتا
دعا اخلاص سے فرما رہے تھے ہادی عالم — نگاہیں تھیں خدا کی چہرۂ محبوب پر ہر دم
بالآخر حضرت جبریل لے کر وحی کو آئے — خدا کا حکم قبلہ کے بدل جانے کا وقت آیا
ملی یہ نعمت عظمیٰ طفیل ہادی اکرم — ہوئے تحویل قبلہ سے بہت خوش قبلہ عالم
خلیل اللہ نے مرکز عرب کا جس کو ٹھہرایا — وہ عالمگیر مرکز ملت بیضاء کا کہلایا
سمیٹا دین حق نے برکتوں کو دونوں قبلوں کی — بہم کرلیں مقدس رحمتیں پچھلے مہینوں کی
یہ تبدیلی مگر حق کی طرف سے اک کسوٹی تھی — خدا کے امتحاں میں قوم مسلم کامیاب اتری
غبار و گرد اگرچہ کچھ اڑایا بے وقوفوں نے — اثر اس کا لیا لیکن نہ حق کے نیک بندوں نے
خدا کے حکم پھر راضی ہوئے اللہ کے بندے — نہ ان پر چل سکے مردود شیطانوں کے ہتھکنڈے
مکمل کی خدا نے نعمت ہر دو جہاں ان پر — ہوا آساں خلاق جہاں کا امتحاں ان پر
سلام اس پر کہ جسکی تربیت نے ذوق دیں بخشا — صحابہ کے دلوں کو جلوۂ علم و یقین بخشا

روزہ کا فریضہ — یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَام

سلام اس پر ہو جب تنظیم ملت ہو گئی برپا — تو رفتہ رفتہ احکام شریعت کا ہوا اجرا
سلام اس پر ہو جو ساغر بکف رحمت بجام آیا — صفائے روح و دل کے واسطے ماہ صیام آیا
ہوا سال دوم جب ارض طیبہ میں طرب افزا — تو روزہ کا فریضہ ہو گیا روحانیت پیرا
یہ حق کا وہ فریضہ ہے جو پچھلی امتوں میں تھا — ریاضت کا طریقہ جو کہ سارے مذہبوں میں تھا

بہائے روزہ ہے ہمدردی و غم خواری انساں — ہے حاصل روزہ داروں کو خصوصی نسبت رحمانی
وہ جس نے مرد مومن کو فرشتوں کا کیا ہم سر — کہ ترک خواہشات نفس سے چمکے خفی جوہر
خدا نے آگ شہوت کی ہر اک انسان میں بھر دی — بجھانے کیلئے پانی کی نعمت بھی عطا کر دی
بہم ہونے سے پانی آگ کے طاقت ابھرتی ہے — کہ فطرت اسکے ہاتھوں نو بنو ایجاد کرتی ہے
بہم ہونے سے پانی آگ کے اسٹیم بنتی ہے — ہوا طاقت پکڑ کر خود بخود چھلنی میں چھنتی ہے
یہی طاقت ہے اس عالم میں جو ایجاد سامانی ہے — کہ عصر نو کی ایجادات سے انساں حیراں ہے
چھپی ہے فرض روزہ میں اسی کی جلوہ سامانی — ہے ضبط نفس سے پیدا عروج خاص روحانی
سلام اس پر ہو جس نے دعوت روحانیت دی ہے — ہر اک مومن کے روح و جسم کو نورانیت دی ہے

حکمتِ زکواۃ — وَآتُوا الزَّكٰوةَ

سلام اس پر ہو جس نے جذبہ رحم و کرم بخشا — دلوں کو جسنے ہر مومن کے اک احساس غم بخشا
سلام اس پر بنایا مال و دولت کا امیں جسنے — مسلماں کو کیا گنج عنایت کا امیں جس نے
خدا کی راہ میں دولت لٹانا حکم عام اس کا — ادا کرنا زکوٰۃ مال ہے محکم پیام اس کا
خدا نے مال و دولت میں کشش رکھدی ہے بے پایاں — لگاتا ہے انہی سے دل زمانے میں ہر اک انساں
بجز حق کے کسی سے دل لگانا غیر موزوں ہے — نگاہ دیں سے ہیں ہر دولت کا شیدا مثل قاروں ہے
محبت کے لئے دل کو نشیمن حق نے ٹھہرایا — صفائی کے لئے ہر ماسوا سے حکم فرمایا
زکوٰۃ مال سے پاکیزگی ہوتی ہے اس دل کی — غریبوں کی ہے ہر خدمت علامت مرد کامل کی
خدا کے حکم سے دولت ہر اک طبقہ میں بٹتی ہے — امیری اور غریبی کی خلیج اس طرح پٹتی ہے
زکوٰۃ مال سے بٹتی ہے دولت سارے طبقوں میں — سمٹ کر رہ نہ جائے مال و دولت چند ہاتھوں میں
خدا کی راہ میں انفاق سے دنیا سنورتی ہے — ادائے صدقہ سے خود صورت ملت نکھرتی ہے
سلام اس پر غنا اور فقر کو ہم صف کیا جسنے — کہ مژدہ افضلیت کا غریبوں کو دیا جسنے

فریضۂ حج کی تجدید — وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

سلام اس پر ہو فرض حج کی پھر تجدید فرمائی ۔۔۔ براہیمی مناسک کی بہت تاکید فرمائی
چلا آتا تھا اس کا سلسلہ خود عہد آدم سے ۔۔۔ نبی ہر دور کے آتے تھے حج کو سارے عالم سے
ہوا حق کا ارادہ جب زمیں کی آفرینش کا ۔۔۔ تو قدرت کے سمندر سے ہوا اک بلبلہ پیدا
بساط ارض خاکی کو اسی نقطہ سے پھیلایا ۔۔۔ خدا کا نور عرش پاک سے اب فرش تک آیا
یہی ناف زمیں ہے کعبہ جس میں جلوہ آرا ہے ۔۔۔ زمینِ خاک پر یہ عرش اعظم کا ستارہ ہے
بنا نا کعبہ کو مرکز ازل کے روز سے پایا ۔۔۔ اسی مطلع کو اپنے نور سے قدرت نے چمکایا
یہی منبع ہے جس سے پھوٹ کر دریا نکلتے ہیں ۔۔۔ ظہور قدرت حق کے یہاں چشمے ابلتے ہیں
یہی محور ہے جس پر کل جہاں چکر لگاتا ہے ۔۔۔ اسی آئینے میں نور حقیقت جگمگاتا ہے
یہی دار الخلافہ ہے خداوندی حکومت کا ۔۔۔ یہیں سے سکہ چلتا ہے خدا کی بادشاہت کا

کعبہ کی پرانی تاریخ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا

زیارت کے لئے کعبہ کے خود آدم بھی آئے تھے ۔۔۔ عبادت کے اسی گلزار میں پودے لگائے تھے
سفینہ نوح کا طوف حریم کعبہ کو آیا ۔۔۔ دعا کے واسطے نوح نبی نے ہاتھ پھیلایا
اسی وادی میں حضرت ہود کا پھر کارواں اترا ۔۔۔ اسی سرچشمہ پر عاد ارم کا قافلہ ٹھہرا
ترو تازہ ہوا تعمیر معمار حرم سے پھر ۔۔۔ شگفتہ ہو گیا یہ گلستاں ابر کرم سے پھر
خلیل اللہ کا رنگ محبت اسنے دیکھا ہے ۔۔۔ ذبیح اللہ کا شوق شہادت اسنے دیکھا ہے
نگاہوں میں ہے اسکی ہاجرہ کی سعی و جولانی ۔۔۔ فضائے مکہ میں پھیلا ہوا ہے نور قربانی
یہیں سے ابلا ہے اسلام کا پہلے پہل چشمہ ۔۔۔ یہیں سے پھیلا دنیا میں خدا کا اولیں کلمہ
یہاں آکر نگہ میں پھرتی ہے تاریخ انسانی ۔۔۔ سما جاتی ہے نظروں میں یہیں تو شان ربانی
خدا کے عاشقوں کے واقعے آنکھوں میں پھرتے ہیں ۔۔۔ کہ عبرتناک پچھلے حادثے آنکھوں میں پھرتے ہیں
یہیں تو عشق حق سے لوح پیشانی چمکتی ہے ۔۔۔ یہاں ہر دل میں چنگاری محبت کی بھڑکتی ہے
سلام اس پر ہو! پھر سنت مناسک کی ہوئی جاری ۔۔۔ فریضہ حج کا کیا ہے؟ عشق حق کی خاص تیاری
مراسم عشق کے اس فرض میں انجام پاتے ہیں ۔۔۔ براہیمی مظاہر عشق حق کے یاد آتے ہیں
یہی کعبہ ہے جسکو سجدہ گاہ عاشقاں کہیے ۔۔۔ محبان خدا کا اک مقدس آستاں کہیے

نیاز و ناز کے عشوے جہاں تکمیل پاتے ہیں
خدا کے عشق کے جذبے جہاں تکمیل پاتے ہیں

مساوات حقیقی کے مظاہر ہیں جہاں پیدا
خدا کے عشق کے نظارے ہیں عالم نشاں پیدا

طواف و سعی مکہ میں منیٰ میں قرض قربانی
جھلکتا ہے عمل سے عاشقوں کے رنگ حیرانی

صفا مروہ میں دونوں یادگاریں عشق صادق کی
خلوص ہاجرہ نے ان پہاڑوں کو فضیلت دی

اکٹھا ایک ہی مرکز پہ قوموں کو کیا اس نے
پیام وحدت انسانیت سبکو دیا اس نے

نویں تاریخ ذی الحج کی بنی تاریخ لافانی
مٹادی جس نے رنگ و نسل کی تفریق انسانی

سلام اس پر جو آیا تھا سب کو متحد کرنے
دلوں میں ہر بشر کے جذبۂ عشق و یقیں بھرنے

اسلامی معیشت

ولقد مکنٰکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش

سلام اس پر امعاش دنیوی کا جسے حق بخشا
سنایا پاک روزی کے لئے ہر ایک کو مژدہ

خدا نے نوع انساں کو زمیں پر سلطنت دیدی
اٹھانے کیلئے نفع و ضرر کے تمکنت دے دی

زمیں پر باغ و راغ و کوہ و صحرا جلوہ ساماں ہیں
خدا کے حکم سے خدمت گذار نوع انساں ہیں

جہاں میں کھول کر رکھدیں معیشت کی سبھی راہیں
یہاں دنیا و عقبیٰ دونوں کی ہیں باہمی راہیں

عمل تسخیر کا ہے محنت پیہم زمانے میں
کھلی سعی و طلب سے قسمت آدم زمانے میں

در مقصود کھلتا ہے مسلسل جانفشانی سے
حیات مرد مومن ہے جہاد زندگانی سے

چھپے ہیں اس زمیں میں قدرتی سامان روزی کے
بھر یک گام ملتے ہیں یہاں عنوان روزی کے

خدا کے یہ خزانے ہاتھ آجاتے ہیں محنت سے
خدا ملتا ہے بندے کو کمالات ریاضت سے

مقدس انبیاء ہاتھوں سے خود روزی کماتے تھے
عمل سے اپنے ہر انسان کو رستہ دکھاتے تھے

نبیؐ نے زندگی کرنے کا سبکو گر یہ بتلایا
ہمیشہ درمیانی چال سے چلنے کو فرمایا

ہر اک حقدار کے حق کی ادائی بھی ضروری ہے
تقاضے جتنے ہوں ان کی صفائی بھی ضروری ہے

طلب کرنا ہوا روزی کا فرض عین انساں پر
وہ اپنا پیٹ بھر کر ہی چڑھے گا بام عرفاں پر

یہ دنیا آخرت کے واسطے سرسبز کھیتی ہے
یہاں جو فصل بوئی جاتی ہے عقبیٰ میں کٹتی ہے

یہ دنیا آخرت کے واسطے اک زینہ بنتی ہے
رضائے حق تعالیٰ کے لئے گنجینہ بنتی ہے

تسلسل زندگی کا اس جہاں سے اس جہاں تک ہے
کہ منزل مرد مومن کی قفس سے آشیاں تک ہے

سلام اس پر ہو جس نے پاک روزی کو فضیلت دی — تجارت اور صنعت کو جہاں میں زیب زینت دی
زباں کی رہنمائی کے لئے صدق مقال آیا — شکم کی پارسائی کے لئے اکل حلال آیا
سلام اس پر ہو جسنے محنت و سرمایا کو پرکھا — بہت اونچا کیا اونچا کیا مزدور کا رتبہ
جہاں میں جتنی چیزیں ہیں خدا کی ملکیت میں ہیں — اسی مختار مطلق کی وہ قید عبدیت میں ہیں
چمک اصلی نہیں ہے بحر میں لولوئے لالہ کی — حقیقی روشنی ہر چیز میں ہے حق تعالیٰ کی
ہے قبضہ عارضی انسان کا دنیائے ہستی میں — خدا ہے مالک اصلی جہان حق پرستی میں
مگر مالک نے انسانوں کو حق ملکیت بخشا — نظام امن کی خاطر مذاق سلطنت بخشا
یہی مقصود فطرت ہے یہی ارشاد ربانی — کریں انسان مل جل کر یہاں نظم جہاں بانی
جو اسکا دست محنت ہے تو اسکا خشت سرمایہ — تمدن کا یہ قصر عام دو ہاتھوں سے بن پایا
امارت کو نبی نے دعوت خدمت گذاری دی — کہ کاٹی تیشۂ مذہب سے جڑ سرمایہ داری کی
گداگر بنکے رہنا نسل انسانی کی توہین ہے — شریعت کی نظر میں یہ گدائی جرم سنگیں ہے
اگر خلق کی نظروں میں مرد سفلہ خو ہوگا — گدائی کرنے والا حشر میں بے آبرو ہوگا
مدار فضل، تقویٰ اور طہارت ہے شریعت میں — خدا کا قرب سامان سعادت ہے شریعت میں
سلام اس پر کہ جس نے عام کی تعلیم خودداری — مساوات و اخوت کی ہوئی دنیا میں ضوباری

انسانی قدروں کا احیاء

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا

سلام اس پر ہو جس نے اجتماعیت کو اپنایا — غبار خاک کو بھی آسماں پر اس نے پہنچایا
غرور برتری کے بت کو چکنا چور کر ڈالا — نسب کی ہر برائی ہو گئی جس سے تہ و بالا
مساوات و اخوت کو جہاں میں عام فرمایا — پیار اور چاہ سے جینا ہر اک انساں کو سکھلایا
مٹا ڈالا تمیز بندہ و آقا کے افسوں کو — عمل کر کے بتایا وحدت انساں کے مضموں کو
سلام اس پر ہو! دی جس نے غلاموں کو جہانگیری — عطا کی ان کے ہاتھوں بازوؤں کو تیغ تسخیری
سلام اس پر ہو جس نے حریت کو کر دیا زندہ — ہے جسکے ذکر سے تاریخ عالم درتابندہ
ہر اک فرقہ کو جس نے مذہبی آزادیاں دیدیں — گلوں کے ساتھ خاروں کو بھی سرافرازیاں دیدیں

خدا کی دعوت کامل کو سمجھایا براہیں سے
حقیقت کو نمایاں کر دیا فطرت کے آئیں سے

رکھی نور بصیرت پر بناتے دین ربانی
ہے نور عقل کامل ہی سے پیدا نور عرفانی

سلام اس پر نفی کی جس نے جبر و زور کی دیں میں
زبردستی نہیں ہوتی موثر دل کی تسکیں میں

نہیں کہتے ہیں دیں اصل حقیقت جان لینے کو
کہا جاتا ہے دیں غیبی حقائق مان لینے کو

خدا کا دین کہتے ہیں خوشی سے مان لینے کو
خدا کی معرفت کو قلب سے پہچان لینے کو

کفر کا ردعمل وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِهِم

سلام اس پر ہو جس نے دعوت فکر و نظر دی تھی
ہر اک انسان کو جس نے تمیز خیر و شر دی تھی

مگر کفار مکہ کو یہ قدریں ناپسند آئیں
کہ ان کے ذوق عجب و کبر سے باتیں یہ ٹکرائیں

زبان بندی سے دعوت کو خدا کی روکنا چاہا
کہ چمگاڈر نے دن کی روشنی کو روکنا چاہا

مظالم کے پہاڑ ایسے نہ ٹوٹے تھے نبیوں پر
جو توڑے اہل مکہ نے مسلمانوں ضعیفوں پر

حرم کی سرزمین نرم، پتھر ہو گئی ان پر
مسلسل ابتلا سے زیست دوبھر ہو گئی ان پر

صحابہ نے خدا کے حکم سے اپنا وطن چھوڑا
ہر اک نے جائداد و مال کے ہر رشتہ کو توڑا

مدینہ کی زمیں یوں بھا گئی انکو جہاں بھر میں
عبادت کر سکیں وہ چین سے اس امن کے گھر میں

ہر اک کافر یہ حالت دیکھ کر غصہ میں بھر آیا
مسلمانوں نے کیوں گہوارہ امن و اماں پایا

ہوا ہے کیوں مدینے میں فروغ زندگی پیدا
نظام شرع سے کیوں ہو گئی تابندگی پیدا

گذاری اپنی اپنی زندگی کیوں شادمانی سے
رہیں کیوں اہل ایماں امن کی راحت رسانی سے

ہوا ہجرت سے بازار مظالم کفر کا ٹھنڈا
دل کفار میں ہجرت سے طوفان غضب امڈا

یہ کہنا تھا زبان حال سے ہر کافر و جابر
کہ نکلا کیوں ہمارے دام سے صید زبوں آخر

مسلماں کیسے اطمینان سے یثرب میں رہتے ہیں
علی الاعلان سچی بات اب سڑکوں پہ کہتے ہیں

ملی ہے ان کو آزادی مدینے کی فضاؤں میں
خدائے وحدہٗ کا نام لیتے ہیں دعاؤں میں

لکھا مکے کے سرداروں نے بہر جنگ اک نامہ
بپا ہو جس سے یثرب والوں میں آپس میں ہنگامہ

ہمارے بھائی بندوں کو غضب ہے تم نے بہکایا
بہت دیدہ دلیری سے مدینہ میں ہے ٹھہرایا

نکالا گر نہیں تم نے مسلمانوں کو یثرب سے
تواضع ہم کریں گے نوک خنجر نیش عقرب سے

قبائل کو لئے چڑھ دوڑیں گے ہم سب مدینے پر
مسلح ہو کے ہلّہ بولیں گے ہم سب مدینے پر

مدینہ پر کریں گے حملہ ہم سب مل کے شدت سے
تیا پانچہ کریں گے ہم تمہاری اپنی طاقت سے

اگر تم نے نہیں باہر کیا ان کو مدینے سے
تو ہم محروم کردیں گے تمہیں یثرب میں جینے سے

تمہارا بیج بھی ہرگز نہ چھوڑیں گے عرب میں ہم
رہیں گے ختم کرکے تم کو اب جوش غضب میں ہم

یہ رقعہ مکہ کا ابن ابی کے نام پر آیا
وہ پڑھ کر جنگ کی دعوت کو اپنے دلمیں گھبرایا

تھے مکہ والے واقف اسکے شوق خودستائی سے
بمزاج بزدلی سے فطرت شورش فزائی سے

بنا پھرتا تھا ہو کر شہریار خاص یثرب کا
سمجھتا تھا وہ خود کو تاجدار خاص یثرب کا

بنا رکھا تھا پہلے سے ہی اسنے تاج شاہانہ
ہوس نے بھر دیا تھا دل میں سودائے ملوکانہ

ارادہ تھا کرے اعلان اپنی بادشاہت کا
نبے سردار اور مختار یثرب کی ریاست کا

مسلمانوں کی آمد سے ملامٹی میں منصوبہ
منافق بن کے بحر حسرت و افسوس میں ڈوبا

بلایا اس نے اس خط سے سبھی کو مشتعل کرنے
خلاف اسلام کے لوگوں کے دلمیں دشمنی بھرنے

لڑانا چاہا آپس میں مسلماں کو مسلماں سے
تبا کر خط کے اس مضموں کو پڑھکر اسی عنواں سے

سنایا اوس وخزرج کو یہ اس نے مکہ کا اعلان
محمد کے سبب سے آنیوالا تم پہ ہے طوفان

محمد اور ان کے ساتھیوں کو جو جگہ دی ہے
مگر بیٹھے بٹھائے تم نے آفت مول لے لی ہے

بھڑک اٹھے مگر جذبات تقریر منافق سے
سلگ اٹھے شرارے مکر و فتنۂ منافق سے

یہ خطرہ ہوگیا انصار آپسمیں نہ لڑ بیٹھیں
منافق لوگوں کے بھڑکانے سے باہم جھگڑ بیٹھیں

نکل آئیں میانوں سے مسلمانوں کی شمشیریں
بروئے کار اب ہونے لگیں کافر کی تدبیریں

ہوا جب علم حضرت کو وہاں تشریف لے آئے
نہایت حکمت و دانش سے سارے امر سمجھائے

یہ فرمایا اگر جاری کیا تم نے لڑائی کو
کرے گا قتل اس چکر میں بھائی اپنے بھائی کو

شکست ہو جائے گی طاقت تمہاری خانہ جنگی سے
منافق کام لینا چاہتے ہیں اس دورنگی سے

رسول پاک کی باتوں سے آنکھیں کھل گئیں انکی
سحاب لطف سے ساری خطائیں دھل گئیں انکی

یہ حربہ کافروں کا ہوگیا ناکام یثرب میں
کہ اونچا ہو چکا تھا اب خدا کا نام یثرب میں

بدرِ صغریٰ

وَقَاتِلُوْهُمْ كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً

اتر آیا لڑائی پر عرب میں خاص و عام انکا ‏ بھڑک اٹھا مسلمانوں پہ جوش انتقام انکا
چلا غارت گری کے واسطے مکہ سے لشکر اب ‏ چراگاہ مدینہ پر ہوا تھا حملہ آور اب
انھوں نے پہلے چرواہوں کو ظلماً قتل کر ڈالا ‏ کیا تھا کفر نے اپنے ہی ہاتھوں اپنا منھ کالا
ہنکا کر لے گئے اونٹوں کا پھر گلہ مدینے سے ‏ کیا تھا کافروں نے بڑھ کے خود جھگڑا مدینے سے
نبی نے کچھ صحابہ کو تعاقب کے لئے بھیجا ‏ کریں وہ حملہ آور لوگوں کا پوری طرح پیچھا
مگر وہ سر پہ رکھ کر پاؤں بھاگے تھے مدینے سے ‏ ہوتے مایوس پیچھا کرنے پر وہ اپنے جینے سے
تھی پہلی جارحیت مکہ والوں کی مدینے پر ‏ دماغ دشمناں وا جب ہوا اب مرنے جینے پر
یہ پہلا معرکہ تھا بدر صغریٰ جسکو کہتے ہیں ‏ جو الٹا کفر تھا حشر عظمیٰ اسکو کہتے ہیں
اسی چنگاری سے روشن ہوا وہ شعلۂ تاباں ‏ کہ جسکی آگ سے باطل کا خرمن ہوگیا سوزاں

جہاد کا حکم اور حکمت ‏ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض

خدائے پاک کی جانب سے اب حکم جہاد آیا ‏ خدا کا حکم پھر قطع نخل پر فساد آیا
اسی کی روح عالم میں نئے جلوے دکھاتی ہے ‏ جہاد حق کی فطرت اس جہاں میں کائناتی ہے
یہ سورج چاند سرگرداں ہیں بحر آسمانی میں ‏ طلاطم خیز ہیں ان کی شعاعیں زندگانی میں
شجر اور نخل میں پھیلا اسی کا شاخسانہ ہے ‏ کہ باغ و راغ میں مہکا ہوا اس کا فسانہ ہے
جہاد حق کے نغمے گونجتے ہیں آبشاروں سے ‏ ترانے اسکے لرزاں سینۂ دریا کے دھاروں سے
سمندر میں بھی جہد زندگی کا شور برپا ہے ‏ کہ ہر اک موج ساحل ہی سے ٹکرا کر توانا ہے
فلک کا ہر ستارہ چرخ پر بیتاب رہتا ہے ‏ سمندر میں جد و جہد کے غرقاب رہتا ہے
کلی بے تاب ہے گلشن میں سینہ چاک کرنے کو ‏ کہ خود شبنم ٹپکتی ہے چمن نمناک کرنے کو
جہاد حق فریضہ ہے ہر اک ذی روح حیواں کا ‏ چمکتا ہے اسی سے گوشہ گوشہ بزم امکاں کا
زمیں سے آسماں تک زندگی ہے گرم جولانی ‏ ہے خورشید عمل کی ہر طرف ہی جلوہ افشانی
جہاد فی سبیل اللہ کی اک شاخ ہے خوش رنگ ‏ کہ جسکا نام پر ہیبت زمانے کی زباں پر جنگ
وہ جنگ پر خطر جس کا تصور وحشت افزا ہے ‏ خیال آتے ہی جسکا ہر بہادر کانپ اٹھتا ہے
وہ میدان جنگ کا جس میں نری حیوانیت دیکھی ‏ جہاں پر خاک و خوں میں لوٹتی انسانیت دیکھی

جہاں پرچھائیں بھی رحم و مروت کی نہیں ملتی
کلی رحم و کرم کی اس بیاباں میں نہیں کھلتی

بھیانک اس کا چہرہ ہے ڈراونا ہے نظارہ
ہے اس کی زد میں ہر اک دور کا انسان بیچارہ

مگر وہ سرورِ عالم جو رحمت بن کے آیا تھا
اسی نے جنگ کو بھی رحم کا مظہر بنایا تھا

یہ دینی جنگ ہے جس کے مخالف غلغلہ زائی
سڑے اعضاء کو تن سے صاف کرنے کیلئے آئی

لگایا جاتا ہے نشتر کو پھوڑا جب کہ پک جاتے
بدن کا مادہ فاسد بہ آسانی نکل جائے

نہ شہروں کی تباہی ہے نہ گھر دوں کی بربادی
جہادِ حق ہے امن و عافیت تعمیر و آبادی

جہاد کی مشروعیت

اجازت اہل ایماں کو ملی اس کی مدینے میں
کہ تیرہ سالہ محنت کی چمک پیدا تھی سینے میں

رزائل کو کیا کافور مکہ کی ریاضت نے
صحابہؓ کے دلوں میں گھر کیا حق کی محبت نے

نبیؐ کے فیض صحبت سے ہر اک تھا پیکر ایماں
بہیمیت کے جامے سے نکل آیا تھا ہر انساں

نہیں تھا جرم ایماں والوں کا بجز حق پرستی کے
نہیں بھایا نظر میں یہ غلو باطل کی پستی کے

کمربستہ ہوئے کفار سب ایذا رسانی پر
نہ تھی کچھ رحم و ہمدردی کسی کی ناتوانی پر

بھرے تھے فتنہ زا جذبے دلِ کفارِ مکہ میں
اٹھے آتش فشاں شعلے دلِ کفارِ مکہ میں

بجھانے کے لئے اس آگ کے حکم جہاد آیا
خدا کے اس جلالی حکم سے خود کفر تھرایا

دفاعِ باہمی ستھراؤ کر دیتا ہے باطل کا
کہ حق کی فتحیابی سے پتہ چلتا ہے منزل کا

نہ ہوتا گر دفاعِ باہمی دنیا کے پردہ پر
بگڑ جاتا نظامِ عالم انسانیت یکسر

عدو کے ہاتھوں ڈھائے جاتے ہر اک دین کے معبد
جہاں سے فوت ہوتا مذہبی اقدار کا مقصد

ہمیشہ بول بالا رہتا طاقت کا زمانے میں
ضعیفی اک نشانہ بنتی قوت آزمانے میں

ہمیشہ سر تکبر کا زمانہ میں بلند رہتا
ستم فرعونیت کے ہر ضعیف و ناتواں سہتا

توازنِ زور و قوت کا نہ عالم میں بہم رہتا
قوی کے ہاتھوں کمزور پر ظلم و ستم رہتا

مٹانے کے لیئے طاقت پرستوں کے جہاد آیا
فریضہ جنگ بہر دفاعِ ہر فساد آیا

سلام ان پر ہو جن سے چل پڑا اسلام کا دریا
عرب میں بہہ پڑا جن سے خدا کے نام کا دریا

مگر چشم عدو میں یہ ترقی ناسزا ٹھہری
فروغ دین کی ہر لہر سیلاب بلا ٹھہری

عروج انسانیت کا دشمنوں کو ناپسند آیا
کہ کیوں دنیا میں سامان علاج دردمند آیا

عرب کے ظالموں نے جنگ کے شعلوں کو بھڑکایا
مدینے کو جلانے کے لئے ہر شعلہ خو آیا

سلام اس پر ہو جس نے کھینچ لی شمشیر حقانی
بجھائی جس نے آب تیغ سے نار ستمرانی

مدینہ کو بنایا کفر نے جولان گاہ اپنا
چڑھائی کے لئے میدان اک [illegible]م پگاہ اپنا

نبی نے نظم حرب و ضرب کا برپا کیا نقشہ
مدینے کی حفاظت [illegible]ے لئے تو [illegible]ئم کیا پہرہ

ہراول دستے گھوما کرتے تھے اکناف صحرا میں
عدو غافل نہ سمجھے [illegible]لو اس جنگی تماشہ میں

ہوا کرتی تھیں جھڑپیں بیچ میں مکے مدینے کے
ہوا کرتے تھے سودے راہ حق میں مرنے جینے کے

برابر اہل مکہ درپئے آزار رہتے تھے
مسلمانوں سے ہردم برسر پیکار رہتے تھے

ہمیشہ چپکے چپکے نت نئے فتنے جگاتے تھے
نبی کے مستعد رہنے پر پیچ و تاب کھاتے تھے

ہمیشہ چلتی رہتی تھی برابر چھیڑ چھاڑ ان کی
مدینہ والوں پر رہتی تھی پیہم مار دھاڑ انکی

نہ نکلے دل کے ارماں پھر بھی ان کوتاہ دستوں کے
ہوں قائم کیوں منارے اس جہاں میں حق پرستوں کے

جو بجلی دشمنی کی چرخ مکہ پر چمکتی تھی
جلانے کے لئے طیبہ کے خرمن پر لپکتی تھی

باطل کا منصوبہ غزوہ بدر لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بالآخر اہل مکہ نے بنایا ایک منصوبہ
ہوا تھا متفق ہر اک قبیلہ جس پر مکہ کا

تجارت کے لئے اک قافلہ تیار ہو جائے
ہر اک باشندہ مکہ کا شریک کار ہو جائے

ہر اک چھوٹے بڑے کا ہو گا اسمیں مشترک حصہ
لگایا جائے سرمایہ ہر اک مکہ کے انساں کا

جو نفع اس پر آئے گا وہ سب کا مشترک ہو گا
مدینے پر اسی کے بل پہ حملہ یک بیک ہو گا

لگے گا یہ نفع سارا مدینے کی تباہی پر
کہ ہلا بولا جائے گا نبی کی بادشاہی پر

نہ جبتک ہم جلا کر خاک کر دیں گے مدینے کو
نہ جبتک جنگ میں نعشوں سے بھر دینگے مدینے کو

نہیں بیٹھیں گے ہرگز چین سے اپنے گھروں میں ہم
نہیں پرواہ کہ سمجھے جائیں گے غارتگروں میں ہم

ہر اک شہری نے بڑھ چڑھ کر لیا اس کام میں حصہ
جو صہبا مشترک ہے ہو ہر اک کا جام میں حصہ

لگایا اس میں سرمایہ تھا ہر اک مرد عورت نے
لگایا تھا بہت ساماں اسمیں اہل دولت نے

بنایا پھر ابوسفیاں کو میر کارواں اپنا
بنایا سارے منصوبہ کو اس کو رازداں اپنا

روانہ ہو گیا یہ قافلہ پھر شام کی جانب
بالآخر جلد پہنچا منزل اتمام کی جانب

کمایا اس نے نفع بازار تجارت میں
وہ پلٹا نفع لے کر پھر دلیروں کی حفاظت میں

خبر اس قافلہ کی واپسی کی ہر طرف پھیلی
مدینہ میں بھی اس منصوبہ کی کچھ کچھ بھنک پھیلی

تجارتی قافلہ

اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصویٰ

تجارت کا نہیں تھا قافلہ یہ ایک پردہ تھا
چھپا جس کے جلو میں مکر شیطانی کا فتنہ تھا

نہیں تھا قافلہ یہ ایک ہتھیاروں کا مخزن تھا
یہاں جس کے شکم میں جنگ شیطانی کا ایندھن تھا

چھپے تھے اس کے پردہ میں مگر تلوار اور بھالے
عزائم کفر کے مہلک تھے اور سب آتش پرکالے

منافع سے لیا جانا اسی کے جنگ کا ساماں
امنڈ آتا اسی کے بل پہ چرخ طیبہ پر طوفاں

صحابہ رضؓ سے مشورہ

نبی نے مشورہ کے واسطے اب سب کو بلوایا
مہاجر اور انصاری ہر اک کو یاد فرمایا

یہ فرمایا قریشی مکہ سارے بر سر کیں ہیں
مخالف مذہب اسلام کے ہیں دشمن دیں ہیں

مدینہ پر برابر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں
مدینے کے مٹا دینے کا ہر انساں سے کہتے ہیں

ہے پیہم قتل اور غارت گری کا سلسلہ جاری
تجارت کے ہے پردہ میں بڑے حملے کی تیاری

ارادے ان کے ہیں بولیں مدینہ پر بڑا دھاوا
جلا کر شہر کو پورا بنا دیں راکھ کا آوا

بھڑکتے ہیں حسد کے آگ میں سینوں میں انگارے
خود اپنی آگ میں جلتے ہیں یہ ناداں بیچارے

ابوسفیان کی سرکردگی میں قافلہ سارا
بجاتا آرہا ہے کامیابی کا وہ نقارہ

اسے موقع دیا جائے یہاں سے جانے دینے کا
تقاضا حکمت جنگی کا یا ہے روک لینے کا

صحابہ نے حضور پاک کو یہ رائے اپنی دی
ضرورت ہے قریشی قافلہ کی ناکہ بندی کی

سہ بخاری سیرت ۲/۱۲ طبری ۱۲۸۱ر ۱۵۸

خدا ناخواستہ یہ قافلہ کے اگر پہنچا
امنڈ آئے گی طیبہ والوں پر اک آفت تازہ

اسی کے بل پہ چڑھ دوڑینگے کافر اہل ایماں پہ
بنا طوفاں کھڑا کر دیں گے وہ ہر اک مسلماں پہ

قبائل میں اسی کے نفع سے ہتھیار پہنچیں گے
شرار جنگ کے بھڑکانے کو سردار پہنچیں گے

بہانے ندیاں پھر خون کی شیطان اٹھے گا
منافع سے تجارت کے بنا طوفان اٹھے گا

ضرورت ہے کہ فتنہ کا ابھی سے سر کچل جائے
چلو جلدی مبادا قافلہ آگے نکل جائے

توجہ کو ابوسفیان کی سب نے موڑنا چاہا
غرور کفر کے دم خم کو گویا توڑنا چاہا

نبی نے کوچ فرمایا خدا کے حکم ناطق سے
نبی کا ہر قدم اٹھتا تھا حق کی وحی صادق سے

ابوسفیان کا راہِ فرار

ابوسفیاں کے کانوں میں جب اسکی بھنک پہنچی
مدینے کی طرف سے قافلہ کی ناکہ بندی کی

حواس و ہوش غائب، چہرہ پر چھانے لگی زردی
بدن میں تھرتھری پیدا ہوئی لگنے لگی سردی

اسے رہ رہ کے لٹ جانے کا دل میں ہول اٹھتا تھا
مسلمانوں کی ہیبت کا دلوں میں خوف بیٹھا تھا

پریشانی میں سوئے مکہ اک ہرکارہ کو بھیجا
بتا دے راستے میں جو کہ آفت ہو گئی برپا

بنا کر اور گھڑھ کر وہ سنائے ایسا حال ان کو
مسلمانوں کی جانب سے دلائے اشتعال انکو

بتائے وہ مدینے والے ہم پر حملہ آور ہیں
ہمارے قافلہ کی ٹوہ میں ان کے دلاور ہیں

مدد جلدی سے تم نے قافلہ کو گر نہ پہنچائی
تو پورے ملک میں ہوگی ہماری خوب رسوائی

محمد زور پورا ہم نہتوں پر لگا دیں گے
محمد قافلے کو لوٹ کر طاقت بڑھالیں گے

مسلمانوں کے نرغہ سے نکلنا غیر ممکن ہے
نکلنا تو نکلنا راہ چلنا غیر ممکن ہے

بہت تیزی سے آؤ، اور بچاؤ قافلہ میرا
بہت مشکل ہوا ہے قطع کرنا راستہ میرا

کمک دے کر نہ بھیجا تم نے مکہ کے دلیروں کو
تو ہو جائیگا پسپا کرنا مشکل بھوکے شیروں کو

غرض ہر طرح سے اس کو سکھا کر بھیجا مکہ میں
ہر اک ہتھیار سے اسکو سجا کر بھیجا مکہ میں

یہ ہرکارہ بہت تیزی سے چل کر مکہ میں پہنچا
تھا اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا ننگا

نکلتی تھیں وہیں سے اسکی چیخیں اور فریادیں
وہ چیخیں جو کلیجے کو ہر اک انسان کے برمادیں

یہی کہتا تھا، اٹھو اور دوڑو مستعد ہو لو
مدینے کو مٹانے کے لئے جلدی کمر باندھو

مسلماں قافلے کو لوٹنے طیبہ سے نکلے ہیں
بچانے دوڑو! سارے قافلے والے نہتے ہیں

وہ سردار ابو سفیان زندہ ہے کہ ہے مردہ
اگر مارا گیا ہونا پڑے گا تم کو شرمندہ

اٹھو بس خواب غفلت سے ابھی بیدار ہو جاؤ
مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ

بہت تیزی سے پہنچو اس جگہ تم سب نکلتے ہی
وگرنہ سب رہو گے پھر ہمیشہ ہاتھ ملتے ہی

گلی کوچوں میں مکہ کے صدا ہرکارہ کی پھیلی
ہر اک انسان کے ملعون رخ پر برہمی پھیلی

حضرت مولانا سید عابد علی وجدی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

کی تصانیف

مطبوعہ کتابیں

- ۱. مجمع تجلی
- ۲. چہل حدیث (منظوم)
- ۳. ہندوستان اسلام کے سائے میں۔
- ۴. مولانا برکت اللہ بھوپالی (اردو و ہندی)
- ۵. بھوپال تحریکات آزادی کے آئینہ میں۔ (ہندی میں زیر طباعت)
- ۶. تاریخ قضاۃ و مفتیان بھوپال
- ۷. قطب مالوہ
- ۸. تفسیر بسم اللہ شریف
- ۹. خطبات جمعہ و عیدین

غیر مطبوعہ کتابیں

- ۱. سیرت النبیؐ منظوم (۲ جلدیں)
- ۲. اسلام اور ہندو دھرم
- ۳. مقاصد القرآن
- ۴. سفرنامہ وجدی
- ۵. مقالات وجدی
- ۶. عرفان و آگہی (شعری مجموعہ)
- ۷. تفسیر عم یتساءلون
- ۸. سیرت خورشید رسالت
- ۹. بزرگان بھوپال
- ۱۰. مضامین و خطبات وجدی

وجدی پبلیکیشنز ۔ امان منزل ۔ اسٹریٹ نمبر ۱ ۔ ابراہیم پورہ ۔ بھوپال

WAJDI PUBLICATIONS

AMAN MANZIL, STREET NO 1, IBRAHEEM PURA, BHOPAL